



سیرۃ نبوی قرآنی

مولانا عبدالماجد دریا بادی رحمۃ اللہ علیہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

مکتبہ انجمنیہ، لاہور

— سرکلر روڈ، لاہور —

سیرة نبوی ﷺ قرآنی

مولانا

عبدالماجد دریابادی^{رح}

پیشکش : طوبیٰ

ریسرچ لائبریری

toobaa-elibrary.blogspot.com

فہرست

صفحہ

۵ ہر سچا

- خطبہ (۱) ————— تصور کی پیش خبریوں
 (۲) ————— نام، نسب، وطن، زمانہ
 (۳) ————— فضائل، خصائص، مشاغل
 (۴) ————— رسالت و بشریت
 (۵) ————— ہجرت
 (۶) ————— غزوات و معرکات
 (۷) ————— معاصرین
 (الف) ————— مشرکین
 (ب) ————— یہود و نصاریٰ
 (ج) ————— منافقین
 (د) ————— ملوثین
 (۸) ————— معجزات و دلائل
 (۹) ————— خانگنی اور ازادواجی زندگی

اختتامیہ

بار دوم: ۱۹۹۷ء
 مطبع: محمد یونس پرنٹرز لاہور
 تعداد: ایک ہزار
 قیمت: ۶۰ روپے

کتابت حضرت مولانا محمد رفیع صاحب مدظلہ العالی
کے ہاتھوں کر ان کے ہاتھوں کی
طرازی سے کہے گا کہ ان کے ان زیادہ اشعار سے

بیتہ تعالیٰ

یعنی

چار صا خیر ادبیاں

تیسری حد تعالیٰ تالیف

بیتہ تعالیٰ شاہ فیصل مجددہ کی تصنیف و تالیف کا مکتبہ
رسالت آگے بڑھتا ہے جو کہ ایک نیا اور جدید ادب کی سرچ و ترقی
مرا توجہ حاصل کرے گا کیونکہ بیتہ تعالیٰ شاہ فیصل مجددہ کی
اعتراضات کا مکتبہ ازلہ

اعتراضات کا مکتبہ ازلہ

تالیف

بیتہ تعالیٰ شاہ فیصل مجددہ
مکتبہ رسالت آگے بڑھتا ہے

مکتبہ رسالت آگے بڑھتا ہے
مکتبہ رسالت آگے بڑھتا ہے

بیتہ تعالیٰ شاہ فیصل مجددہ

دیباچہ

یہ مجموعہ ادب و ادب کوئی مستقل تصنیف نہیں ہے چند کچھوں (خصلوں) کا مجموعہ ہے جو سیرت
نبوی قرآن مجید کی روشنی میں اس کے عنوان سے جنوری 1995ء میں مطبوعہ ہو گیا ہے اس کی اشیرت
میں نائل العلماء و اکابر مدظلہ العالی کی نگرانی میں مرحوم و منفقہور کی فرمائش پر اور ایک مرحوم
تاقم نے ہونے وقت کے ماتحت مدراس میں نیکو کاری کی عمارت میں دیئے گئے تھے۔
اور سب سے پہلے انہیں کتابی صورت میں جنوبی ہند کی مسلم کالج کونسل (مدراس)
شائع کرے گی۔

لیکن تصانیف انہی سے کچھ بھی روز بہ روز تحریک کے روح رواں ڈاکٹر عبدالحق مرحوم
کی وفات ہو گئی اور ان کی وفات سے جہاں اور شیوں پھولنے بڑے مٹی کاموں کو نقصان
پہنچا، وہیں یہ وعدہ بھی ارفان ہو سکا بلکہ انہیں کے کارکنوں نے ان کچھوں کا مسودہ تک
واپس نہ فرمایا اور کتابت سے کے خطوط بے اثر ہی رہے۔

مجموعہ و ادب اس طرف سے ملاوس ہو کر طبع و اشاعت کا انتظام اپنے ہاتھ میں لینا پڑا
یہ مجموعہ ادب و ادب کوئی مستقل تصنیف نہیں ہے چند کچھوں (خصلوں) کا مجموعہ ہے جو سیرت
نبوی قرآن مجید کی روشنی میں اس کے عنوان سے جنوری 1995ء میں مطبوعہ ہو گیا ہے اس کی اشیرت
میں نائل العلماء و اکابر مدظلہ العالی کی نگرانی میں مرحوم و منفقہور کی فرمائش پر اور ایک مرحوم
تاقم نے ہونے وقت کے ماتحت مدراس میں نیکو کاری کی عمارت میں دیئے گئے تھے۔
اور سب سے پہلے انہیں کتابی صورت میں جنوبی ہند کی مسلم کالج کونسل (مدراس)
شائع کرے گی۔

مگر جب نظر فرمائی کہ وقت آیا تو مجموعہ کارنے ایک ناپائیدار کی پست ہی ہے اس کا مرقعہ
ہی نہ دیا اور اب بیٹے اتنے ہی شائق ہوں سے ہیں جتنے مشہور میں دیئے گئے تھے نظر فرمائی
عبادت پر اپنی خاصی کوئی گئی ہے اور بعد بجا ممتنی اعتبار سے بھی کچھ اضافے کر دیئے گئے
تھے اور وہیں درج مرفوعہ ان عبد الشکور دکنوی مرحوم و منفقہور کے ایک مختصر سے رسالے

کے اپنی نوعیت میں یہ کتاب پہلی ہے اس کا مکمل انشا اللہ آئندہ کسی خوش نصیب ہی کے نصیب میں آسکے گا۔

پگھروں کے دسے چکنے کے کوئی نقصانی تین سال بعد مجھے بے خبر کو ڈاکٹر شیخ محمد عزانہ اللہ رحمہ اللہ نے اپنی ایچ ڈی رلاہور کی ایک تحریر سے نمٹنا ہی نہیں کہ جس میں کئی سال کا عرصہ ہو کر ایک قرآنی سیرۃ الرسول شائع ہو چکی ہے۔ اب اس کی تلاش شروع ہوئی اور مہینوں کی سرگرم مسلسل کوشش کے بعد کہیں جا کر یہ دستیاب ہو سکی وہ بھی محض جناب مالک دام ایم۔ اے۔ بیرونی مسافت خانہ ہند کی توجہ و حمایت سے۔

کتاب مفصل اور دو جلدوں میں ہے اور صفحات کی مجموعی تعداد سات سو سے اوپر داخل مصنف کا نام محمد عرقہ دروزہ ہے، جو ہر کے ایک شہسوار اہل حکم میں، مضافات کی ایک دور یہ بھی ہے کہ مصنف نے کیا تعلقہ صرف یہ قدر ضرورت نہیں، بلکہ پوری پوری نقل کر دی ہیں۔ بہر حال یہ کتاب اگر شروع میں مل گئی ہوتی تو اس سے رہنمائی بہت کچھ حاصل ہو گئی ہوتی۔

زندگی کا اعتبار جانوں ہی کے لیے کیا ہے، چہ جائیکہ شرمال کی عروالے کے لیے جو کہنا چاہیے کہ سفر آخرت کے لیے پاب کتاب ہی ہے تاہم اگر شریعت الہی کو منظور ہو اور مہلت نصیب ہوگی تو ملکی تعلیمات اور مدنی تعلیمات سے متعلق روایوں کے انشاؤں کا خیال دماغ سے دور نہیں ہوا ہے۔ باقی خدمت دین و علم کی کتنی حسرتیں اور بھی دل میں باقی ہی ہیں ایک نااہل محض کو خدمت کا اتنا بھی موقع مل گیا جیسی بہت قیمت اور لائق صد شکر ہے۔

(عبدالماجد، دریا یاد مصلح بارہ بنگلی)

خطبہ (۱)

ظہور کی پیش خبریاں

ظہور مبارک کا واقعہ دنیا کے لیے بالکل اچانک اور غیر متوقع طور پر نہیں آسکتا تھا۔ اہل کتاب یعنی یہود اور نصرانی دونوں ایک موعود کے انتظار میں صدیوں سے بیٹھے آ رہے تھے اور قرآن مجید نے ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زبان سے تو اس ظہور مبارک کے لیے دعا حاضر است سے نقل کی ہے یہ دعا تھا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نہ تھی ایک مبارک وقت جگہ دو مقدس بندوں کی زبان سے مل کر نکلی تھی اور اس میں حضرت ابراہیم کے شریک ان کے فرزند حضرت اسمعیل بھی تھے۔

وَإِذْ يُرَفِّعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ
مِنَ الْمَبْعُوثِ وَاسْتَأْذِنُ
(البقرة: ۱۲۵) اسمعیل بھی

مقام آتنا مقدس کرخانہ کعبہ کا فرش وقت آتنا مبارک کرطین تعمیر خانہ کعبہ کا زمانہ اور دعا کرنے والے۔ اللہ کے رود و متبول ترین اور آستانہ برگزیدہ ہند سے دعا سب سے پہلے اس کی کہ ہماری یہ خدمت قبول ہو۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ
الْعَلِيمُ
قبول فرما بے شک تو خوب سنے والا خوب
کو جاننے والا ہے۔

(البقرة: ۱۱۵)

اس تمہید کے بعد عرض حال میں پہلی گزارش تو یہ تھی کہ جس اور زیادہ توفیق حاصل

toobaa-elibrary.blogspot.com

اطاعت لے۔

وَتَبَّهَا وَاجْتَمَعْنَا مُسْلِمِينَ لَكَّةَ

(البقرة: ۱۵)

لے ہمارے پروردگار ہم سے ہماری خدمت

فرمانبردار لے۔

اور پھر مٹا بعد یہ آرزو کہ ہماری نسل سے ایک امت مسلمہ ایک فرمانبردار قوم

وَسُوْدٌ وَّيَتَّبِعُنَا أَتَمَّةً مُسْلِمِينَ لَكَّةَ

(البقرة: ۱۵)

اور ہماری نسل سے ایک امت بھی پیدا کر جو تیری

فرمانبردار ہو۔

خیال کر کے سنیے کہ تیرے ہماری نسل کی لگائی جا رہی ہے یعنی وہ نسل ابراہیمی جو

حضرت اسمعیل کے واسطے ہو۔ تیرے ماننے سے بنی امتی سب نکل گئے اور

امت مسلمہ بنی اسمعیل میں محدود ہو گئی یہ تو ہوتی امت اور اس کا رسول کون اور کیسا

ہو؟ سہامت فرمائیے۔

رَبَّنَا دَاوُدَ اٰلِهٖتُمْ وَسُلُوْلًا مِّنْهُمْ

يَسْئَلُوْنَكَ عَلَيْهِمْ اٰيَاتِنَا وَ اٰيَاتِهِمْ

الْحِكْمٰتِ وَالْحِكْمَةَ وَرِزْقًا كَرِيْمًا

اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ

(البقرة: ۲۵)

لے ہمارے پروردگار انہیں لوگوں میں سے اسمعیل

کے درمیان انہیں میں سے ایک رسول بھیجو

تیری آیتیں انہیں پڑھ کر سناے اور انہیں کتاب

(الغنی) اور حکمت کی تعلیم دے اور ان کی اصلاح

فہم کے لیے حکمت و علم اور رحمت والا تو تیری ہے۔

اور پھر اپنے وقت پر حسب یہ رسول ظاہر ہو چکا تو اس کا وصف اسکے دوسرے

ادوصاف کے ساتھ بھی بیان کر دیا کہ اس کا ظہور رکھ والوں کے درمیان ہوا۔

هُوَ الَّذِي يُعَلِّمُ بَعَثَ فِي الْاٰمِيْنِ

رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ

اٰيَاتِهِ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ

الْحِكْمٰتِ وَالْحِكْمَةَ

وہ اللہ وہ ہے جس نے امرا عربی کے لئے دلوں

کے درمیان جو انہیں اللہ کی آیتیں پڑھ کر سنا

اور ان کی اصلاح نفس کرنا ہے اور انہیں کتاب

(الغنی) اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔

ابراہیم و اسمعیل کی دعاؤں کا ذکر ہو چکا تو قرآن مجید سے یہ اطلاع بھی ملتی ہے کہ

toobaa-library.blogspot.com

اس ظہور اقدس و مطہر کی پیش خبریاں اگلے آسانی صیغوں میں آچکی ہیں یہ ذکر قرآن نے

کیوں تو نعمتاً اور باصلاح کیا ہے یعنی صرف کتاب کا ذکر کر کے اشارہ کتاب لکھنے

ولے کی طرف بھی کر دیا مثلاً۔

وَ اِنَّكَ لَكٰفِيٌّ زُجْرًا اَلَا وَاٰلِهٖنَ

(الشعرا: ۱۱ ع)

اس کا ذکر یا اس کی خبر اگلے صیغوں میں بھی

موجود ہے۔

اور کہیں یہ ذکر براہ راست اور مستغلاً کیا ہے اور ایسے موقع پر رسول کے اوصاف

اقتیازی خصوصی کو بھی گنا دیا ہے۔ مثلاً

الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ الَّذِيْ

اَلَا تَجِدُ الَّذِيْ يُحٰدِثُكَ مَا كُنْتَ تَابِعُهُمْ

فِي الْكُوْنِ ذٰلِكَ اَلَمْ يَجْعَلْ يٰ مُرْسَلًا

بِالْمَعْرُوْفِ وَيَتَّبِعُهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ

وَيُحٰدِثُ لَهُمُ الْكَلِمٰتِ وَيُحَسِّسُ

عَلَيْهِمُ الْعَقٰبٰتِ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اَصْحٰبَهُمْ

وَ اَلَا تَعْلٰمُ اَلَتِيْ حَسٰكُنْتَ عَلَيْهِمْ

(الاحزاب: ۲)

جو لوگ بروی کرتے ہیں۔ اس آتی رسول و

نبی کی جس کو (یعنی جس کے وصف کو) وہ کھلا

بڑھا پاتے ہیں اپنے اس قرابت اور انجیل میں

وہ حکم دیتا ہے انہیں نیک کرداری کا اور دُرُکنا

سے انہیں بگڑ داری سے اور پاکیزہ چیزیں

ان کے لیے جائز بناتا ہے اور گندی چیزیں

پر حرام کر دیتا ہے اور ان پر سے بھراور تیریں

جو اب تک تیں آتا رہا ہے۔

يُحٰدِثُكَ مَا كُنْتَ تَابِعُهُمْ وطلاقات یہ اہل کتاب

لینے ہاں توریث و انجیل میں درج پاتے ہیں۔ قرآن مجید نے یہ دعویٰ علانیہ کر دیا اور

معاصر اہل کتاب بھی اس سے انکار کی جرات نہ ہوئی روزنہ جہاں اور لکھا

سرو و کتابت اور آپ کی وہی پرکھ رہے تھے وہاں ایک اس الزام کا بھی اضافہ کر

دیتے کہ توریث و انجیل میں کہاں ایسے رسول کے ظہور کا پتہ نشان ملتا ہے؟

توریث میں جتنے تصرفات و تقریبات اب تک ہو چکے ہیں ان کے بعد یہ دعویٰ

خود اہل توریث کا بھی باقی نہیں رہا ہے کہ یہ کتاب وحی تھی کا منور نہ ہے لیکن اتنی تعریف

تخریف کے بعد بھی کچھ تو حوالے اس میں بھی باقی رہ رہ ہیں۔ مثلاً حضرت موسیٰ

موسى علیہ السلام کی زبان سے اسرائیلیوں کو مخاطب کر کے :-

”خداوند تیرا خدا تیرے لیے تیرے ہی دو ميان سے تیرے ہی بھائیوں میں میری مانند ایک نبی پر کارے گا تم اس کی طرف کان دھو لو“ (اشمشدہ)

(۱۵-۱۸)

”تیرے ہی بھائی“ یعنی اسرائیل کے بھائی سوانجی اسرائیل کے اور کون ہو سکتے ہیں! پھر ان اسرائیلیوں میں ایسا ہی جو میرے ہی مانند“ یعنی مشابہت حضرت موسیٰ سے رکھے والا جو بجز ہمارے ہی کیم صلعم کے اور کون ہو سکتا ہے؟

اور پھر توریت کے اس صیغہ اشتقاق کی اسی فصل میں دو ہی جہتیں آیتوں کے ارد گرد اور خداوند نے مجھ سے کہا کہ انہوں نے جو کہ کیا۔ اچھا کیا۔ میں ان کے لیے ان کے بھائیوں میں سے تمہارا ایک نبی پر کاروں گا اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا“ (ایضاً ۱۸)

اسرائیل کے بھائیوں یعنی اسرائیلیوں کو ذکر اس آیت میں بھی اور ”تمہارا“ یعنی موسیٰ علیہ السلام سے مشابہت رکھنے والے کی تعیین یہاں بھی اور پھر آخری فقرہ کی تصریح کہ ”اپنا کلام ان کے منہ میں ڈالوں گا“ صاف اس کا مرادف کہ اس کا پیام وحی نقلی کا مجموعہ ہوگا اور وہی نقلی کا دعویٰ بجز قرآن مجید کے روئے زمین پر آج کس کتاب اور کس پیام کے لیے ہے؟

توریت کے بعد اب اسرائیل ہی آئیے۔ اس میں ترجمہ اور ترجمہ اور ترجمہ کی بنا پر اصلاح ترمیم اور تبدیلی کا سلسلہ آج تک جاری ہے اور وہ بھی چکر چکر نہیں بلکہ ملینہ و فریجہ لیکن اس سلسلے کا دوبارہ کہ باوجود اس میں بھی یہ نظر آج تک ملنے چلے آ رہے ہیں یہ حضرت مسیح اسرائیلیوں سے فرما رہے ہیں :-

”میں نے ان سے کہا کہ کیا تم نے کتاب مقدس میں نہیں پڑھا کہ جس پتھر کو مہر اور نہ ڈکھا وہی کرنے کے سہے کا پتھر ہو گیا یہ خداوند کی طرف سے ہوا اور ہماری نظروں میں عجیب ہے اس لیے میں تم سے کہتا ہوں کہ خدا کی

بادشاہت تم سے لی جائے گی اور اس توہم کو جو اس کے پھیل لائے دے دی جائے گی اور جو اس پتھر پر گرے گا اس کے کنزے ہو جائیں گے مگر جس پر وہ گرے گا اسے میں ڈالے گا“ (مسی ۳۲:۱۲-۳۳)

”کتاب مقدس کا“ بہتر و سہل نقل ہوا ہے اور اسرائیل مرتس ۱۰۱۱۲-۱۱۱ اور انجیل

نونا ۱۸۱۲ میں بھی وہ دو اصل واؤزوں کی کتاب نمبر ۱۱۱۸، ۱۱۱۸، ۶۲۱ کا ہے۔ مہاروں یعنی اسرائیلیوں نے جس پتھر کو ہمیشہ رکھا تھا وہ اسرائیلی ہی تھے کونے کے سرے کا جو پتھر ہوا یعنی نبوت جس کو سب سے آخر زمانہ میں وہی نقلی اسرائیل ہی کا ایک فرد تھا اور وہ دو نصرانی جو بھی اس سے نکلے، اوہ پاش پاش ہو کر رہ گئے۔ یا پس کر رہ گئے۔

توریت اور انجیل میں خواستے اور بھی ملتے ہیں ان سب کی یہاں سماعت فرمانے کے بجائے انہیں تفسیر یا جدید میں ملاحظہ کرنے کی زحمت گزارا فرمائی جائے۔ قرآن مجید نے حضرت مسیح کی زبان سے ایک اور پیش نبی کا حوالہ صراحت کے ساتھ دیا ہے اس لئے اسے توہم حال سے چلئے۔

كُوَادُ قَالَ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَا بَنِيَّ
اِسْرٰٓءِيْلَ اِنِّىْ اَرْسَلْتُ اِلَيْكُمْ
مُؤْتَمِرًا لِّيَاْتِيَنِيْ بِنَبَاٍ مِّنْ اَلْحَقِّ
وَمُؤْتَمِرًا يَّرْسُلُوْنِيْ اِلَيْكُمْ بِبَعْدِ
اٰخِرَتِكُمْ فَاْتَاَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا
بَشَرٌ مِّثْلُنَا
(الصف، ح ۱۱)

اور جب مسیحی بن مہر ملے گا کہ سلسلہ اسرائیلیوں! میں تمہارے پاس اللہ کا پیغام آیا ہوں۔ تصدیق کرنے والا اور تمہاری کجیوں سے تیرے ہے۔ اور شہادت دینے والا ایک رسول کی جویرے ہوا آئے دلے ہیں۔ بن کا نام آج ہوگا پھر سب وہ ان کے پاس لکھے ہوئے نشان لے کر تیرے لیے

قرآن مجید نے جس قول کی جانب اشارہ کیا ہے وہ موجودہ صرف انجیل سے بھی تمام ترجموں ہو سکا بلکہ اس کے حوالے ایک نہیں ملتا ہے بلکہ آج تک موجود ہیں ملاحظہ فرمائیے میں باپ سے درخواست کروں گا تو وہ تمہیں دوسرا مدگار (یا دلیل یا شہین) چھنے گا کہ ایک تمہارے ساتھ رہے“ (یوحنا، ۱۱:۱۳)

جو اپنا تک تبار سے ساتھ ہے۔ میں صاف اشارہ مکرور ہے کہ اس کی شریعت دائمی ہوگی۔ دوسری جگہ ہے۔

”جب وہ مدگار (یا وکیل یا شیخ) آئے گا جس کو میں تمہارے پاس باپ کی طرف سے بھیجوں گا یعنی چنانی کاروں جو باپ کی طرف سے نکلتے ہے تو وہ میری گواہی دے گا“ (یوسف، ۱۱۵، ۲۶)

اور تیسری مرتبہ :-

”اگر میں نہ جاؤں تو وہ مدگار (یا وکیل یا شیخ) نہ آئے گا۔ لیکن اگر جاؤں گا تو اسے تمہارے پاس بھیج دوں گا اور وہ اگر دنیا کو گناہ اور راست بازی اور عدالت کے بارے میں تصور وار شہرہ لے گا“ (یوسف، ۱۱۶، ۸۷)

یہ عبارتیں جو پڑھ کر سنائی گئیں۔ اور وہ بائبل کی تھیں اور بائبل کے اردو مترجمین نے متن میں لفظ مدگار اور عاشریہ پر اس کے نئے ”وکیل“ اور ”شیخ“ دسے ہیں اور انگریزی بائبل میں جو پر ڈسٹنٹ فرز کی ترجمان ہے اس کے لیے لفظ Advocate آئی ہے یعنی تسلی دہندہ اور جوائنٹری بائبل حقیقہ کی تفسیر کے مطابق ہے اس میں ان موقوفوں پر لفظ Advocate ہے۔ ہمارے یہاں کے فاضلوں کا بیان ہے کہ جس یونانی لفظ کے لیے ”مدگار“ لاتے ہیں۔ کبھی ”وکیل“ کبھی ”شیخ“ کبھی ”تسلی دہندہ“ اور کبھی

PRACLETE اور اصل میں PERICLYTS ہے جو صحیح ترجمہ لفظاً صحرا پر معنی محمود و ستورہ کا ہے۔

غرض یہ کہ جو ترجمہ جدید قریشی آغاز اسلام کے وقت دنیا میں موجود تھیں اور جو سلسلہ وہی ذہنیت کی حامل تھیں ان کے مقدس و متون میں پیش خیریاں شروع ہی سے ایک استنبیلی نبی کی پہلی آ رہی تھیں۔ جس کی شریعت دائمی ہوگی یعنی وہ سلسلہ انبیاء کا خاتم بھی ہوگا۔

خطبہ (۲)

نام، نسب، وطن، زمانہ

نام | اسم مبارک محمد تھا اور قرآن مجید میں اس کی مسرت چار جگہ لکھی ہے ایک جگہ تو صرف نام اور منصب کا ذکر ہے۔

مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللهِ (الفتح، ۲۴) محمد اللہ کے رسول ہیں۔

دوسری جگہ یہ آیت ہے کہ قرآن جو ستر ستر عربی ہے تزل انہیں محمد پر ہوا ہے
وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ
اٰمَنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا عَلٰى مُحَمَّدٍ وَهُوَ الْحَقُّ
صَحِّحٌ مِنْ رَبِّهِمْ (محمد، ۱۱)

تیسری جگہ اس حقیقت سے پروردہ اشتباہے کہ محمد اللہ کے قاصد یا رسول ہی میں جیسا کہ آیت کے قبل اور بھی رسول آپ کے ہیں کوئی دین نیا اور قاری فوق البشر ہستی نہیں۔

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ فَسَلِّطْ لَهُ
تَقْوِيَةَ الرَّسُوْلِ (آل عمران، ۱۱۵)

اور اسی آیت میں یہ الفاظ بھی شامل ہیں۔
اَقَامُوْنَ نَمٰتٍ اَوْ قَسَبٍ اَلْتَقَلْبٰتِمْ سَلٰتِ
اَعْقَابِكُمْ۔
تو اگر ان کی کوفت ہو جائے یا انہیں جاک کر دیا جائے تو کیا تم لوگ اٹھ پڑو، یا پس چلے جاؤ گے۔

اور یہیں سے سننا اس سستی پر بھی روشنی پڑتی کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم غیر قانونی

toobaa-elibrary.blogspot.com

بنا کر نہیں بھیجے گئے بلکہ ہر پیر کی طرح آپ بھی فانی تھے اور آپ پر یہی وفات کے طاری ہونے یا کسی کے ہاتھ سے ہلاک ہونے، دونوں کا احتمال تھا۔

پھر جی آیت نے اسم مبارک کی تصریح کے ساتھ اس کی بھی خبر دے دی، کہ آپ کی اولاد نہ گور میں سے کوئی زندہ نہ رہے گا سزا جزیروں کی گناہ نش البتہ ہے۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ قَوْمٍ يَّحِبُّ الْإِسْلَامَ. محمد ہر مردوں میں سے کسی کے والد نہیں۔ (الاحزاب: ۴)

اس ٹھوکے اس چہاگہ نہ تصریح کے ساتھ قرآن مجید میں دوسرا نام احمد ملتا ہے یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان سے پیش خبری کے سلسلہ میں ارشاد ہوا ہے۔

إِذْ قَالَ يَسِيُّ بْنُ مَرْيَمَ يَا بَنِيَّ إِنَّمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ بَشِيرًا لَّئِن لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ مَعَدَّةٌ فَلَا تَصْبِرُوا عَلَيْهِمْ يَوْمَ تَكُونُ الْكُفُورَةُ أَكْبَرُ الْكُفْرِ أَتَى عَلَى الْكَافِرِ الْأَسْرَفُ وَمَا كَانَ لِلنَّبِيِّ أَنْ يَتَمَنَّاهُ أَتَى عَلَى الْكُفْرَانِ بَل لَّعَنُوا الْيَوْمَ عَذَابُ الْبُرْجَانِ لَمَّا كَانُوا فِي أَعْيُنِنَا جَزَاءً لِّمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ (احصا: ۱۵)

حضرت مسیح کی جو انجیل طواری برتایا کی جانے لگا وہی ہے اس میں تو یہ پیش خبری آئی ہے صراحت کے ساتھ موجود ہے۔ باقی جو انجیلیوں نے جو خاتیں چھاپیں اس قسم کی کئی جو پئی آتی ہیں۔

”میں باپ سے درخواست کروں گا تو وہ تمہیں دوسرا مدوگر (یا وکیل یا شیخ) بھیجے گا کہ ایک تمہارے ساتھ رہے“ (رومانا: ۱۴، ۱۶)

”جب وہ مدوگر (یا وکیل یا شیخ) آئے گا میں کو میں تمہارے باپ کی طرف سے بھیجوں گا میں چھانی کاروں جو باپ کی طرف سے لکھا ہے تو وہ میری گواہی دے گا“ (رومانا: ۱۵، ۱۶)

اتنا تو ان میں سے پہلے قول سے ظاہر ہی ہو گیا کہ جو اتنے والا حضرت مسیح کے بعد آئے گا، وہ خاتم نبوت ہوگا اور اس کی شریعت خاتم تک قائم رہے گی اب سوال

صرف یہ رہ جاتا ہے کہ وہ آنے والا کون ہوگا؟ حضرت مسیح کی زبان مبارک سے نکلا ہوا اصل سہانی لفظ تو اب کہیں دنیا سے معلوم نہیں محفوظ نہیں۔ اب تو دار و مدار آپ کے سر لائی کلام کے صرف یونانی ترجمہ پر ہے تو اس یونانی ترجمہ کا ترجمہ دوسری زبانوں میں اہل انجیل کہیں اصل دہندہ com to ver سے کرتے ہیں اور کہیں مدوگر ۱۸۵۱۶۷ سے اور کہیں وکیل سے اور کہیں شیخ سے۔

اور اس اضطراب کے مقابلہ میں ہمارے ہاں کے فاضلوں کا بیان جرم کے ساتھ یہ ہے کہ وہ یونانی لفظ pevicetic ہے اس کا صحیح معنی مضمون احمد ہی سے ادا ہوتا ہے اور اس لیے قرآن مجید نے یہ نام حضرت مسیح کی زبان سے ادا کر دیا ہے۔

اسم ذاتی بعد محمد کو بھی احمد کہا ہے ان دو کے علاوہ اسما صفاتی قرآن مجید میں کثرت سے وارد ہوئے ہیں۔ مثلاً

نذیر۔ بشیر۔ منذر۔ بشر۔ شاہد۔ داعی الی اللہ۔ سران منیر۔ منزل۔ مدثر۔ النبی الامی مکر۔ رحمة للعالمین۔ خاتم النبیین۔

اس چند در چند آیات قرآنی بلائی نظر ترتیب سن لیجیے۔ جن میں یا سادہ تو صیغہ ہی وارد ہوئے ہیں۔

رَأٰنَا اَنْزَلْنَا اٰیٰتِنَاكَ رَسُوْلًا شٰهَدًا عَلٰیكُمْ. (الزلزلہ: ۱۵)

تجہ شک ہم نے بھیجا ہے تمہاری طرف ایک رسول تو یہ شاہد بنا کر

اسم شاہد کی شہادت اس آیت نے پیش کر دی اور اہل شہادتیں بھی ابھی سماعت فرمائیے گا دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے۔

رَأٰنَا اَنْزَلْنَا لَكَ شٰهَدًا اَوْ مُبَشِّرًا وَّ اَوْ نَذِرًا۔

بلکہ شک ہم نے آپ کو بھیجا ہے شاہد اور بشارت دینے والا اور ڈر لسنے والا بنا کر۔

کہیں کہیں اس سے بھی زیادہ اسما صفاتی لکھے بیان ہوئے ہیں مثلاً

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّا اَنْزَلْنَا لَكَ شٰهَدًا وَّ لُبِّيْطًا وَّ نَذِرًا وَّ بَلُوْلًا وَّ اٰیٰتًا لِّاَنْتَ اِلٰهٌ يَّذِيْبُهُ

toobaa-elibrary.blogspot.com

فَيَسْرُاجَا تَيْبِيًّا ۱- (الاحزاب ۶۵)
 اور مندر اور تغیر کی تکرار کو کثرت سے آتی ہے کبھی الگ الگ اور کبھی دوسرے
 اسامی صفت کے ساتھ بل کما سم مندر کو لے لے۔

إِنَّمَا أَنْتَ مُنذِرٌ لِّمَنْ لَّعِنَ قَلْبُهُ
 ہاؤر (جمود ۱۵)
 کہنے ایک بھر دہرا رکھا گیا ہے۔

بَلِّغْ عِبْرَتَهُمْ أَنْ جَاءَهُمْ مُنذِرٌ
 یٰسَيِّدُ - (ق-ع ۱)
 ایک ڈرانے والا نہیں ہے سے آگیا۔

إِنَّمَا أَنْتَ مُنذِرٌ لِّمَنْ يَشَاءُ
 (الاحزاب ۶۵)
 آپ تو بس ڈرانے والے ہیں اسے جو روزِ
 سے خوف رکھتا ہے۔

اب غیر والی آیتیں منٹنے علاوہ ان دو آیتوں کے بواجہی آپ سن چکے ہیں۔

إِنَّمَا أَدُتَّلَاكُمَا لَعْنَةُ يٰسَيِّدُ ۱
 غور خیزی سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر۔
 (البقرہ ۱۳۵)

اور اسی کے علاوہ سورۃ الفاظ ۴ کی ایک آیت میں بھی یہ آیت ہے کہیں کہیں یہی
 مضمون صیغہ حاضر کے ساتھ وارد ہوا۔

وَمَا أَدُتَّلَاكُمَا لَعْنَةُ يٰسَيِّدُ ۱
 (بخاری ۱۳۵)
 اور ہم نے آپ کو تمام ایک غور خیزی سنانے
 والا اور ڈرانے والا بنا کر لیا ہے۔

اور یہی الفاظ سورہ الفرقان ۴ کی ایک آیت میں وارد ہوئے ہیں۔

إِنَّمَا أَنْتَ مُنذِرٌ
 اسی طرح ایک جگہ اور ہے۔
 آپ تو بس ایک ڈرانے والے
 ہیں۔

پھر ایک جگہ اور صیغہ غائب میں۔
 إِنَّ هُوَ إِلَّا مُنذِرٌ شَبِيهُنَّ
 یہ تو تمام تریک کھلے ہوئے ڈرانے والے
 ہیں۔

(الاحزاب ۱۳۵)

toobaa-elibrary.blogspot.com

ایک جگہ اہل کتاب سے خطاب خصوصی میں ارشاد ہوا ہے

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا
 مِمَّنْ بَيْنَ يَدَيْكُمْ عَلَنَ فَمَنْ مَعَهُ مِنَ الْوَسْطَى
 أَنْ تَقُولُوا إِنَّمَا جَاءَنَا بَشِيرٌ وَنَذِيرٌ
 سَيَذِيرُوكُمْ فِي شَيْءٍ مِّمَّا كَفَرْتُمْ
 (المائدہ ۶۷)
 کہیں کہیں یہ لفظ صیغہ متکلم میں خود رسول کریم کی زبان سے آکر دینے گئے ہیں۔
 میں تو شخص ایک بشیر و نذر ہوں ان لوگوں کے
 لیے جو ایمان رکھتے ہیں
 آپ کہہ دیجئے کہ میں تو ایک کلمہ کھلا ڈرانے
 والا ہوں۔
 بیشک میں تمہارے لئے اللہ کی طرف سے نذر و
 بشیر ہوں۔

وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ فِيهِ تِبْيَانٌ
 لِّكُلِّ شَيْءٍ وَإِنَّا عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ
 قَدِيرٌ
 (الاحزاب ۳۷)
 اور وہ ان ریاضت ع میں پاس ہی پاس ہی دو جگہ ان الفاظ کو رسول کریم کی زبان
 سے وارد کیا ہے۔

وَمَا أَدُتَّلَاكُمَا لَعْنَةُ يٰسَيِّدُ ۱
 اور ہم نے آپ کو تمام ایک غور خیزی سنانے
 والا اور ڈرانے والا بنا کر لیا ہے۔

اور یہی الفاظ سورہ الفرقان ۴ کی ایک آیت میں وارد ہوئے ہیں۔

إِنَّمَا أَنْتَ مُنذِرٌ
 اسی طرح ایک جگہ اور ہے۔
 آپ تو بس ایک ڈرانے والے
 ہیں۔

پھر ایک جگہ اور صیغہ غائب میں۔
 إِنَّ هُوَ إِلَّا مُنذِرٌ شَبِيهُنَّ
 یہ تو تمام تریک کھلے ہوئے ڈرانے والے
 ہیں۔

وَمَا أَدُتَّلَاكُمَا لَعْنَةُ يٰسَيِّدُ ۱
 اور ہم نے آپ کو تمام ایک غور خیزی سنانے
 والا اور ڈرانے والا بنا کر لیا ہے۔

اور یہی الفاظ سورہ الفرقان ۴ کی ایک آیت میں وارد ہوئے ہیں۔

إِنَّمَا أَنْتَ مُنذِرٌ
 اسی طرح ایک جگہ اور ہے۔
 آپ تو بس ایک ڈرانے والے
 ہیں۔

پھر ایک جگہ اور صیغہ غائب میں۔
 إِنَّ هُوَ إِلَّا مُنذِرٌ شَبِيهُنَّ
 یہ تو تمام تریک کھلے ہوئے ڈرانے والے
 ہیں۔

(الاحزاب ۱۳۵)

سورة الفرقان کی صحیح ایک آیت سے ہوتی ہے جہاں فرمایا گیا ہے کہ فرقان اس بندہ خاص پر اس لیے نازل کیا گیا کہ
 رِيكَوٰتًا لِّمَنَّا لِيُوَدِّعَهُنَّ كَذٰلِكَ ۙ
 تاکر وہ اس کے ذریعے سے اسے عالم کا ڈرانے والا ہو۔

(الفرقان ۱۵)

اسم شہادہ کے کئی اطلاق ذات نبوی کے لیے چند منٹ قبل آپ کی ساعت میں آپ کے اور اس شہادہ کے معنی عام طور پر گواہ کئے گئے ہیں لیکن اس لفظ کا استعمال عموماً عرب میں غائب کے مقابل کی حیثیت سے بھی برابر ہوتا ہے اس لیے بیابان ہو گا اگر شاہد کو حاضر کے مراد سمجھا جائے اور کم سے کم دو آیتیں قرآن مجید میں اور ایسی ہیں۔ جہاں شاہد سے اشارہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بعض اکر تفسیر نے خیال کیا ہے ان میں سے ایک آیت سورہ بقرہ کے آیت ۲۴ میں ہے۔

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ اٰيَةِ الْكَافِرِ الَّذِي يَدْعُوْا يٰۤاٰهْلَ الْبَيْتِ اٰتُوا هٗنَا بِاٰيَةٍ مِّنْ سَمٰوٰتِكُمْ اِن كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ

اور دوسری سورہ البورج کے شروع میں ہے۔
 وَ سَآءَ لِمَنْ يَّكْفُرْ اٰيٰتُنَا ۙ
 اور شاہد اور مشہور۔

اس دوسری آیت میں اشارہ ذات نبوی کی طرف ایک قول کے مطابق سے ہے، اور دوسرے قول کے مطابق مشہور ہے۔

یہ سارے نام ایسے ہوتے، جو حضرت شاہد یا اللہ رسول کی مستقل صفات سے متعلق وارد ہوتے ہیں ان کے علاوہ دو چیزیں ایسی بھی ہوا ہے کہ رسول پر کوئی کیفیت ظاہری ہوتی اور فرقان سے نہیں اسی وقت صفت سے آپ کو مخاطب کر دیا۔ چنانچہ نزول ہی کے ابتدائی زمانے میں جب برادری والوں نے شرارت سے انکار و استہزاء آپ کے دعویٰ نبوت پر شروع کیا، تو ایک روز آپ ان حالات سے متاثر و طول خاطر و پناہور میں بیٹھے ہوئے تھے تو قرآن نے تمہیک اسی ہی صفت کے ساتھ آپ کو مخاطب کیا اور کہا۔

يٰۤاٰتِيهَا السَّمٰوٰتُ ۙ
 اسے چاروں طرف سے اپنے چاروں طرف سے اپنے والے

اور پھر اسی طرح جب کچھ روز بعد وہی تسلسل میں وقفہ پڑ گیا اور آپ فرموند اور سے بیٹھے ہوئے بیٹھے تھے تو فرقان مجید نے آپ کو ان الفاظ سے مخاطب کیا۔
 يٰۤاٰتِيهَا السَّمٰوٰتُ ۙ
 اے چاروں طرف سے اپنے والے

یہ سارے اسامہ صفا کی تو وہ ہونے کن میں سے ہر ایک کلمہ قرآن مجید میں آپ کا ہے باقی کچھ اور نام بھی ہیں جو براہ راست تو وارد نہیں ہوئے ہیں لیکن فرقان مجید کی عبارتوں سے ماخوذ و مستنبط کئے جاسکتے ہیں۔ مثلاً۔

مصطفیٰ - مجتبیٰ - مطاع - صادق - امین - مبلغ - مسلم - مزی - مرسل وغیرہ اور ان سب کے علاوہ دو اسماء ایک الہی اور ایک ازول کا اطلاق تو اس کثرت سے حضرت کی ذات پر ہوا ہے کہ اس کا احاطہ کرنا بھی آسان نہیں۔

اسی سلسلے میں ایک اور لفظ ذکر ضروری ہے جو اپنے نفی مضمون کے لحاظ سے تو عام ہے لیکن رسول اللہ کی تکمیل و تشریف خصوصی کے موقع پر اس تکرار سے آپ کے کہ اگر اسے آپ کا لقب خصوصی قرار دیا جائے تو کچھ جہاں نہیں وہ لفظ ہے جو بصورت دیگر گنت کے موقع پر آپ کی جانب اشارہ اسی کر کے کیا گیا اور نمایاں آپ کے وصف عہدیت کو کیا گیا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید کے شروع ہی میں۔ جہاں منکر و اور معاندوں سے سختی کے ساتھ کہا ہے کہ اگر سارا قرآن نہیں سنا ہے تو لو ایک سورت ہی اس کی سی پیش کر دکھاؤ وہاں بھانے رسول بانی کے کام اسی لفظ عہدیت سے کیا گیا ہے
 وَاِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا
 عَلٰى عَبْدِنَا فَأْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ
 اے جو تم نے اپنے بند پر نازل کیا ہے۔ تو
 اس کی سی ایک سورت تم خود بنا لاؤ۔
 (البقرہ ۲۳)

اسی طرح جہاں مسجد اقصیٰ کے سفر معراج کا ذکر ہے وہاں بھی ہی لفظ آیا ہے۔
 سُبْحٰنَكَ اَللّٰهُمَّ اِنَّمَا اَسْأَلُكَ بِعَبْدِكَ
 الَّذِيْ نَزَّلْتَ عَلٰى سُلَيْمٰنَ ۙ
 اے بندہ کو مسجد حرام سے مسجد
 اقصیٰ۔ (رحی اسرائیل ۱۲)

toobaa-elibrary.blogspot.com

اسی طرح جہاں میرا سمانی سے سزا دی و تقرب خصوصی کا ذکر ہے وہاں بھی تصرف اسی لفظ کا ہوا ہے۔

كَأَذَىٰ آلِكَ عَيْبُومَ مَا أَوْضَحَ
(المنجر ۱) کہ۔
پہلے اللہ نے وہی کی اپنے بندہ پر جو کہ وہی

ایک جگہ یہ مذکور ہے کہ اگر فرماندہ عبد کا مل کی نماز و عبادت کی راہ میں مائل ہوتے ہیں وہاں ارشاد ہوا ہے۔

أَذَىٰ تَلْبَسُ الْبَدِيَّةُ عَيْبًا
إِذَا شِئِي - (علق)
تو نے اس شخص کے مال پر نظر کی جو روکتا ہے جب بندہ نماز پڑھتا ہے۔

اور ایک جگہ ایسے ہی موقع پر جہاں بعض عہد کے لفظ عبد اللہ آیا ہے سیاق یہ ہے کہ رسول جب عبادت کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو مشرکین معاندین آپ پر جو دم کر کے چڑھ آتے ہیں تو وہاں کام اسی اسم توصیفی عبد اللہ سے دیا گیا ہے۔

وَإِذْ كُنَّا لِنَاقِمَهُ عَيْبًا شَوِيحًا
كَأَذَىٰ تَلْبَسُ نُونًا عَيْبًا لَيْدًا
(المجن ۱)
اور جب اللہ کا بندہ (خاص) کھڑا ہوتا ہے کہ اس کی عبادت کرے تو لوگ اس پر جو دم کرنا کہ جوتے ہیں۔

نزل قرآن کی عظیم ترین نعمت کے سیاق میں ذکر بار بار یعنی اسی عبد کا مل کا آنا ہے حمدی والی آیت ابھی آپ نے سیکے۔ سابق آیتیں اور اس سلسلہ کی سماعت میں لائی جائیں۔ پہلی آیت۔

أَلَمْ نَكُنْ لَكَ الْوَدِيِّ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيَّ عَيْبًا
الْحِكْمَةَ - (الحکومت ۱)
ساری تعریف ہے اس اللہ کے لیے جس نے کتاب اپنے بندہ پر ناری۔

دوسری آیت
تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَىٰ
عَيْبًا - (الفرقان ۱)
بارگت ہے وہ ذات جس نے فرقان اپنے بندہ پر نازل فرمایا۔

اور تیسری آیت

هُوَ الَّذِي يَنْزِلُ عَلَىٰ عَيْبٍ وَأَيَاتٍ
بِقِيَّتَاتٍ لِيُخْرِجَكُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ
إِلَى النُّورِ - (الحدید ۱)
وہ اللہ وہی ہے جو صاف صاف آیتیں اتارتا ہے اپنے بندہ پر تاکہ وہ تمہیں تاریکیوں سے نکال کر روشنی کی طرف لے آئے۔

کہیں اس نزول کا اطلاق بجائے کلام کے حق فیہی و تصرف خصوصی پر ہوا ہے اور وہاں بھی مذکور عیب ہی کہے۔ مثلاً

وَإِنْ كُنْتُمْ أَهْتَبْتُمْ بِلِلَّهِ وَنَسَا
أَنْزَلْنَا عَلَىٰ عَيْبٍ نَايِمًا تَمَّ الْفُرْقَانِ -
(الفرقان ۱)
اگر تم ایمان رکھتے ہو اللہ پر اور اس پر پزیر ہو تم نے فیصلہ کن اپنے بندہ پر

اور کہیں یہ اطمینان دلایا ہے کہ عیب براہ راست اللہ تعالیٰ کے خطوط و ان میں ہے

أَلَيْسَ اللَّهُ بِكَافٍ عَبْدًا
(نور ۳)
کیا اللہ کافی نہیں اپنے بندہ کی حفاظت کے لئے؟

اسامہ صفاتی میں سے دو ایسے بھی ہیں، جو ایک طرف تو کھلے ہوئے رسول اللہ کے لیے استعمال ہوتے اور دوسری طرف وہ اسامہ حسن بنی باری تعالیٰ میں بھی داخل ہیں وہ لفظ ہیں رؤف اور رحیم۔ صیغہ معرف میں آل کے اضافہ کے ساتھ تو یہ رؤف والرحیم اسما الہی میں ہیں لیکن مکہ میں بغیر آل کے رسول کے اسامہ صفاتی میں لائے گئے ہیں۔ سورۃ البرۃ کے حتم پر رسول کے ذکر صریح کے بعد آتا ہے۔

وَرِضٌ عَلَيْكُمْ بِالَّذِي أُوتِيَ وَأَوْفَىٰ
رَحِيمًا - (التوبہ ۱)
تمہارے لئے عرض ہیں مومنوں کے حق میں بڑے شفقت اور دم والے ہیں۔

ایک اور اسم وصفتی ذکر کرے ارشاد ہوا ہے۔

فَوَدَّ كَثِيرٌ مِّنْكُمْ أَنْ تُسْمِعُ
(الحق)
آپ انہیں یاد دلائے بیٹھے۔ اور آپ تو میں ہیں یاد دلائے والے

یہ اسم مصیطر کے متالیہ میں آیا ہے اور مصیطر کے معنی ہیں قسطل یا تتر احمدی

زبان میں داروغہ کے۔

دو وصفت قرآن مجید نے اور آپ کے ایسے بیان کئے ہیں۔ جن سے دو اسامہ تو صیغی پیدا ہو گئے ایک کا تعلق وصف رحمت عالم سے ہے۔

ذَٰرًا رَّسُلًا لَّا رَحْمَةً لِّقَالِيْنَ۔ اور ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر رحمت بنا کر آپ جانوں کے حق میں۔ (الانبیاء: ۷۰)

اور دوسرا وصف فقر موت کا ہے۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبًا اَحَدٍ قَبْلَ وَاَحَدٍ لِّكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلًا مِّنْ اَشْوَٰقِ الْاِنْسَانِ۔ مگر اللہ کے رسول ہیں اور سب جموں کے ختم پر۔ (الاحزاب: ۵۰)

دو لفظ قرآن مجید میں اور بھی آئے ہیں ایک نور دوسرے برہان، جمہور مفسرین کے نزدیک ان کا تعلق اوصاف قرآن ہی سے ہے چنانچہ ایک ہے یہ۔

قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اَشْوَٰقِ وَاٰتِیْنَاكُمْ مِنْ اَشْوَٰقِ۔ بے شک اللہ کے ہاں سے تمہارے پاس آچکا ہے نور اور کتاب واضح۔ (المائدہ: ۶۰)

اور دوسری آیت ہے۔

اٰتِیْنَا النَّاسَ قَدْ جَاءَهُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَبِّكَ۔ تمہارے پروردگار کے پاس ہے نور اور کتاب واضح۔ (النساء: ۴۴)

لیکن مفسرین کا ایک گروہ اور صحیحی گیا ہے کہ دونوں لفظوں سے مراد ذات نبوی ہے گویا ولادت ہے تو کسی گروہ رحمت نخی ختم پر۔

اور اس لفظ برہان سے ملتا ہوا ایک اور لفظ بیعت بھی آپ کی شان میں سمجھا گیا ہے۔ مثلاً اس آیت میں۔

حَتّٰی تَاْتِيَهُمُ الْبَيْعَةُ۔ جب تک کہ ایک واضح دلیل ان کے پاس نہ آئے۔ (بیتنا)

نسب انامہا میں اور اسامہ تو صیغی پر لنگھو جو چکی ہر سیرت میں نام کے بعد ہی نسب

کا عنوان عملی ہوتا ہے۔

پہلی روشنی نسب مبارک کے سلسلہ میں قرآن مجید سے یہ پڑتی ہے کہ آپ ختم تمہارے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اٰتٰیہِمْ نَبِیًّا مِّنْ اَشْوَٰقِ۔ کیا اللہ نے آپ کو ختم نہیں پایا پھر اس نے (القصص)

(آپ کو) نکلوا دیا۔

تیسرے اس کو کہتے ہیں جس کے باپ کا استعمال اس کے بلوغ سے قبل ہی ہو جانے اور قبل بلوغ شامل ہے قبل ولادت کو اور تاریخ کا بیان ہے کہ آپ کے والد ماجد کی وفات آپ کی پیدائش سے بھی قبل ہو گئی تھی۔

پھر قرآن ہی کے لفظ خا و ح سے یہ بھی نکلتا ہے کہ نبی کے باعث آپ ایک گھر ہو گئے تھے (اور عرب جاہلیت میں یوں بھی تیسرے کی زندگی بردستی کو فوت ہی کی زندگی ہوتی تھی) لیکن حکمت الہی نے دوسرے استقامت آپ کی ولایت و ربوبیت کے کر دیئے تھے۔ جیسا کہ روایتوں میں آتا ہے پہلے دادا عبدالمطلب اور چچا ابو طالب کے ذریعہ۔

آپ کا نسل ابراہیمی سے ہونا قرآن مجید سے ظاہر ہے بلکہ آپ تو قرہ ہی تھے مبین دعائے ابراہیمی کا۔

وَسِیْرٌ لِّیْ سِیْرًا مِّنْ اَشْوَٰقِ مُسْلِمًا۔ لے لے ہمارے پروردگار ہماری اولاد میں سے ایک ایسی امت بنا کر دے جو تیری فرمان بردار ہو۔ اور لے ہمارے پروردگار ہماری امت کے امتوں میں سے ایک پنہیلی پیدا کر دے جو ان لوگوں کو تیری امتیں پڑھ کر شکر کرے اور انکو کتاب حکمت کی تعلیم دے لے اور انکو پاک کرے۔ (البقرہ: ۱۱۵)

اور جس موقع کی یہ دعا ہے وہاں قرآن ہی کے حسب صلحت حضرت اسمعیل بھی حضرت ابراہیم کے شریک تھے۔

اس لیے ظاہر ہو گیا کہ آپ نسل ابراہیمی کی شاخ اسمعیلی سے تھے کسی اور شاخ سے نہیں

یہ تینوں نسب کے اہل میں صریح ہیں اور ان سے جو استناط ہو سکتا ہے وہ بھی لازمی طور پر صحیح ہی ہے۔ باقی نامی عیاش یا مکی (مترقی ۲۲۷) نے اپنی معروف کتاب الشفاری فی حقوق المصلطین میں دو اور آیتوں اور ان سے اس سلسلہ میں استدلال کا بھی ذکر کیا ہے ان میں سے ایک سورۃ التوبہ کے مترکی آیت لقد جاءکم رسول من انفسکم ہے اس کی ایک قرأت یہاں نے انفسکم (ضم نہا کے) انفسکم (فتح افتخار) سے ہے تو اس سے استدلال یہ ہوگا آپ کا ظہور نہیں ترین یا شریف ترین انسانوں میں ہوا ہے۔ دوسری آیت سورۃ الشعراء کے آخری مکوں کی ہے اَلَّذِي يَرِثُ الَّذِينَ تَقُوْا وَ تَقْبَلُكَ فِي السَّجْدِ يَنْبِيْ - اس کی تفسیر یوں کی گئی ہے کہ اللہ نے آپ کو عبادت گزاروں یا پیامبروں ہی کے صلیبوں پر تپوں سے نکالا ہے اور اسی طرح یہ وہ آیت بھی تھوڑے سے تعلق کے بعد بعض اہل علم کے مذاق کے مطابق آپ کی شرافت نسب اور والد و دانی پر گواہ بنائی جاسکتی ہیں۔

ابن سزین پر حضرت ابراہیم نے اپنے بگڑ گشتہ حضرت اسمعیل کو لایا تھا۔ وطن وہ اس وقت تک شنگ و سہ آب و گیاہ تھی بیت اللہ کے بڑوس میں اور حضرت کی دعا یہ تھی کہ دینداری اور دعا پرستی کے چرچے کے علاوہ اس سبھی دلوں کو میوے یا پھل بھی ہم سمجھتے ہیں۔

وَبَنَّا فِيْ اَسْكَنْتُمْ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ
بِعَدُوِّ عَدُوِّ ذِيْ دُوْجِ عِنْدَ بَيْتِكَ
الْمَعْرُومِ ذُرِّيَّتًا لِّيُقِيمُوا الْعَقْلُوَّةَ
فَالْحَقُّ اَنْفِيَّةً وَتَمَّ النَّامِيْنَ تَهْتَفُوْا
اَلَيْهِمْ وَاذْرُوْهُمْ مِنَ الشَّمْسَاتِ
لَعَنَهُمْ يَشْكُرُوْنَ - (ابراہیم ۱۰)

اسی شہر سے متعلق حضرت ابراہیم کی دعا ایک دوسری رنگان الفاظ میں نقل ہوئی ہے۔
لے میرے پروردگار اس کو بنا دے ایک شہر

وَاذْرُوْا فِيْ اَهْلًا مِنْ الشَّمْسَاتِ - اسن والا اور اس کے رہنے والوں کو پھیلوں
میں سے بھی عنایت کر۔
(مقرئ ۱۵)

رسول اللہ کی پیدائش اسی سبھی میں ہوئی جو شنگ و سہ گیاہ حضرت ابراہیم ہی کے زمانے میں نہیں۔ حدیث ابن کثیر کہی۔ لیکن اس کے باوجود یہ بتایا اسی وطن کی ایک برکت سے میووں اور پھلوں سے محروم پھلے بھی نہ رہی اور اب تو ایک حد تک خود ہی شاداب و گلزار بن گئی ہے۔ رہی اس شہر کی مانویت یا اس کا پر امن ہونا تو اس کی حرمت تو اس جاہلیت کو بھی غلط نظر رہی ہے اور شریعت اسلامی نے اس شہر کو حرم قرار دے کر اس کے اندر جانوروں کا لگانا تک ممنوع کر دیا ہے قرآن مجید نے اس کے اس پہلو کو نمایاں کر کے اسے اہل الامین اور اہل الحرام بیٹے القاب سے بار بار یاد کیا ہے۔

شہر کا قدیم نام کبہ ہے اور عدنا کے پاک کی پہلی عبادت گاہ ہونے کا شرف و امتیاز اسی کو حاصل ہے۔

اِنَّ اَكْثَرَ بَيِّنَاتٍ دُوْجِحِ لَلنَّاسِ
لِلَّذِيْ يَرْكَبُهَا مَبْتَلًا وَمَنْ هُوَ
لِقَعَابِ السُّعْيَةِ - (آل عمران ۱۰)

اس شہر کا نام کبہ کو کہہ کر لا اور اب مزید تعارف کے لیے نیاز اس کا شمار دنیا کے معروف ترین شہروں میں ہے۔ ام القری - اہل الامین اور اہل الحرام اس کے قرآنی مترادف ہیں۔

حجاز کے ایک دوسرے شہر کا نام مذکور قرآن مجید میں شرب اور دیندہ ناموں سے آیا ہے یہاں رسول اللہ کے ہجرت کر کے آنے سے اور ہجرت کے ذکر اور اس کے احکام قرآن مجید میں شہرت سے وارد ہوئے ہیں۔ معادین سے عزات و صحابہات یہاں کے زمانہ قیام میں برابر جاری رہے اور ان کا تذکرہ قرآن مجید میں بطور تفصیل سے موجود ہے یہ تذکرے تو کبھی حسب موقع آگے سننے گئے یہاں شہر کے سلسلہ میں صرف

آپن بات سن لینے کی ہے کہ یہاں کی آبادی کا ایک خاصہ بڑا حصہ غیر مخلص رعایا پر شامل تھا جو بظاہر اسلامی امانیت کے ہوا خواہ و فرمانبردار تھے لیکن درحقیقت غیر وفادار بلکہ باغی تھے اور دشمنان حکومت اسلامی سے میل کئے ہوئے تھے یہ لوگ مخلص رعایا و رعایائے اسلام کے خلاف طرح طرح کی افواہوں سے ایک سرد جنگ رکھے ہوئے تھے اس پر قرآن مجید نے صاف صاف کہا۔

لَقَدْ كَفَرَ يَتْلُوهُ السُّفَهَاءُ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرْهَةٌ وَالْمُؤْمِنُونَ فِي الْمَدِينَةِ لَأَفْزَقَهُنَّ اللَّهُ بِمَا كَفَرُوا بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِزُونَ ثَلَاثَ يَوْمٍ إِلَّا أَن يَخْرُجُوا فِيهِمُ الْيَتْلُونَ - (الاحزاب ۵۸)

اگر تافق اور جن لوگوں کے دلوں میں روگ ہے اور عربوں میں بڑی خبریں اڑانے والے ہاں نہ آئے تو ہم تم کو ان پر سزا کر دیں گے پھر دو روز کیس گے۔ مرنے میں آپ کے نزدیک میں نہ دیکھوں۔

یہ گویا صاف اعلان خداوندی تھا کہ کچھ ہی روز بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح دسترس حاصل ہو جائے گی اور آپ کا قیام نہیں رہے گا اس بیان نے کسی معاشرے نے یہ نہ سکتے تھے بھی پیدا کیا ہے، کہ جب آپ کا قیام ہمیں آئے گا تو وفات بھی نہیں ہوگی اور دشمن شریفین بھی شہر ہوگا۔

زمانہ سنہ تاریخ کی بحث میں بڑا قرآنی اسلوب بیان کے منافی ہے لیکن آئیے ہم اور آپ مل کر دیکھیں شاید کچھ روشنی حضور کے زمانہ نبوت پر کچھ بات قرآنی سے پڑ جائے۔

پہلی بات تو خوب روشن یہ ہے کہ آپ کا عہد نزول تو یہیت ہی کے نہیں نزول انجیل کے بھی بعد کا ہے۔

النَّبِيُّ الْأَخْرَجِي الَّذِي جَعَلَ وَتَهُ مَكْتُوبًا حَسْبَهُمْ فِي التَّوْرَةِ وَ - (الاحزاب ۵۹)

وہ نبی اُجری جس کو (راہل کتاب) اپنے ہاں توریت اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔

آپ تو آپ۔ آپ کے رفیقوں، صحابوں تک کے اوصاف تو یہیت اور انجیل

دلوں میں موجود ہیں۔

ذَلِكَ مَثَلَهُمْ فِي التَّوْرَةِ وَمَثَلَهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ - (الفتح ۲۴)

یہ بیان ان کا توریت میں اور یہ ہے ان کا بیان انجیل میں۔

پھر قرآن مجید نے قبل کے پیروں میں ذکر سب سے آخری سپہر حضرت عیسیٰ کا کیا ہے اس کے یہ معنی تو کھلے ہوئے ہیں کہ آپ کا زمانہ حضرت عیسیٰ کے بعد کا ہے بلکہ تصریح یہاں تک ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اپنے بعد آپ کی آمد کی خوشخبری سن گئے ہیں وَجِيهًا مَّا يَرْسُولَ رَبِّيَ لِيُؤْمِنَ بِيَعْدِي ميرے جیسا کہ رسول آئیں گے ان کا نام احمد اِسْمُهُ أَحْمَدُ - (الصفا ۱۷) ہوگا۔

اس کے بعد یہ تصریح بھی قرآن مجید ہی میں ملتی ہے کہ آپ محمد صلی سے متصل نہیں بلکہ ایک علیے وفد کے بعد دنیا میں تشریف لائے۔

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا لِيُصَلِّحَ لَكُمْ شَيْئًا مِّنْ أَسْوَأِ الَّذِي كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ لَقَدْ كُنْتُمْ فِي قُلُوبِكُمْ حِزْبًا لِّمَن كَفَرَ بِيَوْمَ مَدْيَنَ فَذُكِّرْتُمْ بَلْ كُنْتُمْ قَوْمًا مُّشْرِكِينَ - (المائدہ ۶۳)

لے اہل کتاب تم سے اسے پاس بھلا ہے رسول آئیے تم کو خیر سے اور نیکو سے اور تمہاری باتوں کو سنبھالے۔ تمہیں روز قزاق کے بعد جو تم کو صاف صاف بتلاتے ہیں۔

فترہ سے مراد اصطلاح میں وہ مدت ہوتی ہے جب کسی نبی کا زمانہ نہیں ہوتا گویا حضرت عیسیٰ کے دور نبوت کو ختم ہونے ایک عرصہ گذر چکا تھا جب ہمارے سوا کا ظہور ہوا۔

اس سے آگے بڑھنے تو سورہ قمریش سے یہ بھی واضح ہو جائے کہ یہ وہ زمانہ تھا۔ جب قمریش کی سرداری معاشرہ عرب قبیلوں کو مسلم ہو چکی تھی بلکہ قمریش کی بین الاقوامی اہمیت جیسا یہ ملکوں میں مانی جا چکی تھی اور تجارتی تعلقے شمال مغرب اور جنوب و مشرق کی جانب قمریش ہی کے پروانہ ماہراری کے ساتھ آمد و رفت رکھنے لگے تھے تاہم یہی اعتبار سے یہ وہ زمانہ ہے جب سنہ سی کو راج گئے ہونے ایک مدت ہو چکی تھی۔

تیسرے کا ایک قدم اور آگے بڑھائیے تو نظر آئے گا کہ آپ زمانہ نبوت محمدی کی، تعین کے ہم ہمت قریب پنج گئے ہیں سورہ قمریش کے قبل اور اس سے متصل قرآن مجید

toobaa-elibrary.blogspot.com

میں سورۃ النحل ہے جس میں خانہ کعبہ پر برابر سردار حکومت حبشہ کی لشکر کشی کا بیان ہے اور یہ مشہور واقعہ تاریخ کے راوی کا بیان ہے کہ ۱۰ رجب میں پیش آیا تھا مومنوں کا بیان ہے اور خود سیاق قرآنی بھی یہی چاہتا ہے کہ ولادت محمدی بس اس کے چند ہی روز بعد واقع ہوئی ہو۔

غرض آپ کے زمانہ ولادت کا یہ تو قرآن مجید کی روشنی میں یوں گہر نہ کھڑے ہی گیا اب رہا سوال زمانہ بعثت و نبوت کا تو قرآن مجید ہی سے ایک عام قاعدہ انسان کے لیے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کے قوی (اور یہاں قرآن کے عقلی و اخلاقی ہی مراد ہیں) کی تکمیل ۴۰ سال کے سن میں ہوتی ہے۔

فَلَمَّا بَلَغَ آسَفًا ۚ وَبَلَغَ أَزْجَبًا ۚ
اور انسان جب اپنی پوری قوت کو پہنچا۔ اور
سُنَّةً ۚ (الاحقاف: ۲۵) ۴۰ سال کا بڑا۔

اور جب یہ مقدمہ مسلم ہے کہ نبوت اللہ کی طرف سے بشر کے لیے سب سے بڑی امانت اور سب سے بڑا امتیازی منصب ہے تو یقیناً ۴۰ سال کے سن میں آپ کو اس مرتبے سے سرفراز کیا گیا ہو گا۔ کبھی ہجرتی کے حساب سے یہ سن اگر ۳۰ سالہ نظر ہے اور اسی قیاسی و لغوی تہمیر کی تصدیق و تائید روایات حدیث و سیرت سے ہوتی ہے۔

سواخ کے سلسلے میں آخری عنوان زمانہ وفات کا آتا ہے۔ ظاہر ہے کہ جو کتاب آپ کی زندگی ہی میں آپ پر نازل ہوئی تھی اس میں آپ کے زمانہ وفات کا ذکر کیونکر آسکتا تھا! ہم تقریبی زمانہ وفات پر تو کچھ روشنی قرآن مجید سے پڑ ہی جاتی ہے۔ سورۃ النصر میں اسلام کے پھیلنے اور لوگوں کے جو حق و درجہ جو ایمان لانے کی صاف بشارت موجود ہے روایتوں میں آتا ہے کہ یہ قرآن مجید کی آخری مکمل سورت ہے اور اس کا زمانہ نزول اخیر ۳۰ سالہ ہجری ہے اسی طرح سورۃ المائدہ کی یہ آیت۔

أَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَرَضْتُ لَكُمْ
میں نے آج تمہارا دین تمہارے سلسلے مکمل کر دیا اور
آپسنت علیکم یعنی خوشنودی و رضیت تمہارے اور اپنا انعام پورا کر دیا۔ اور تمہارے

لَكُمْ الْإِسْلَامَ ثُمَّ وَيَتَنَا۔ (المائدہ: ۱) سلسلہ ہدویں اسلام کو پسند کر دیا۔
روایتوں میں آتا ہے کہ ذی الحجہ ۱۰ رجب میں نازل ہوئی تھی ان تصریحات سے قریب زمانہ وفات رسول صاف نکل آتا ہے اور یہ جو تاریخ ثابت ہے کہ وفات نبوی ربیع الاول ۳۰ سالہ ہجری میں واقع ہوئی یہ قرآنی اشاروں سے بھی ایک باہمکل گنتی ہوئی بات ہے۔

فضائل، خصائص، مشاغل

قرآن مجید سے جہاں ایک طرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ محمد مصطفیٰ کوئی قولِ بشر یا نرسہ وغیرہ نہ تھے، بلکہ محض بشر تھے۔ جیسے دنیا میں بشر ہوا کرتے ہیں اور خود آپ کی زبان سے دو دو بار کھلایا گیا ہے کہ،

قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ
آپ کہہ دیجئے کہ میں تو محض ایک بشر ہوں
قرہی میا۔

ایک بار سورۃ الکہف کے رکوع ۱۲ میں اور دوسری بار سورۃ حم السجده کے رکوع اول میں۔ اور یہ بھی کہ آپ کوئی انوکھے پیغمبر نہ ہو کر دنیا میں نہیں آئے تھے بلکہ آپ سے پیشینہرت سے اہمیا۔ و مرسلین آپ کے تھے اور آپ میں انہیں میں کے ایک فرستے۔

إِنَّكَ لَبِنَ الْمُرْسَلِينَ
جے شک ان بھیجے ہوؤں میں سے ایک آپ
ہیں۔

قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ
آپ کہہ دیجئے کہ میں تو میں ڈرانے والوں
میں سے ہوں۔

وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ
محمد مجربز اس کے کہ نہیں کہ ایک رسول ہیں اور
ان کے قبل بہت سے رسول گزر چکے ہیں

أَكَانَ لَكُمْ بَشِيرٌ أَوْ نَذِيرٌ
کیا لوگوں کو اس بات پر حیرت ہے کہ ہم نے

إِنِّي رَجُلٌ مِّثْلُكُمْ أَنَا أَسْبُوبُ النَّاسَ
بَشِيرٌ أَوْ نَذِيرٌ أَمْ نُوَا
انہیں میں سے ایک آدمی پر وہی صحیح دہی کہ لوگوں
کو ڈرانے میں (ہمارے خطاب سے) اور ہوسوں
کو خوشخبری بھی پہنچانے۔

(یونس ع ۱)

اور خود آپ کی زبان سے یہ کھلایا گیا۔

قُلْ مَا كُنْتُ بِرَبِّ عَالَمِينَ الرَّسُولِ
آپ کہہ دیجئے کہ رسولوں میں میں کوئی انوکھا
رسول تو ہوا نہیں۔

(الاحقاف ع ۱۵)

اور ساتھ ہی آپ کی لیے امتیاز بھی ان الفاظ میں کھلادی گئی۔

وَمَا أَدْرِي مَا يُفْعَلُ بِي وَلَا بِكُمْ
میں تو یہ بھی نہیں جانتا کہ کیا معاملہ میرے
ساتھ پیش آئے گا اور کیا تمہارے ساتھ۔

(الاحقاف ع ۱۶)

بلکہ یہاں تک بھی کہ

قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
وَلَا تَقْعَلُوا لِيَ آثِمًا
آپ کہہ دیجئے کہ میں اپنی ذات کے لئے تو
کسی ضرر اور کسی نفع کا امتیاز بھی نہیں رکھتا مگر
جنتا ایتہ کو منظور ہو۔

(یونس ع ۵)

اور آیت کا یہی بخیر ایک برائے نام نظمی اختلاف کے ساتھ سورہ الاعراف
رکوع ۲۳ میں بھی ملتا ہے۔

اور وقت قیامت کے علم کی بھی نفی آپ کی ذات سے کرائی گئی ہے اور جو اس
کے کہ وقوع قیامت کا ذکر بڑی شرمندہ کے ساتھ آپ کی زبان سے سنایا گیا ہے
چنانچہ ارشاد ہوا ہے۔

يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْغَايَةِ أَتَىٰ
مُسْأَلَهَا قُلْ إِنَّمَا عِلْمِي بِهَا
بِحَدِّ الْوَقْعِ أَزِيدُ
یہ لوگ آپ سے قیامت کے متعلق سوال کرتے ہیں
کہ کب واقع ہوگا آپ کہہ دیجئے کہ اس کا علم
صرف میری زد و گداری کے پاس ہے اس کے
وقت پر واللہ کے کوئی اس کو ظاہر نہ کرے گا۔

(الاحقاف ع ۲۳)

بلکہ آپ کی غیب واتی اور آپ کی ملکیت خفا میں الہی اور آپ کی ملکیت اس

سب کی نفی پر تصریح آپ کی زبان سے کرادی گئی۔

قُلْ لَا أَقُولُ لَكُمْ جَنَّةِي خَزَائِنُ
اللَّهِ وَلَا أَعْلَمُ الْعَلِيْبِ وَلَا أَقُولُ لَكُمْ
إِنِّي مُلْكُهُمْ إِنَّمَا مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ
(الانعام ۵۸)

یہاں تک کہ دینیوی علوم و معارف سے بھی کسی آپ کی ناشناسی ظاہر کر دی گئی
حالانکہ جس عہد میں آپ کا ظہور ہوا تھا اس وقت تک بابل، مصر، چین، ایران، ہندوستان
یونان، روم سب میں علوم و فنون خوب اپنا زور دکھا چکے تھے اور بڑے بڑے شاعر
اور ادیب، مورخ اور محدث۔ سیکر اور فلسفی، کمرہ ارض کے طول و عرض میں اپنا نام
پیدا کر چکے تھے اور علوم و فنون الگ رہے قرآن مجید نے تو آپ کی امیتت یا حرف ناشناسی
کی بھی صاف و صریح گواہی دی ہے۔

وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْنَا مِنْ قَبْلِهِ مِنْ
كِتَابٍ وَلَا تَهْتَدِي بِحَدِيْمِكَ
(مکھبر ۵۷)

اور پھر کہتا ہے۔
هُوَ الَّذِي بَدَعْتُ فِي الْاٰتِيَةِ
وَسُوْلًا وَنَهْمًا۔ (المجموع ۱۸)

اور پھر سورۃ الاعراف میں ترمیم ہی ترمیم دو دو جگہ آپ کے نبی نامی ہونے کا اعلان
اسی طرح ہے کہ گویا نبی الامی آپ کا حکم ہے۔
رکوع ۱۸ میں ہے۔

الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ الْتَبَّحَ
الْاٰتِيَةُ۔

اور ساتھ ہی ساتھ جاہا تمہیں بھی میں جسی کہ خالق اپنی محبوب ترین و مکرم ترین
مخلوق سے ہی کر سکتا ہے۔ چنانچہ ایک جگہ موصوفہ چہا پر بعض صحابیوں کے پیچھے رہ
جانے کے سیاق میں ہے۔

عَفَا اللَّهُ عَنْكَ لِمَ أَذْنَتْ لَكَ
حَسْبُ يَبْيِئَنَّ لَكَ الَّذِيْنَ مَضَوْا
(التوبہ ۷۷)

اسی طرح ایک واقعہ نبیانت کے سلسلہ میں۔
وَلَا تَكُنْ لِلْخَافِيْنَ خَعِيْمًا وَ
اسْتغْفِرُ اللَّهُ۔ (النساء ۷۶)

اور اسی کے بعد۔
وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِيْنَ
يَخْتَلِفُونَ أُنْفُسَهُمْ۔

یا ایک مرتبہ جنگ کے تمہیوں کے باب میں۔
مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ أَنْ يَتَّكِفَ لِمَنْ
أَسْرَىٰ حَتَّىٰ يَتَّخِذَ فِي الْأَرْحَامِ
(الفتح ۱۹۷)

یا بعض مشرکوں کے لیے استغفار کے سلسلہ میں۔
مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا
اَنْ يَسْتَغْفِرُوْا لِمَنْ يَكْفُرُوْا
اَوْ لِيْمَنْ يَفْجُرُوْا عَلَيْهِمْ اِنَّهُمْ
اَصْحَابُ الْحَرِيْمِ۔ (التوبہ ۱۱۷)

یا پھر اسی طرح ایک مجرب و متمول صحابی حضرت زید کی مطلقہ بیوی کے بیان میں۔
وَتَخِضُّ فِي نَفْسِكَ مَا اللَّهُ
اور آپ اپنے دل میں وہ بات چھپانے ہوئے تھے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

مُنِيْبِيْنَ يَوْمَ تَخْتَضِي الْقَائِمَ وَاللَّهُ اَخْتِي
اَنْ تَخْتَضَا -
جس کو اللہ کا بھائی بن کر نہ والا تھا اور آپ کو لوگوں کی طرف سے امداد کرنے تھے وہاں تک اللہ ہی اس کا

(الاحزاب ۵۷)

نیا وہ سزاوار ہے کہ آپ اس سے ٹھیکریں۔
یا ایک اور سلسلہ میں جبکہ آپ نے ایک نابینا صحابی پر توجہ کرنے کے بجائے غوری
توجہ اشراف قریش کی طرف کر دی تھی جن پر آپ تین تین دین کر دیتے تھے۔

عَلَيْسَ وَتَوَلَّى اَنْ تَجَاءُ بِالْاَعْمَى
وَمَا يَدْرِيكَ لَعَلَّكَ كَيِّتٌ -
پہنچیں ہیں جنہیں جوئے اور نہ سمجھ لیا اس بات پر
کہ ان کے پاس ایک نابینا آیا اور آپ کو کیا تشریح

(عبس)

وہ سن رہی تھیں۔

تو یہ چند مقامات تھے جہاں کہا جا سکتا ہے کہ آپ کو ۲۳ سال کی مناسبت وہ یہ
مصروف و مشغول سپر ایئر زندگی میں تین بیانات بھی ملی ہیں لیکن دوسری طرف فضائل
اسی کثرت سے وارد ہوئے ہیں اور آپ کے سپر ایئر خصوصاً و فرائض کو اس طرح بیان
کیا گیا ہے کہ ان پر حیرت ہی ہو کر رہتی ہے اور قرآن کا ہر بے تعصب اور انصاف پسند
طالب علم یہ کہنے پر اپنے کو مجبور پاتا ہے کہ ایسی پاکیزہ، بے نفس اور جامع اخلاق
زندگی پیشک اس قابل تھی کہ اسے ساری نوع انسانی کے سامنے یہ طور و نہو نہ و نظیر کے
پیش کیا جائے۔

اس سلسلہ بیان کو شروع اس جامع آیت سے کیجئے جس میں خطاب یا تو عام
نوع بشر سے اور یا تو قوم عرب سے۔

لَقَدْ جَاءَهُمْ رَسُوْلٌ مِنْ اَنْفُسِهِمْ
عَرَبٌ بِلُغَتِهِمْ عَرَبِيًّا عَرَفْتُمْ
بِالَّذِي نَزَّلْنَا نُوْرًا وَتَحْتِمْ
اَلْحَرَامِ (۱۶)

پیش آگئے ہیں تمہارے پاس ایک سپر ایئر
میں سے گراں گزشتی ان پر میرے ہیں سے تم تکلف
پانچ سو برس میں تمہارے اور پانچ سو سال ان لوگوں پر
توڑے ہی شفیق و مہربان ہیں۔

آیت میں اگر جمہور کی قرأت سے ساتھ اَنْفُسِكُمْ پر مضمون یہ پیدا ہوگا
کہ وہ کوئی اجنبی نہیں کسی غیر جنس کی مخلوق نہیں تمہارے آپس کے ہیں اور تم ہی جیسے

ہیں۔ ان سے منفرت اور ناموسیت کا کوئی عمل نہیں۔

اور اگر اَنْفُسِكُمْ (پر مضمون) پڑھا جائے کہ وہ بھی ایک قرأت متواترہ سے ہوتی
یہ نکلیں گے کہ وہ تمہارے بہترین اور نفیس ترین میں سے ہیں ان کی خصوصیت یہ ہے
کہ ہر انسانی تکلیف ان پر گراں گزرتی ہے وہ اس سے انسان کو باہنی دلانے کی نگر
میں رہتے ہیں۔ انسانوں کے حق میں اپنی فطرت و شفقت سے حریص ہیں اپنی امت کے
حق میں وہ توان و دو عنایت کے مالک ہیں جو اللہ اپنے بندوں سے متعلق رکھتا ہے
یعنی رافت و رحمت اور امت کے حق میں ان کی شفقت و دروسوزی بے پایاں ہے۔
آپ کی بعثت اللہ تعالیٰ کا ایک احسان عظیم ہے اور آپ کے فرائض و مشاغل
خود اس پر دلیل کا کام دیتے ہیں۔

لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ

اللہ نے ایمان والوں پر احسان کیا ہے جو ان کے
درمیان ایک رسول بھیجا انہیں میں سے جو،
نہیں اللہ کی کہنیں پڑھ کر سنا ہے اور انہیں
تسلیم دیتا ہے کتاب اور حکمت کی اور گوہ
اس سے قبل صریح گمراہی میں پڑے تھے
تھے۔ (آل عمران ۱۷۰)

اِذْ بَعَثْتَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِنْ اَنْفُسِهِمْ
يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيَاتِهِ وَيُزَكِّيْهِمْ
وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ
وَإِنْ كُنْتُمْ اَوْسٰقٌ لِّغِيٍّ فَخَلٰلِ
شَيْبِيْ - (آل عمران ۱۷۰)

آیت سے جہاں ایک طرف رسول کا دوسرے طرف اللہ معلوم ہوگا کہ اللہ نے آپ
کی بعثت کو اپنے احسان سے تعبیر کیا ہے وہیں آپ کے روزانہ مشاغل پر بھی اس
سے روشنی پڑے گی اور یہ معلوم ہوگا کہ آپ امت تک قرآن مجید نہ صرف پہنچاتے تھے
بلکہ اس کی تعلیم دیتے اور شرح کرتے رہتے اور تزکیہ نفس کے کام میں لگے رہتے تھے
اصلاح ظاہری و اصلاح باطنی دونوں میں۔

اس سے ملتا ہوا مضمون ایک دوسری آیت کا بھی ہے۔

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْاُمَمِ نَبِيًّا
مَنْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ اٰيَاتِهِ

وہ اللہ ہی ہے جس نے امتوں کے درمیان
ایک رسول بھیجا انہیں میں سے جو ان پر اللہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

وَيَرْكَبُهُمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ
وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كُنَّا مِنْ
قَبْلُ لَنَفَعُنَّكَ فِي شَيْءٍ

(الہمراء)

مشاغل روزانہ اور فرائض نبوی کا کلمہ اس آیت میں بھی نظر آجاتا ہے۔

کَمَا أَرْسَلْنَا مِنْكَ رُسُلًا
مِنْكَمْ لِنُتَلِّمُوا عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا وَيُزَكِّمُوا
وَيُعَلِّمُوا الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ
وَيُعَلِّمُوا بَنِيكُمْ لِنُتَلِّمُوا تَعْلَمُونَ

(البقرہ ۱۲۹)

قرآن مجید کی تبلیغ و تعلیم کا تذکرہ مستعلاً آ ہی چکا۔ آیات قرآنی نے تصریح کر دی کہ
اس کے اور تذکرہ نفوس کے علاوہ آپ نہکت اور ایسی باتوں کی بھی تعلیم دیتے تھے
جو اس وقت تک امت کے دائرہ علم میں نہ تھیں اور اس سے یہ صاف معلوم ہو گیا
کہ آپ الفاظ قرآنی سے قطع نظر خود بھی تعلیم و تربیت فرمایا کرتے تھے اور نظری
عملی حیثیت سے وہ رہنمائی دینی قوم کی کرتے جو اب تک اس کے دماغ کی رسانی
کے باہر تھی

اور آپ کی بعثت کی عرض و غایت تو بہت صاف ارشاد ہو گئی ہے۔
وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً
لِّلْعَالَمِينَ (الانبیاء ۱۰۷)

یعنی آپ تو بہت رحمت ہی ہیں۔ کل جہان والوں کے لیے۔

آپ کی اطاعت مخلوق پر واجب ہی نہیں بلکہ مرادف ہے اطاعت الہی کے۔
وَمَنْ شِطَعَ الرَّسُولَ فَقَدْ
شَطَعَ اللَّهَ (النساء ۸)

جس نے اطاعت کی رسول کی اس نے میں
اطاعت کی اللہ کی۔

اور یہ جب ہی ممکن ہے جب آپ کا رخ نظر و فرائض سے معصوم ہو اور ہونا پہلے تسلیم
کر لیا جائے۔ ورنہ غیر معصوم سے تو عموماً احتمال رہے گا کہ فلاں معاملہ میں اس سے
نفرت مرضیات حتیٰ کہ توہین میں ہو گئی ہو اور اطاعت رسول کا تاکید کرنے والی آیتیں
ایک نہیں متعدد ہیں۔ بعض بالواسطہ اور اکثر بالمشاوارہ و راست چھٹا پڑا ارشاد ہے۔

وَمَا آتَاكُمْ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَ
مَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا (النور ۶۴)

اور اس اخذ و منع میں رسول کے سارے احکام مثبت و منفی آگے ساتھ ہی گئی
اور مجموعی طور پر یہ بھی بتا دیا گیا کہ
لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ
أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (الاحزاب ۲۱)

اسیے قدر آپ کہ قول و عمل اتنی کیلئے واجب تعلیم ہے تا وقتیکہ اسکے خلاف کوئی تصریح نہ ہو۔
اب وہ آیتیں بھی ملاحظہ ہوں جن میں اطاعت رسول کا حکم براہ راست موجود ہے۔
اطاعت الہی عطف پر کرسوہ آل عمران ۳۴ میں ہے۔

قُلِ أَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ
اور ایسی سورت کے شروع میں لفظ نفل حذف کر کے ہے۔
وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ
سورۃ النساء رکوع ۱۰ میں ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا
اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ
لے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت
کرو رسول کی۔

اسی کے متصل اطاعت و ولوالہ کا بھی حکم ہے لیکن مفاد یہ بھی ارشاد ہو گیا ہے کہ
فَإِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ فَيَسْأَلُكُمْ فِي شَيْءٍ فَعَلُوهُ
اَللّٰهُ وَالرَّسُوْلُ۔
جو کہو یا اسل کو اللہ اور اسکے رسول کی طرف۔

تو بہ خیال کر لیا جائے۔ اس کی حدیث صرف بارگاہ خداوندی میں نہیں دربار رسول

بھی ہے اور اس سے بڑھ کر کسی مخلوق کا اعزاز و تعلق کے یہاں اس قدر تعلق پر بھروسہ کیا جاسکتا ہے اور اطاعت رسول والے ہی الفاظ جو ایک منٹ قبل سورۃ الفار سے نقل کیے جاتے ہیں ایک بار پھر سورہ محمد رکوع ۳۳ میں دہرائے ہوئے بنتے ہیں۔
سورۃ المائدہ کے رکوع ۱۸ میں پہنچنے تو پھر یہی تاکید ملتی ہے۔

أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ اطاعت کرنے، بھروسہ کی اور اطاعت کستہ جو رسول کی اور امتیں الفاظ کی تکرار سورۃ التغابن کے رکوع ۲ میں واقع ہوئی ہے۔
سورۃ الانفال کو لے کر اس کے شروع یعنی پہلے ہی رکوع میں یہ الفاظ نظر آتے ہیں۔
وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ إِنِ اطاعت کستہ رہو اللہ اور اس کے رسول کی اگر
كُنْتُمْ تُحِبُّونَهُ تَم ایمان والے ہو۔

اور سورۃ کے تیسرے رکوع کا آغاز ہی اس آیت سے ہوتا ہے۔
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللّٰهَ وَرَسُولَهُ۔
اللہ ورسولہ۔

سورۃ میں تیسری بار پھر یہی حکم ملتا ہے اور رکوع ۶ میں یہ الفاظ وارد ہوئے ہیں۔
وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ۔ اطاعت کستہ رہو اللہ اور اس کے رسول کی۔
اور انہیں الفاظ کا اعادہ سورۃ البقرہ، رکوع ۲ میں ہوا ہے۔ پھر سورۃ النور کے
رکوع ۷ میں پہلے تو یہ ہے کہ۔

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ۔ آپ کو دیکھیے کہ اطاعت کرو اللہ اور اطاعت
کرو رسول کی۔

اور پھر اسی رکوع میں اور آگے بڑھ کر ہے کہ
وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تَوْحٰتُونَ۔ اور رسول کی اطاعت کرو کہ تم پر مہربانی
کی جائے۔

اتنی کج طرح یہ حکم اطاعت رسول کا، جیسا اوپر میں اور وہ بھی اکثر اطاعت النبی پر
حلف کر کے قلم اٹھائی اور مخلوق کے حق میں وارد نہیں ہوا ہے اور یہ نفاذ تو حکم اطاعت

پر ہی تو امر کے ہونے باقی دوسرے طریقوں سے اسی مفہوم کی توثیق و تعلق و تاکید
ہوتی ہے وہ بھی کج طرح موشراور پر زور نہیں۔

سورۃ النساء رکوع ۱ کی ایک آیت وَمَنْ يَطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ اطاع اللّٰه۔
کچھ دیر قبل نقل ہو چکی ہے اسی سورۃ کے رکوع ۹ میں انعام پانچ بندوں کی معیت
کے سلسلہ میں یہ آچکے ہے کہ

وَمَنْ يَطِيعِ اللّٰهَ رِوہ ہیں، جو اطاعت کرتے ہیں، اللہ اور اس
کے رسول کی۔

اور اس سے بھی قبل اسی سورۃ کے رکوع ۲ میں یہاں اہل جنت کا ذکر ہے وہاں
بھی ٹھیک سی الفاظ موجود ہیں۔ اور آیت کا یہی تکرار اٹھ لٹھ کر سورۃ النور
رکوع ۷ اور سورۃ الاعراف رکوع ۱۹ اور سورۃ الفتح رکوع ۲ میں بھی آیا ہے۔

حکم کی ریسب تاکیدی لفظ اطاعت کی صراحت کے ساتھ جیسے ایک جنگ
مصدر اتباع آیا ہے وہ بھی اس شان کے ساتھ اتباع رسول کو عین زبیر اللہ کے ہاں
مجبوریت کا قرار دے دیا ہے۔

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ آپ کو دیکھیے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو
فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔ تو میرا اتباع کرو۔ اللہ سے محبت کرنے لگے
(آل عمران ۳۷)۔

اور اس محبت و ایمانی پہلو کے علاوہ یہی مضمون متعدد معنی اور سلی پہلووں
سے بھی قرآن مجید میں آیا ہے مثلاً۔

وَمَنْ يَعْصِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ اور جو کئی عبادت کرے گا اللہ اور اس کے رسول
اور مَنْ يُحِبَّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ اور جو کئی عبادت کرے گا اللہ اور اس کے
اور مَنْ يُحِبَّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ اور جو کئی عبادت کرے گا اللہ اور اس کے
اور مَنْ يُحِبَّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ اور جو کئی عبادت کرے گا اللہ اور اس کے

اور جو لوگ دشمنی رکھتے ہیں اللہ اور اس
کے رسول سے۔

اور اسی قبیل کی دوسری آیتیں اودھ آئیں جن میں ذکر رسول سے نافرمانی کرنے یا عصیت الرسول کا آپا ہے اگر یہ سب استلال و استشماو کی عرض سے نقل ہوتے ہیں تو یہ محمود وقت گنہگار بننے والے کے اپنے حدود سے بڑھ کر اور بہت بڑھ کر جانیں اس لیے ساسین کو اس خاص سلسلہ میں قناعت اتنے ہی پر کرنا ہوگی۔

لیکن ابھی دو چار نہیں بیسیوں آیتیں اور ہیں جن میں رسول کے فرائض اور فضائل اور خاص تینوں کا بیان موجود ہے ان سب سے تعلق نظر کیونکر ممکن ہے؟ اور اگر نہیں چھوڑ دیا جائے تو یہ تو نبوی کا قرآنی خاکہ بالکل ہی ناتمام رہ جائے گا اور اتنی اختصار پسندی اصل موضوع کے ساتھ ایک طرح کی خیانت ہی ہوگی۔

رسول کے فرائض کا جہاں تک تعلق ہے (اور مشائخ شامل بھی اس میں آگئے) یہ آیت اس باب میں بہت صاف واضح ہے۔

اِنَّا اَنْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُنْبِئًا
وَقَدْ بَيَّرْنَا وَادْعَانَا اِلَى الْقُدْرَانِ
وَمِنَّا اَنْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُنْبِئًا
وَقَدْ بَيَّرْنَا وَادْعَانَا اِلَى الْقُدْرَانِ

شہادہ، اے نبی یہ ہے کہ آپ سب پر گواہی دیں گے اور اس صفت کا ظہور شہر میں ہوگا۔ بشر و فریضے معنی صاف ہیں اچھوں کو صلہ نیک کی خوشخبری سنانے والے اور بدوں کو ان کے انجام سے ڈرانے والے اور اللہ کی طرف اسی کے حکم و رضائے دعوت دینے والے اور ایک روشن چراغ یعنی نور ہدایت، کہ آپ ہی کے چراغ سے خدا معلوم کتے اولیاء صادقین کے چراغ آج تک روشن ہو چکے ہیں اور آئندہ بھی روشن ہوتے رہیں گے اور یہ مضمون قرآن میں جا بجا آیا ہے اولیٰ سراج منیر کی آیت سے استنباط کر کے جن لوگوں نے یہ کہا ہے کہ قرآن میں جہاں یہ کہا گیا ہے کہ۔

قَدْ بَيَّرْنَاكُمْ مِنْ اَنْتُمْ نُوْرًا
نور اور ایک کتاب واضح ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

دہاں نور سے اشارہ ذات رسالت کی جانب ہے تو انہوں نے کچھ بے جا تفسیر و تاویل نہیں کی ہے۔
آپ کے فضائل کی ایک جامع سورت سورۃ الانشراح ہے جہاں یہ ارشاد ہو گیا ہے کہ۔

اَلَمْ نَخْرُجْ لَكَ صَدْرًا وَوَضَعْنَا
عَنكَ وَدْرَةَ الْاَيْدِي اَنْقَعْنَا
ظَهْرًا لَكَ۔

یعنی آپ کا شہر صدر کے آپ کے قلب و روح کو علوم و معارف ربانی سے بھر دیا اور ہدایت خلق کی نگر میں جو آپ سمجھے جا رہے تھے اس باوجود آپ کے لیے ہلکا کر دیا۔

اس سے آپ کی اس عادت مبارک پر بھی روشنی خود بخود پڑی کہ ہدایت حق کی نگر آپ کو کتنی مشقت و تعب میں ڈالے ہوئے تھی اور اس کے مقابلہ میں شہرہ بھی ہے کہ۔

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرًا۔
ہم نے آپ کیلئے آپ کا آواز بلند کر دیا۔

آج دنیا میں کون بڑھتا ہے جو پیغمبر اسلام کے آواز کی بلندی میں کلام کر سکتا ہے؟ کوئی شخص کسی بھی عقیدہ اور مذہب کا ہوا تو آج اس سے کیسے انکار کر سکتا ہے کہ دنیا کی بڑی آبادی میں صرف ایک ہی ذات ایسی ہے جس کا نام خدا کے واحد کے نام کے ساتھ ساتھ۔ دنیا کے ایک ایک گوشہ سے ہر روز پانچ پانچ مرتبہ پکارا جاتا ہے۔

اور اس رسوزی اور شہادت توڑ دینے والی ہمدردی نوع انسانی کا بیان اسی آیت تک محدود نہیں۔ دوسری آیتوں میں اس جذبہ نفاہ و خلق کی تصریح و تصریح موجود ہے چنانچہ ایک جگہ ہے کہ رسول کے ظلال ظلال قول سے۔

وَخَاتَمٌ بِهٖ صَدْرًا لَكَ۔ (ہود: ۲۷) آپ کا سید تک ہوا جاتا ہے۔

ایک جگہ اس سے بھی زیادہ فاش و بر ملا ہے۔ سیمون کی شدید گمراہی اور سر پرستی

کے شکر کے سیاق میں۔

فَلَعَلَّكَ بَاطِحٌ مُّقْتَلَةٌ عَلِيٍّ
اَتَاوَهُمْ اَنْ لَّمْ يُوْثِرُوْا اِيْضًا
اَلْعَرَبِيْنَ اَسْفَا. (الحج ۷۱)

یہ عظیمی اور دوسری جب عزیزوں کے واسطے تھی تو اپنی اہمت کے حق میں اس کا جو دھبہ ہوگا، ظاہر ہی ہے۔ دوسری جگہ بھی منکروں ہی کے سلسلہ بیان میں ہے۔
لَعَلَّكَ بَاطِحٌ مُّقْتَلَةٌ اَلَا يَتَذَكَّرُ
مُؤْمِنِيْنَ. (الشراء ۱۱۷)

جو عالم انسانی کے لیے ایسے ہی فخر جاگمگز میں پگھلا رہتا ہو، حقیقتہً اسی کو حق بھی سارے عالم کی بہری اور ناپید اور مسلمین کی سروری کا ہے۔
اور جب مبتدائی میں آپ کا یہ مرتبہ تھا۔ یہی تو یہ قرار پایا کہ اللہ کے یہاں مقبول محمود محبوب ہونے کا نثر یہ ہے کہ اس کا بل ہستی کے نقش قدم پر چلا جائے۔
خود آپ کی زبان سے اعلان کرایا گیا۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ
فَاتَّبِعُوْا نِيَّيْضِيْكُمْ اِنَّ اللّٰهَ
رَسُولُ كَسْرٍ فَرَضِيْنَ مَنَافِيْنَ
پرائی قومیں اپنے ہاتھوں تعلید انسانی اور ادب پرستی کے جن خداؤں میں مبتلا تھیں ان قیدوں اور قیدوں سے نہجات دلائیں اور انہیں دین کا سیدہا۔ ہمارا راستہ دکھائیں چنانچہ ارشاد ہوا ہے کہ یہ پیہر چین کا ذکر کو ریت و کھیل میں آچکے ہے۔

يَا مُرْهُم بِالْعَصْرِ ذِيْنَ وَيَتَّبِعْتُمْ
عَنِ الشُّكْرِ وَيُحِلُّ لَّهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَ
يُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْعَبَايَةَ وَيَتَّبِعْ عَهْدَهُمْ
اِحْرَهُمْ وَ اَلَا خَلَقَ لِي الْكُفْرَ كَمَا تَنْتَعِبْتُمْ

(الاعراف ۱۹۷)

اور اتنا ہی نہیں، بلکہ اہل کتاب کے مقتداؤں نے تحریفات و تزیینات و تفریقات کا انبار چرائی آسمانی کتابوں میں لگا دو تھا اسے بھی یہ صاف کرتے ہیں اور ان مجرموں کی بہت سی باتوں سے روزگزر بھی کر جاتے ہیں۔ ارشاد اہل کتاب کو مٹا طلب کر کے ہوتا ہے۔

يَا اَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ جَاءَكُمْ
رُسُوْلُنَا يَبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ
تُخْفَوْنَ وَاَنَّ الْحِكْمَآءَ وَ يَتَّبِعُوْا
عَنْ كَثِيْرٍ هٗ

(الانعام ۳۷)

آپ کی راہ میں مشکلات آتی حاصل ہو گئی تھیں اور تبلیغ رسالت کے لیے مواقع اتنے سخت پیش آ گئے تھے کہ ان حالات میں ثابت قدم رہ جانا معمولی بہت دیکھ انسان کا کام نہ تھا آپ کو اتنا قدامت اور شہادت قلب و شہادت قدم کی طاقت بھی اسی لیے ہی معمولی عنایت کی گئی۔

وَلَوْ لَا اَنَّا كُنْتُمْ اَنْتَا لَقَدْ كُنْتُمْ
تُرْكُوْنَ اَلَيْسَ لَكُمْ قَدِيْرًا
تھا کہ آپ کچھ تو ان لوگوں کی طرف جھک جاتے۔

(تکاہل ۷۱)

یہ بیان فطرت بشری کا ہوا۔ بشریت کا عین مقتضایہ تھا کہ آپ ان منکرین کے کسی قدر کوئی صورت مصالحت و مفاہمت کی نکالتے۔ لیکن امدانیسی آڑے آئی اور اس نے دہرا دہرا میں آپ کو اپنی جگہ سے ہٹا دیا۔

منکرین کے خلاف نہ ماننا نہ ریت سے آپ کو ازیت قلب مومس ہونا ایک قدرتی بات تھی۔ اس پر آپ کو علانیہ تسکین دی گئی کہ کوئی آپ کی ذاتی حیثیت سے تکذیب تصور ہی ہی ہوتی ہے تکذیب تو عین آیات و دلائل الٰہی اور آپ کے پیام کی

ہے تو آپ اس سے اپنی ذات پر اتنا شکر کریں۔

قَدْ كُنْتُمْ اِنْسَانًا مُّذُنًّا لَّذِي نُوْنِي
بِقَوْلُوْنَ كَاٰهِنِيْمَ لَا يَكْفُرُوْنَ لِيْلَهٗ وَكُنُوْنَ
الظَّالِمِيْنَ يَا اَيُّهَا اللّٰهُ يَجْعَلْهُ وَنَ .

(الانعام ۴۳) دھری سے جوہرت ہیں۔

دنہ ذاتی حیثیت سے تو آپ کی سیرت اتنی ممتاز اور آپ کا پاپا اخلاق اتنا بلند تھا کہ بڑے بڑے معکروں معاندوں کو بھی گرفت کی گنجائش نہ تھی آپ کی زندگی اتنی سبوت سے دارغ رہی تھی کہ خود اسی کو حجت بنا کر معکروں کے سامنے پیش کیا گیا اور ان سے سوال کیا گیا کہ میں تو تمہارے ہی اندر رہا ہوں تمہارے ہی اندر اتنی جو گنداری ہے تمہیں بتاؤ کہ اس سے قبل تمہیں کوئی گناہ کیا ہے؟

قَدْ كُنْتُمْ لِيْلَهٗ عٰمِلًا وَّسِن
قَبْلِيْهِ اَقْلًا تَعْبُدُوْنَ .

(۱۶ ریح) میں تمہارے ہی درسیان اس (دھری نبوت) سے قبل ایک ہرگز پرکھا ہوں سو تم لوگ کیوں عقل سے کام نہیں لیتے؟

اور یہی کھلایا گیا ہے کہ اگر میں ارادۂ غلط بیانی سے کام نہیں لے رہا ہوں تو تمہاری تشبیہ کے مطابق لازمی ہے کہ مجھے کوئی دماغی بیماری ہو کہ اس میں بزرگی میں اس دہم میں مبتلا ہو گیا ہوں تو اس مفروضہ کو بھی تو اپنی علم و واقفیت کی کسوٹی پر کس کے دیکھ لو۔
قَدْ اٰتٰنَا اَعْطٰكُم بِوَاٰجِدٍ اَنْ
تَعُوْذُوْا بِاللّٰهِ مَعْنٰى وَ قَدْ اٰتٰى نَمْتًا تَتَفَكَّرُوْنَ
مَا يٰصٰحِبِ كِتٰبٍ مِّنْ حَقِيْقَةٍ . (الاسراء ۶۷)

اور پھر اسی کو مختصر اور یاد کیا ہے۔

اَوْ لَمْ يَتَفَكَّرُوْا مَا لٰصٰحِبِ كِتٰبٍ مِّنْ حَقِيْقَةٍ
يَّوْكَرُ بِمَعْنٰى نَّمِيْنَ سُوْپِنْتِيْ اَنْ كُوْنِي
شٰہد جنوں کا ہے نہیں۔

پھر دسے کے ایک استعمال یہ ہو سکتا تھا کہ شاید کوئی طعن دینوی آپ کو اس

مذلل پر لائی ہو۔ قرآن مجید نے اس احتمال کی بھی جرح کاٹ دی۔

قُلْ مَا مَنَّا لَكُمْ وَّهٗنَ اٰخِرٍ هَمٰوْ
لَكُلِّمٰنَ اٰخِرِيْنَ اِلَّا عٰقِلًا لَّوْ .

کا کوئی عارضہ مانگا ہو تو بس وہ تمہارا ہی ہامیرا
معاذتہ تو بس اللہ ہی کے ذمہ ہے۔

(الاسراء ۶۸) اور اسی کے ہم معنون فقرے حضرت فوج۔ حضرت شعیب۔ حضرت لوط و غیرہم کی زبان سے ادا کر کے رسول اللہ صلعم کے اس حباب کا اور زیادہ قوی و موکد کر دینے قرآن مجید آپ کو اعزاز و احترام کے جس مرتبہ پر رکھنا چاہتا ہے وہ اس سے ظاہر ہے کہ اس کلام میں میں قسم آپ کی فکر کی دلفانی تھی ہے تو موطا کی بدکار یوں اور بدستوں کے سلسلہ میں سے کہ۔

لَعَلَّوْ لَآ اَقْنَمُوْا لِرِغْوٰنٍ تَتَزَيِّهٰن
يٰعٰقِلُوْنَ . (البراقہ)

اور قسم کا استعمال اگر عربی میں شہادت کے منہم میں ہوتا ہے تو ظاہر ہے کہ حضور

کی ساری زندگی کو صداقت کی نظیر کے طور پر پیش کیا گیا ہے اور آپ کی مرتبت عالی پر روشنی اس حقیقت سے بھی کچھ نہ پھر پڑ جاتی ہے کہ جہاں اور تم منصب حضرات کا ذکر صیغہ نما میں نام کے ساتھ آیا ہے یا آدم یا ابراہیم یا موسیٰ یا داؤد وغیرہم۔ وہاں آپ کا ذکر قرآن مجید میں مخاطبت کے وقت نام کے ساتھ نہیں بلکہ صفات کمال جمال میں سے کسی نہ کسی صفت ہی کے ساتھ آیا ہے۔ مثلاً یا ایھا الذی یا ایھا الرسول یا ایھا المرسل یا ایھا المد شر وغیرہ اور صیغہ غائب میں مطلق لفظ عہد سے اشارہ آپ ہی کی طرف کیا گیا ہے جس کے لئے ہونے معنی یہ ہونے کہ عہدیت یعنی کامل ترین یا اکل صورت میں جلوہ گر آپ ہی کی ذات میں ہوتی ہے۔

اسی قسم ہی کے سلسلہ میں یہ بات بھی سن رکھنے کی ہے کہ قرآن مجید میں قسم ایک شہر کی بھی مذکور ہے۔

لَا اَقِيْمُ يٰعٰدُ الْبَيْكُوْ . (ابد) میں قسم کھاتا ہوں اس شہر کی۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

لیکن معابد رسول کو مضاف کر کے ہے۔

وَأَنْتَ حَلٌّ بِعَدَاةِ الْبَيْتِ - (اہل) اور آپ اس شہر میں اتنے ہوئے ہیں۔
یا کہ آپ کے لیے اس شہر میں لڑائی حلال ہوئے والی ہے۔

ان دونوں تفسیروں میں سے جو بھی اختیار کی جائے بہر حال اس عاجز و صاف ہے کہ اس مکان کو جو شرف و عظمت حاصل ہے وہ اس کیمن کی نسبت سے ہے آپ اس شہر میں تیرے فرض کئے جائیں یا آپ کے لیے اس حرم محترم میں جنگ جائز ہو رہی ہو بہر صورت میں آپ کی نسبت ہی باعث احترام ہوتی۔

مشہور واقعہ معراج کی تفصیلی کیفیت جو کچھ بھی ہوں بہر حال قرآن مجید اس کی گویا تفسیر ہی رہا ہے کہ وہ ایک واقعہ عظیم و فادر تھا جس سے آپ کی کائناتی ظاہر ہوئی ہے
شَبَّحَانَ الذَّوْحَىٰ أَشْرَىٰ يَعْنِي ۖ
كَيْلًا وَبَيْنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ
الْأَقْصَى الذَّوْحَىٰ بَأَنَّ كُنَّا سَوَّلَهُ لِيُرِيَنَا
وَمَا آيَاتِنَا - (یعنی اس لئے ہے) اپنے کچھ نشان دکھائیں۔

اور اسی طرح دوسری جگہ رسول کی جس سیر آسمانی کا ذکر کیا گیا ہے اور جس طرح آپ کی روحانیت کے مرتبہ دکھائے گئے ہیں وہ آپ کو نہ صرف عام نور نبوی میں بلکہ صف انبیاء و مرسلین بھی کما مفاخر کرنے والا ہے۔

مَا خَلَقْنَا صَالِحِينَكُمْ وَمَا خَلَقْنَا
بِحُكْمٍ نَّظْمًا رَاسِتًا ۖ
(انجور) یہ تمہارے ساتھی اس عالم میں بھی انہلے سے بچنے نہ نظماً پرستہ پر ہے۔

بلکہ آپ کا مرتبہ تو یہ ہے کہ آپ جو چیزیں پیش کر رہے ہیں وہ کوئی بھی اپنی خواہش نفس سے نہیں بلکہ وہی الہی ہی کے ماتحت ہیں۔

وَمَا يَنْطَلِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ
هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ -
اور آپ اپنی خواہش نفس سے باتیں نہیں بناتے بلکہ ان ارشاد وہی ہی ہوتا ہے جو ان کی طرف کی جاتی ہے۔

اور اس خاص موقع پر۔

فَأَوْحَىٰ إِلَىٰ عَبْدِهِ مَا أَوْحَىٰ مَا
كَذَّبَ الضُّوَءُ مَا زَا ۖ

اللہ نے اپنے بندہ پر وہی نازل فرمائی جو کچھ نازل فرمایا تھی اور آپ کے قلب سے کوئی غلطی دیکھی ہوئی چیز میں نہیں کی۔

اور ملائکہ نورانی کی دیدار و دوسرے تجلیات ربانی کے مشاہدہ کی جن منزلوں سے اور جس طرح گزرے اس کی روداد بھی اجمالی سہی لیکن بڑی پختگی کے ساتھ قرآن کے صفت میں محفوظ ہے۔

وَلَقَدْ زَا نَزْلَةَ الْخُبْرَىٰ عِنْدَ
سِدْرَةِ الْمُنْتَهَىٰ إِذْ يَخْتَصِمُ الْمُنْتَهَىٰ
مَا يَقْضَىٰ مَا زَا عِ الْخُبْرَىٰ وَمَا طَغَىٰ
لَقَدْ زَا مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَىٰ -
(انجور) اور ان میں سے اس فرشتہ کو ایک بار اور بھی دیکھا (سدرۃ المنتہی) کے قریب... جبکہ (سدرۃ المنتہی) کو لپٹا رہی تھیں جو چیزیں کہ لپٹ رہی تھیں۔ (ان چیزوں کی نگاہ نہ تھی نہ تھی۔ انہوں نے اپنے پر لگا لکھنے بڑے عجائبات دیکھ لئے۔

معلوم ایسا ہوتا ہے کہ وہی کا انہی حکمت و مصلحت سے۔ کچھ روز کے لیے بند ہو گیا اور اس پر معاندین کو خوب شادیا نے کہا کہ ما موقع مل گیا ان کے خیالات خام کے رد و ابطال میں رسول ہی کو مضاف کر کے ارشاد ہوا ہے۔

مَا وَدَّ عَا رَبُّكَ وَمَا خَلَقْنَا
(اصطی) آپ کو آپ کے ہر دو گانے نہ چھوڑا، نہ وہ بیکار رہا۔

اور دست برداری و بیزاری کا کیا ذکر ہے آپ کا مستقل آپ کے ماضی سے آپ کا انجام آپ کے آواز سے بھی کہیں زیادہ عالی شان و تابدار رکھ دیا گیا ہے۔

وَلَا خَيْرَ لَكَ مِنَ الْآذَانِ -
(اصطی) آہرت آپ کے لیے دنیا سے کہیں بہتر ہے۔

آسانی نہیں آپ کی رضا خود آپ کے خالق کو کس درجہ مد نظر ہے۔
وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ -
عزیز الہی آپ کو اتنا کچھ دے گا کہ آپ اس

(المنفی) اور اس عطا اور بخشش ہی کے سلسلہ میں وہ فقط چھوٹی اور معنابری آیت بھی پڑھ لینے کے قابل ہے۔

إِنَّمَا أَغْنِيكُمُ اللَّهُ بِرِزْقِهِ (الکوش) بے شک ہم نے آپ کو عطا کر دی کثر۔
ادب کو شکر خواہ جنت کی عوض دوزخ کے معنی میں یا جسے خواہ خیر کثیر کا مراد سمجھا جائے یہ ہے وہ بد شارت منظم جو آپ کے سوا مخلوق میں اور کسی کو بھی نہیں ملی۔
اور اسی معنی کی تائید تاکید و تقویت میں یہ آیت بھی ہے۔
وَإِنَّكَ لَأَجْرًا غَيْرُ مُنْتَوِنٍ۔ اور آپ کے لیے بیچک ہے اجر غیر منتقل

(الاحقم ۱۶)

قرآن کی زبان جس اجر کو غیر منتقل بتانے اس کی حد و نہایت کا کون حساب لگا سکتا ہے ایک جگہ قرآن نے آپ کے ایک لیے وصف جامع کا ذکر کر دیا ہے جس کے اندر سارے ہی اوصاف آسکتے اور آجاتے ہیں۔ اور اس کی شرح و تفصیل بتنی بھی کی جاسکے۔ وہ وصف اتنا جامع ہے کہ اس پر کسی اضافہ کا امکان نہیں ارشاد ہوا ہے کہ وہ۔
إِنَّكَ لَعَلَىٰ خَلْقٍ عَظِيمٍ۔ لے ہر شے آپ انصاف کے ظہیر چلنے پر ہیں۔

(الانعام ۱۶)

خلق صیغہ میں ہے اور اس کے اندر انصاف حسنہ کے سارے ہی اوصاف اقرب آگئے پھر جب قرآن نے جو مالہ کی زبان سے نا آشنا شخص ہے اس کے ساتھ صفت عظیم کی لگادی تو اب یہ صفت اس وسعت و بلندی کو پہنچ گئی جو بندوں کے ادراک کی رسائی کی ہوتا ہے۔

کیوں کہیں قرآن اخلاق حسنہ کی اس جامعیت کی کچھ تفصیل و تصریح کر گیا ہے مثلاً۔
ایک جگہ ناموافق ماحول کے سابق میں ہے۔

فَيَمَّا سَخَّرْتَنَاهُ ذِي الْقُوَىٰ إِنَّكَ لَمُؤْتِنٌ۔ اللہ کی رحمت ہی ہے کہ آپ ان لوگوں کے حق و لکھتے تھے لَقَدْ عَلَّمْتُمُ الْقُرْآنَ لِقُبُلِهِمْ لَعَلَّكُمْ يَتَّقُونَ۔ میں نرم رہے اور اگر آپ کیوں تند و خست

مِنْ خَوْلِكَ فَاحْفَظْهُمْ وَ طہیت والے ہوتے تو آپ کے پاس سے اسْتَفِيزُوا لَهُمْ۔ سب منتشر ہو جاتے تو آپ ان کو ممانعت کر دیتے۔

(آل عمران ۱۷۳)

اس سے ہر قسم کی سخت مزاحیہ کی نفی اور نرم خونی کا اثبات پوری طرح ہو گیا اور کہیں یہ ارشاد ہوا ہے کہ اللہ کے پاس سے جو باتیں آپ کی معلوم ہوتی رہتی ہیں ان کو پھیلانے بٹلانے میں آپ ذرا بھی تامل کو کام میں نہیں لاتے۔

وَلَسَا هُوَ عَلَىٰ الْعَرْشِ عَظِيمٌ۔ اور رسول عظیم کے بتانے میں ذرا بھی تامل نہیں۔

(الکوبر)

تحریک شفقت کی نہیں۔ انفرادی شفقت و دوسری سے آپ کو منہ کرنے کی ضرورت تھی۔
فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ۔ ان لوگوں کے اعمال پر غم کر کے کہیں آپ جان نہ

خستہ آیت۔ (الاعراف ۳۴)

عبادات خصوصاً عبادات شہید کے آپ بہت عادی تھے۔
إِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ أَنَّكَ تَقُومُ۔ آپ کے پروردگار کو اس کا علم ہے کہ آپ رات آذیٰ مِنْ شَلْطَنِ الْبَيْتِ وَ يَفْضَلُكُمْ وَ کو دو تہائی رات کے قریب اور آذیٰ آجی قُلْتُمْ۔ (الزلزلہ ۲۷)

ان مجاہدات شاکر سے قرآن مجید کو آپ کو روکنے کی ضرورت پڑی اور غایت شفقت کرم سے ارشاد ہوا۔

وَمَا آتَيْنَا عَلَيْكَ الْفُرْقَانَ۔ ہم نے یہ قرآن آپ پر اس لیے نہیں اتارا کہ

لِتَشْفِيَ۔ (طہ ۱۶)

سنا لینے کی مسلسل شرارتوں پر تنگیں آپ کو بابر بادوی گئی ہے اور ایک جگہ یہ ارشاد ہوا ہے کہ آپ قابلِ ملامت قابلِ الزام کسی طرح بھی نہیں۔

فَتَسَوَّلْ عَلَيْهِمْ مِمَّا آتَيْتَ بِمَلُومٍ۔ آپ لوگوں کی طرف اتنا نہ کیجیے اور آپ پہ کوئی ملامت نہیں۔

(الانذار ۳۴)

toobaa-elibrary.blogspot.com

اور ایک جگہ تسل کے لیے شفقت خاصہ اور عنایت خصوصی کے الفاظ لڑا اور ہوئے ہیں کہ آپ تو ہماری نظر دل کے سامنے ہیں۔

وَاحْبِبْ لِحُكْمِكَ رَبِّكَ قَاتِلَكَ
 يَا عِبْرَةَ بَنِي نَدِيمٍ (المزور ۲۵)
 آپ اپنے پروردگار کی تجویز پر صبر کرنے رہیں
 آپ تو خاص ہمارے حفاظت میں ہیں۔
 منگھیری و معاینہ کے پاس ہزار ہر ہر فتنہ و اشتہاد کا تھا قرآن مجید سے منگھیری اس پہلو سے بھی دی۔

إِنَّا كُنَّا قُلُوبًا لِّلْمُسْتَهْزِبِينَ
 (الحجر ۱۰۷)
 (ان) اشتہاد کرتے والوں سے ہم آپ کے لئے کافی ہیں۔
 اس سے نفس اشتہاد کا وجود ثابت ہی ہو گیا۔

مخالفین و معاندین کثرت سے تھے جیسا کہ قرآن مجید کے متعدد اشاروں سے معلوم ہوتا ہے تصریح کے ساتھ ذکر ابوسب کا اور اس کی بیوی کا آتا ہے۔ ابوسب کھانا تہاریخ میں عبد العزیز آیا ہے اور میرت کی کتابوں میں آیا ہے کہ وہ علاوہ آپ کا عزیز ترین بیوی چچا ہونے کے شہرہ بھی تھا یہ خود اور اس کی بیوی جہا سموی خاندان کی تھی۔ دونوں اہل بیت رسالت میں بہت بڑے ہوتے تھے اور پڑوس کی بنیاد انہیں اس کے موت سے بھی زیادہ تھے قرآن مجید نے اس الذمہ صفا ہم سے ذکر میں کہا ہے۔

كَيْفَ سَيِّدَ آتَىٰ لَهْبٍ وَقَدِّبَتْ
 نَارُ أَهْلِ عَشِيرَتِهِ وَمَا كَسَبَتْ
 (البس)
 ٹوٹ گئے دونوں ہاتھ (ابوسب کے یعنی اس کی ساری گوششیں اور تہہ سر میں منان کریں، اور وہ ہلاک ہو گیا۔ کہہ کام اس کے ذرا یاد اس کا مال اور اس کی کافی۔

بڑا غم و معلوم ہوتا ہے اسے اپنے مال و دولت پر تھا۔ اور اور انجام اس کا ہو ایسا ہی کہنا چاہیے کہ دشمنان رسول کے جتنے شہرہ تھے سب کا ہوا پیش خہری واضح لفظوں میں کہہ دی گئی تھی۔
 إِنَّمَا سَأَلْتَهُمْ هُوَ لَا يُسْتَبْرَأُ
 جو آپ کا دشمن ہے شیک وہی بے نام و نشان

(انگوش)

(وہ جانے والا ہے۔)

اور زیادہ عام اور وسیع الفاظ یہ آئے ہیں۔
 وَالَّذِينَ يُؤَدُّونَ لِمَا لَمْ يَأْمُرْ اللَّهُ بِهِمْ
 لَعْنَةُ اللَّهِ الْكَلْبُورِ (المزور ۸۷)
 جو لوگ رسول اللہ کو نصیحت پہناتے رہتے ہیں ان کے لیے عذاب دردناک ہے۔

آپ صرف رسول ہی نہ تھے یعنی سلسلہ انبیاء میں سے ایک بلکہ اس سلسلہ کے خاتم اور آخری ہی بھی تھے۔ آپ کے نام کی تصریح کے ساتھ آیا ہے کہ
 وَلَكِنْ رَسُولُ اللَّهِ وَخَاتَمُ
 (الاحزاب ۵۷)
 آپ کی اگلی اور پہلی تقریریں اگر کچھ تھیں سب مناف ہو چکی تھیں۔

لِيُخْفِيَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ
 ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرْتَهُ (البقرہ ۱۷۸)
 تاکہ اللہ آپ کے وہ گناہ جو پہلے ہوئے اور چھپے ہوئے وہ سب بخش دے۔

اور بات اپنی جگہ دلائل سے ثابت ہو چکی ہے کہ پیسوں کے سلسلہ میں جب نبی عصیان کا استعمال ہوگا تو وہ انہیں کی شان و مرتبہ کے مطابق ہوگا۔ عام بشری معیار سے آگ۔ آپ کا استغفار مومنین و مومنات کو آگ رہے۔ ظالموں فاسقوں تک کے حق میں مقبول و موثر تھا۔

وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ
 جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ
 لَهُمُ الرَّسُولَ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا
 وَجِيحًا (النساء ۹۷)
 اور اسے ہمیں سب ان لوگوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ اگر آپ کے پاس آجاتے پھر اللہ سے استغفار کرتے اور رسول بھی لگتے جن میں استغفار کرتے تو یہ ضرور ہاتے اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان۔

دنیا میں رسول کی موجودگی نزول عذاب الہی سے روک ہی جوتی تھی۔ صاف ارشاد ہوا ہے۔

وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَن تَأْتَهُ
 دُنْيَاهُمْ (الأنفال ۳۲)
 اور اللہ ایسا نہ کرے گا کہ آپ ان کے درمیان موجود ہوں اور وہ (میں) انہیں عذاب دے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

رسول سے بیعت اللہ سے بیعت کے مرادف تھی۔

إِنَّ الَّذِينَ يَبَايِعُونَكَ إِنَّمَا
يُبَايِعُونَ اللَّهَ. (فتح ۱۷)
لیمان کا معنی یہ ہے کہ وہ دیکھتا ہے کہ معاملات میں حکم پر کون بنایا جائے اور ان کے ہر
فیصلہ کو بلا کراہت قبول کر لیا جائے۔

فَلَا وَرَيْكَ لَا يُؤْسِدُونَ
حَتَّى يُحْكُمُوا لَكَ فِي مَا بَيْنَهُمْ مِنْ شَيْءٍ
ثُمَّ لَا يُجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا
مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا.

(النساء ۶۷)
اور اس کی تصریح بار بار آئی ہے کہ آپ خصوصاً فصل و رحمت الہی کے نور و صفیے
مشلاً۔

وَعَلِمَآءُ نَالُوا تَعْلَمَ وَكَانَ فَضْلُ
أَشْرَعًا عَلَيْكَ عَظِيمًا. (النساء ۷۷)
یا اور اسی طرح براہ راست۔

إِنَّ فَضْلَكَ كَانَ عَلَيْكَ لَكَبِيرًا.
(نہی اسرائیل ۱۰)
یا پھر اسی طرح بلا واسطہ

وَمَا كُنْتَ تَرْجُو أَنْ يُسَلِّقَ إِلَيْكَ
الْكِبَابَ إِلَّا رَحْمَةً مِنْ رَبِّكَ.

(القصص ۹۷)
ایسے سرور و سرور کی خالق اور تاجا ہی دونوں زندگیوں کے پیسے کو خصوصی آداب بھی
مقرر ہوئے تھے۔ چنانچہ یہ ہے۔ مثلاً ایک ادب یہ تھا کہ آپ کو اگر کچھ دیا جائے تو اسی طرح

نہیں جیسے لوگ ایک دوسرے کو بکارا کرتے ہیں۔

وَلَا تَجْعَلُوا مَاءَ الشُّؤْلِ بَيْنَكُمْ
كَمَا جَاءَ تَجْعَلُكُمْ بَعْضُهُمْ
أَبْرًا لِبَعْضٍ يَوْمَ يُنْفَخُ
الْكَوْكَبُ. (النور ۲۴)
آپ کی محض سے بلا اجازت اٹھ جانا ممنوع ہے۔

وَإِذَا كَانُوا لَعْنَةً عَلَى أَشْرَافِ عَرَبٍ
لَمْ يَذْهَبُوا لِحَدِّهَا وَتَسْتَأْذِنُونَ.
(النور ۲۵)
اور مشرکین اور لوگوں کے پاس کسی ایسے کام پر جاتے
ہیں جس کے لئے کلمہ لایا گیا ہے۔ تو جب تک آپ
سے اجازت ملے لیں۔ نہیں جاتے۔

آپ کا حق مومنین پر ان کی جانوں سے بھی بڑھ کر ہے۔
أَلَمْ تَجِدْ أَهْلَ أَلْيَمَامَةَ وَالْمُؤْمِنِينَ
أَنْفُسَهُمْ. (الاحزاب ۷)
تجہ مومنین کے ساتھ خدا ان کے نفس سے بھی زیادہ
مخلص رکھتے ہیں۔

آسان یہ نہیں بلکہ آپ کی ازواج مطہرات امت کی مائیں ہیں۔
وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ. (الاحزاب ۱۰)
اور جب یہ بھارتوں میں ان کی ایک فرخ قدسہ یہ نکلی کہ ان ماؤں کے ساتھ امت کے
کسی فرد کا نکاح ہمیشہ کے لیے ممنوع قرار دیا گیا۔

وَلَا أَنْ تَسْتَكْبِرُوا أَنْ تَكُونَ
أَبْرًا. (الاحزاب ۱۱)
سلطانوں تمہارے لئے جائز نہیں کہ تم آپ کے یہ
آپ کی بیبیوں سے کسی بھی نکاح کرو۔

یہ بیبیوں عام عورتوں سے ایک ممتاز و بلند حیثیت رکھتی تھیں۔
يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَدِّثُ
الَّذِينَ آمَنُوا إِذْ تَدْعُهُمْ خِيَارًا
فَقُلْ إِنِّي خِيَارٌ مِمَّنْ
خِيَارُوا. (الاحزاب ۱۲)
تم متوہنی اختیار نہ کرو۔

ان بی بی صاحبوں سے کوئی چیز مانگنا ہوتا تو کوہدایت تھی کہ ہر وہ کے باہر سے مانگا
کریں۔
وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي
أَعْبُدُ اللَّهَ. (الاحزاب ۱۳)
اور جب تم کو ان بیبیوں سے کوئی چیز مانگنا ہوتا تو

toobaa-elibrary.blogspot.com

وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِ الْمُجْتَابِ (الاحزاب ۴۱)

پروردگار کے آئے سے مانگو۔

یہ میرے گھر میں ہے مجاہد۔ بلا اجازت چلے آنا اجازت نہ تھا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا

منازل میں جاؤ اور نہ داخل ہو جاؤ

بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ

سوا اس کے کہ تمہیں اس کی اجازت دے دی جائے۔

(الاحزاب ۴۲)

یہ بھی سنت کو جاہلیت زہنی کو بھی میرے گھر میں آنا اجازت نہ تھی۔
فراغت کے بعد بس اندر گھر سے ہو کر وہ نہ ہو کہ میرے اوقات کا لحاظ کئے بغیر بے نظری
سے باتوں میں لگ گئے۔

فَإِذَا أَطَعْتُم فَاذْهَبُوا وَلَا

چرچہ کیا کرنا یا کچھ کہنا کر لینے جا جاؤ اور

مُنْشَأِينَ لَكُم مِّنْ فَتْرَةٍ

باتوں میں جی لگا کر مت بیٹھو بارگاہ

رَسُولِ اللَّهِ يَرْتَدُّ إِلَيْكُمْ

رسول اللہ پر روت یا حیا اس دورِ غائب کی خود اپنے کوشش برادر اُتیوں سے اتنی

بِأْتِئْتُمُوهَا مِنْ يَوْمِ يُبْعَثُونَ

بات بھی براہ راست نہیں فرما سکتے تھے اور قرآن میں مکہ کی ہدایت دینا پڑی۔

إِنَّ فِيكُمْ كَوْنًا يُؤْذَى

اس بات سے میرے گھر کو گوری ہوتی ہے۔ لیکن وہ

كَيْفَ تَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ لَا يَسْتَعِينُ

تساوا لگا کر کہتے ہیں اور اللہ صاف بات کئے

الْحَقِّ (الاحزاب ۴۳)

اور آپ کے ذمہ قرآن مجید کی محض تبلیغ و تعلیم ہی تھی۔ بلکہ اس کی تفسیریں بھی تھی۔ یعنی
اس کے شکی کو بھی کہنا اس کے مشکلات کو کھولنا اور واضح کرنا ارشاد ہوا ہے۔

وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ

اور ہم نے آپ پر یہ قرآن اتارنا ہے تاکہ ہر مشاہدین

الْبَشَرِ مَا نَزَّلَ إِلَيْهِمْ

لوگوں کے پاس بھیجے گئے ہیں۔ آپ ان کی شرعیات

يَسْتَفْتِكُمْ عَلَيْهَا

پر کروں تاکہ وہ سوچتے رہیں۔

(النحل)

اور پھر اسی سورت میں قرآن کے چل کر ہے۔

وَمَا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ

اور ہم نے تو یہ کتاب پر اس لئے نازل کی ہے

إِلَّا لِتُبَيِّنَ لَكُمْ

کہ آپ ان لوگوں پر وہ کھول کر لکھا کروں ہیں

وَهُدًى وَرَحْمَةً لِّعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ (النحل ۱۰۵)

بار میں وہ استوف کر رہے ہیں اور ایمان انوں
کی ہدایت رحمت کی غرض سے۔

غرض یہ کہ مبلغ قرآن و معلم قرآن ہی کی طرح آپ کا شراحت قرآن ہونا بھی قرآن مجید ہی

سے ثابت و ظاہر ہے اور میں طرح باب کا آغاز آپ کے وصف شہرت سے ہوا تھا۔

اسی طرح باب کا خاتمہ بھی آپ کی رسالت کے اس خاص انخاص وصف کے شہادت پر ہو

رہا ہے اور جب کسی نبی کے لیے قرآن نے کھل کر کہہ دیا کہ یہ لوگوں کی پیروی کے لیے ایک

اسوۂ حسنہ یا ایک بہترین نمونہ ہے تو اس کے معنی یہ ہونے کہ وہ بہترین صفات و کمالات

کا مجموعہ ہے کہ ان کی جامعیت کمالات کے وہ نمونہ کا کام دے کہ دیکھ کر کہتا ہے اور اوصاف

کمالات کی تصویر ہی دستِ تشریح و تبیین جو آپ کے سامنے آتے قرآنی سے ہر جہلی۔ نفس

ہے کہ اس کے بعد آپ کا دل قبول اسٹھے گا کہ جیک وہی ذات تھی تھی اس کی تخلیق کے

سامنے خالق کی طرف سے اس کی کاریگری کے شاہکار کی حیثیت سے پیش ہو۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

حُرک اور شکر و قلم میں ڈوبے ہوئے منکبین برابر پھیروں سے انکار و استعجاب کے نہیں کہتے تھے۔

أَبَدَتْ اللَّهُ بَشَرًا رَسُولًا - کیا خانے ایک بشر کو رسول بنا کر بھیجا ہے؟
(نجم سرائیل ص ۱۰)

یاد رکھو۔

أَبَدَتْ بَصِيرَةً وَهَمَّتْ (الانبا ص ۱۱) کیا ہماری روایت ایک بشر کے گاہ

یا کسی اپنے سپہری کو براہ راست مخاطب کر کے کہتے۔

مَا أَشْتَرًا لَّا يُكْفَرُ بِشَرِّهَا - تم اور کیا ہو مجھ جاس کے کہ یہی جیسے ایک بشر
(الشواری ص ۸۰)

اس طرح کے فقرے قرآن مجید نے ان کتب قدوس کی زبان سے بلا تکرار کئے ہیں اور اس کے جواب میں ان کے سپہروں کی زبان سے اس واقعیت کو بڑی خند و عینیت سے تسلیم کرایا ہے۔

إِن نَّحْنُ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ (البراہ ص ۱۲) بے شک ہم تو بس بشر ہی ہیں تم جیسے۔

اور اتنے ہی پرہیز گین کیا بلکہ اس کی بھی تصریح برابر کرادی کہ سپہروں کا جسم بھی عام انسانوں کی طرح مادی جسم ہوتا ہے اور انہیں استعجاب بھی کمانے پینے کی ہوتی ہے۔

وَمَا جَعَلْنَاهُمْ جِسْمًا إِلَّا مَلَكُوتًا (الانبا ص ۱۱) اور ہم نے انہیں ہم جی ایسا نہیں دیا کہ وہ کمانے
الطعام۔ (الانبا ص ۱۱)

اور خود ہمارے رسول سے متعلق تو شکر کہیں کہیں کو یہ مستقل طرز تھا کہ یہ کیسے رسول ہیں جو کمانا بھی کمانے ہیں اور بازاروں میں چلتے پھرتے بھی ہیں۔

قَالُوا إِنَّمَا هَذَا رَسُولٌ مِّثْلُكُمْ (الانبا ص ۱۱) ہاں کہ ان رسول کو کیا برا ہے کہ وہ کمانا کمانے
ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے۔

(الفرقان ص ۲۴)

جہاں میں آپ کی بشریت کی واقعیت کو تسلیم کر کے ارشاد ہوا کہ اس میں نبی بات یک

ہے۔ جتنے سپہرے آچکے ہیں سب ہی جسم اور ہی امتیاز میں لے کر آئے تھے۔

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً مِّنَ الرَّحْمٰنِ (الانبا ص ۱۱) اور ہم نے آپ سے بیشتر جتنے سپہرے سب کمانے
إِلَّا أَنَّهُمْ لِیَأْكُلُوا مِنَ الطَّعَامِ وَکَمَا کَانَتْ تَعْمَلُ آبَاءُ زُرَارٍ مِّنْ قَبْلِهِمْ (الفرقان ص ۲۴) اور بازاروں میں بھی چلتے پھرتے
یَمْسُوكَ فِي الْأَسْوَاقِ (الفرقان ص ۲۴) تھے۔

اور یہ نہیں کہ سپہروں کے کمانے چلتے پھرتے کی بڑی خند و عینیت سے بے نیاز
نہ تھے بلکہ یہی بے شمار ہیادہ اور خاندان کے معاملے میں بھی حرکت و تخیل اور مہارت
کے قائل اور عامل نہ تھے۔

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّن قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ آخْرًا وَآخِرًا مِّثْلَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ (الفرقان ص ۲۴) اور ہم نے آپ سے بیشتر ہم
بھی بھیجے ہیں اور انہیں سپہروں اور اولاد میں بھی
دیں ہیں۔

اور سپہروں میں تو اتنی قوت بھی نہیں ہوئی کہ خود کو اپنی طرف سے کوئی معجزہ دکھا سکیں
یا کوئی امر بظور غلطی عادت میں کر سکیں۔

وَمَا كَانُوا لِيُؤْمِنُوا بِآيَاتِنَا إِلَّا لِيُعْزِبُوا عَنْ قُلُوبِهِمْ (الفرقان ص ۲۴) اور کسی رسول کے نہیں کہ وہ کوئی بھی نشان
لاکے مجھ اس کے کہ اللہ کے حکم سے۔

اور خود سپہروں کی زبان سے کہلا گیا۔

وَمَا كَانُوا لِنُؤْمِنَ بِكُم مِّنْ بَعْدِ مَا كَانُوا يَكْفُرُونَ (الفرقان ص ۲۴) اور ہمارے سپہروں میں تو ہے نہیں کہ ہم تمہارے پاس
کوئی دلیل لاسکیں مجھ اس کے کہ اللہ کے حکم سے۔

(البراہ ص ۲۴)

معبودیت کی بڑی پہچان اور مخلوقیت کی بالکل خند و عینیت یا اہریت ہے اس
وصف کی کامل نفی سپہروں سے قرآن نے کی ہے۔

وَمَا كَانُوا لِيُؤْمِنُوا بِكُم مِّنْ بَعْدِ مَا كَانُوا يَكْفُرُونَ (الفرقان ص ۲۴) وہ بیشتر رہنے والے نہ تھے۔
اس قسم کی باتوں میں تو ہمارے رسول کا کوئی حشمت و استکبار اسے باقی دوسری

آیتوں میں آپ کی وفات یا قاتل پزیری کا ذکر صراحتاً نہیں ملتا۔

مَا سَأَلْنَا رَسُولًا قَدْ خَلَتْ مِنْ
قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ نَأْتِ أَوْ قَبِيلَ
أَتَقَلِّبُكُمْ عَلَى أَعْقَابِكُمْ.

(آل عمران ۱۵۵)

اور کہیں اس قسم کے الفاظ ہیں۔

وَإِنْ تَأْتُوا بَعْضَ النَّبِيِّ
قَوْلِهِمْ أَؤْتِنُو قَبِيلَكَ مَا نَأْمُرُ بِعَلَيْكَ
الْبِلَاعِ وَعَلَيْتَنَا الْحِسَابُ.

(الاحزاب ۶۴)

اور کہیں اس سے ملنے جلتے الفاظوں آئے ہیں۔

وَإِنْ تَأْتُوا بَعْضَ النَّبِيِّ
قَوْلِهِمْ أَؤْتِنُو قَبِيلَكَ فَمَا لَيْتَا
مَوْجِعُكُمْ.

(یونس ۵۵)

مگر تو میں ایک پیری ہیں، پیران سے پہلے ہی دست
سزا گرنے کے ہیں۔ تو اگر یہ ذلت پا چاہیں یا اگر
کرنا لے جائیں تو کیا تم پچھلے پیروں والے ہیں پلے
جاؤ گے۔

اور میں طاب کا وعدہ ہم (کافروں) سے کر رہے
ہیں۔ اگر اس کا پھر حقت ہم آپ کو دکھادیں تو آپ
کو وقت دے دیں تو آپ کے وتر صرف تین
بے اور سب لینا ہمارا ہی کام ہے۔

اور میں طاب کا وعدہ ہم ان (کافروں) سے
کر رہے ہیں، اگر اس کا پھر حقت ہم آپ کو دکھلا
دیں یا آپ کو وقت دے دیں تو ہمارے پاس
تو نہیں واپس آتا ہی ہے۔

اور یہ مضمون انہیں آیتوں میں نہیں اور بھی متعدد آیتوں میں آیا ہے اور اس تکرار
سے تصدوخی طبعیں رسول اللہ کی بشریت اور ذلت پذیری سے خوب مانوس کر دینا
ہے اور ایک جگہ تو ہمارے ہے کہ اس خاص وصف کے لحاظ سے رسول مقبول اور کفار
معاذین کو بالکل ایک ہی صف میں رکھ دیا گیا ہے۔

إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُمْ مَيِّتُونَ۔
آپ بھی موت پا لے دے ہیں اور یہ لوگ بھی
موت پا لے دے ہیں۔

(الاحزاب ۳۱)

عہدت، قرآن نے بتایا کہ حضرات انبیاء کے لیے کوئی تنگ دعا کی چیز نہیں۔ فخر و
مہابت کی بات ہے حضرت میں کام لے کر ہے۔

لَنْ يَسْتَفِيدَ السُّبْحِ أَنْ يَكُونَ
سبح بزرگ اس سے مار دے کریں گے کہ وہ اللہ کے

عَبْدًا أَشْوَ۔ (النساء ۲۴)

رسول برحق صلعم کی زبان سے یہاں تک کہلا دیا گیا کہ وہ تو آدمی اور اپنی ذلت کبھی
نفع و نقصان پہنچانے کی قدرت نہیں رکھتا۔

قُلْ لَا أَتْلُو لَكُمْ قَوْلَهُمْ حَقٌّ وَلَا
نَفْعًا وَلَا نَاكَرًا أَشْهُدُ۔
آپ کو دیکھ کر کہیں اپنی ذلت تک کے لئے تو
نقصان و نفع کا اختیار رکھتا نہیں ہوں مگر ہاں

(یونس ۵۵)

بیتا اللہ کو منظور ہو۔

اور یہی مضمون ایک برائے نام نظمی فرق کے ساتھ سورۃ الاعراف میں ۲۲
میں دہرایا ہے۔

مشرک نہ مذہبوں کا ذکر نہیں۔ مسیحیت تو اصلاً ایک توحیدی دین ہے اس تک میں شیخ
مطلق حضرت مسیح کو ٹھہرایا گیا ہے۔ بلکہ روز جزا کے گویا مگ و ناک ہی وہی ہوں گے۔
اور جس کو جائیں گے اپنے اختیار سے جنت دیا دیں گے قرآن مجید نے اس کے برعکس
رسول اسلام کی زبان سے یہاں تک کہلایا ہے۔

وَمَا أَدْرِي مَا يُفْعَلُ فِي وَلَا يَكْفُرُ
اور میں ہی نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا معاملہ
کیا جائے گا اور تمہارے ساتھ کیا۔

(الاحزاب ۱۷)

اور یہاں تو معاملہ شریک علم کی نفی رسول کی زبان سے کرانی گئی۔

دوسری جگہ طریف کی نفی کرنا چاہیے کہ مطلق صورت میں ہے۔

وَلَوْ كُنْتُمْ أَتَعْلَمُ الْغَيْبُ لَأَسْتَفْتِيكُمْ
اگر میں شب کا علم رکھتا ہوتا تو اپنے لئے بہت
رسول الغیب سے ماستہی السوءہ انا
واقعی ذہنی۔ میں تو محض ڈرانے والا اور شرت

دینے والا ہوں ان لوگوں کو جو ایمان رکھتے
ہیں۔

(اعراف ۲۳)

رسول کی بشریت، ایک اور طریف و نادر طریقہ سے بھی قرآن مجید سے ظاہر کر دی ہے یعنی
انجام کے ساتھ حضور کے مادی اجزائے جسم، اعضاء اور شکل و شمائل کے اہم جزئیات کا بھی

ذکر اپنے صفات میں کر دیا ہے اور اس طرح کہنا چاہیے کہ سر پائے مبارک کا ایک خاکہ
قرآن مجید کی مدد سے تیار ہو جاتا ہے۔

فَاِنَّمَا يَشْرِي نَارًا مُّبْتَئِيَةً بِمَا عَلَيْهِ كَعَلَمٍ
يَسْتَدْكُرُونَ۔ (الدخان ۳۷)

زبان مبارک کا ذکر ایک دوسرے موقع پر بھی موجود ہے۔
لَا تُحِزُّكَ بِهِ سِنَانُكَ لِتَحْتَكِلَ
سے پتھر آپ قرآن پر زبان نہ چا بیجیے کہ آپ

ہم۔ (الغاشیہ ۱۶)

زبان کے وجود کا اثبات اور وہ بھی دو دو جگہ، خواہ اور بلا مقصد نہیں اس سے
جہاں ایک طرف حضور کے سد ظاہری کا اگر اظہار ہوتا ہے۔ وہاں مخالفین کو یہ تعلیم بھی

ملتی ہے کہ اس حد پر تم کو جسے وہ غالب گوشت و پوست کے انہیں لازم کے ساتھ تھا۔
جو نوع بشری کے لیے عام ہیں زبان کے ساتھ دل کا ذکر بھی آیا ہے قلب اور فواد
دونوں نفلوں کے ساتھ دو جگہ۔ چنانچہ پہلی جگہ۔

قَلْبُ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيلَ
قَوْلُهُ نَزَّلَهُ عَلٰی قَلْبِكَ بِمَا ذُرِّيْتَ
اَنْتَ۔ (البقرہ ۱۳)

آپ کہہ دیجیے کہ جو کوئی جبریل سے دشمنی رکھتا ہے
تو انہیں نے توہ قرآن آپ کے قلب پر اللہ کے
حکم سے نازل کیا ہے۔

دوسری جگہ ایک اور سورۃ میں۔
نَزَّلَ بِهِ الرُّوحَ الْاَمِينِ عَلٰی
قَلْبِكَ لِتَكُوْنُ مِنَ الْمُنذِرِيْنَ۔

اس قرآن کو امانت دار فرشتے کر دیا ہے کہ
کے قلب پر تاکہ آپ ڈرانے والوں میں سے
ہوں۔ (الشعراء ۱۹۱)

لفظ فواد کے ساتھ یہ سلسلہ معراج لکھا ہے۔
مَا كَذَّبَ النَّوْاُذُ مَا تَارَ اَعْلٰی۔
قلب و پتھر سے دیکھنے والی چیز میں کوئی غلطی
نہیں کی۔ (الجمرات ۱۶)

چہاں مبارک کے ذکر جمیل سے بھی یہ صحیفہ ربانی خالی نہیں۔

حضور ہی کو ناطق کر کے ارشاد ہوتا ہے۔

وَلَا تَدْعُ مَعَ تِلْكَ الْاَلْفِ مَا
مَعْتَابِهٖ اَوْ ذُو اَحْزَابِهِمْ۔

اور آپ ہرگز انہیں اٹھا کر بھی ان چیزوں کو نہ
دیکھیں جو سے ہم سنان (تافراؤں) کے مختلف
گروہوں کو متخیر کر رکھا ہے۔ (المجموع ۱۶)

چشم مبارک کی بصارت کے ارشاد ہوتا ہے۔
مَا ذَا عَ الْبَصَرُ وَمَا طَعْنُ۔
نگاہ نہ تو ہنسی نہ برہمی۔ (الجمرات ۱۶)

روئے مبارک کا ذکر وہ تو شاید اور زیادہ ضروری تھا۔ اس سے یہ کتاب آسمانی کیجیے
خان رہتی حکم تحمل قبلہ کے سلسلہ میں ارشاد ہوا ہے۔

قَدْ نَرٰی تَلَقَّبَ وَجْهَهُ فِي
الْسَّمَآءِ۔

ہم آپ کو پتھر کا آسمان کی طرف بار بار اٹھانا
دیکھ رہے تھے۔
اور پھر اسی آیت کے بعد انہیں اطفال سے متصل۔

قَوْلِي وَجْهَكَ سَطَّرَ السَّجْدِ
الْعَوَالِمِ۔

اور پھر چند سطروں بعد انہیں اطفال کی تکرار دوسری اور تیسری بار اور دوسرے مبارک
کونوں کی طرف کیسے کہ حکم سورۃ الروم میں دوبارہ ترقیب ہی ترقیب ہے۔

فَاَقْرَبْ وَجْهَكَ لِلدُّنْيَا نَفْسًا
مَّا قَرَّبْ وَجْهَكَ لِلدُّنْيَا نَفْسًا۔

سو آپ اپنا رخ دین کی طرف کیسے ہو کر رکھے
اس ورنہ اس ورنہ راست کی طرف
رکھئے۔ (الروم ۳۵)

اور ایک جگہ حکم کی صورت میں آپ سے خطاب ہوا ہے کہ۔
فَاِنَّمَا تَأْتُوْنَكَ كَظُلُمٍ اَسْوَدَ
رہیں تو آپ کہہ دیجئے کہ میں تو پناہ رخ دماغ میں

دیکھتی ہوں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

(آل عمران ۶۲) اَللّٰهُ يَرْفَعُ كَلِمَۃَ الَّذِي يَشَاءُ

ایک اور جگہ زبان مبارک سے یہ کلام آیا ہے کہ مجھے جو کلام ہے کہ۔

وَاَنْ اَقِمَّ وَجْهَكَ لِلدِّیْنِ حَنِیْفًا۔ اپنا رخ زمین کی طرف کیسے ہو کر رکھنا۔

چشم مبارک کے علاوہ گوش مبارک کا بھی ذکر قرآن مجید میں موجود ہے۔ اگر ہر سترہ نہیں تو دلالت تو ہر حال۔ منافقین دینہ کے قول نقل ہوا ہے۔

یَعْتَدُوْنَ هُوَادُوْا ذُوْیْ قُلُوْبٍ اَذُوْنَ حَیْرِ لَّكُمْ۔

یہ کہتے ہیں کہ آپ ہر بات کا ان سے کرتے ہیں

کہہ دیجئے گا آپ کا ان سے کہہ دی بات سنتے

ہیں جو تم سے حق میں بہتر ہے۔

(الزمر ۵۵)

اب سینہ مبارک کی طرف آئیے اور اس کا مکس اس آئینہ آسمانی میں ملاحظہ فرمائیے۔

اَلَمْ تَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ۔ کیا آپ کا سینہ ہم سے آپ کے لئے کھول

(الانشراح)

نہیں دیا ہے۔

اور پشت مبارک کے ذکر کے لیے کہیں دو جہانے کی ضرورت نہیں اسی کے

متصل موجود ہے۔

وَوَضَعْنَا عَنَّا وِزْرَكَ اَلَّذِيْ

اور آپ سے آپ کا وہ بوجھ دور کر دیا جو آپ

کی پشت کو ترسے ڈالتا تھا۔

اور ان اعضائے جسد کے علاوہ قرآن معروض بیان میں حضور کے بعض اعمال بزرگ

جسمانی کو بھی لایا ہے۔ مثلاً حضور کا اٹھنا۔ بیٹھنا۔ چلنا۔ پھرنا۔ کھانا پینا اور نماز اور عام

عبارتیں۔ مثلاً۔

اَلَّذِيْ يٰرَاكَ جِيْنًا تَقُوْمُ

وہ اللہ جو آپ کو دیکھتا ہے جب آپ کھڑے

ہوتے ہیں اور آپ کی نشست برخواست

نازوں کے ساتھ۔

(الاعراف ۱۱)

یا مگر یہ مشرکین کی زبان سے۔

مَا لِهٰذَا الرَّسُوْلِ يٰۤاٰمِلُ الْظُلْمٰتِ

اور ویشیجی فی الامتوائی (الافغان ۱۷)

یا پھر اس قسم کی آیتیں۔

قُلْ اِنَّ صَلٰتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَخِيَّتِيْ

اور میری زندگی اور میری موت سب اللہ پر لوگار

وَمَسَاكِيْنِيْ وَبَلُوْدِيْ الْعَالَمِيْنَ۔

(الاعوان ۶۴)

حیات اور موت دونوں کا ذکر اس آیت میں آیا گیا ایک جگہ شکر لکھن کو مخاطب کر کے

عمر شریف کا بھی عالم آپ ہی کی زبان مبارک سے دیا گیا ہے۔

فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا وَّقَدْ قَبِلْتُهُ

میں اس (دعویٰ نبوت) سے قبل ہی تو ایک عمر

سبک تارے در میان رہ چکا ہوں۔

(بوس ۶۲)

اسی طرح ایک جگہ اور قوم لوط کی فرستی کو آپ کی عمر بیان کی قسم کے ساتھ بیان

فرمایا گیا ہے۔

كَمْ تُوْكَ اِيْمَهُمْ لِيْنِ سَكُوْا تِهِيْنِ

آپ کی بائیں کی قوم وہ لوگ اپنی سستی میں مجھ کو

يَعْمَهُوْنَ۔

تھے۔

تصویر کے شرعی احکام

امدادی سلفی محمد شفیع صاحب

تصویر پانے کے بارے میں اسلام کا وہ اصل موقف اور جدید ماحول کے تبدیلیوں نے انہوں

کو اپنی کے جو اہم پروردگار کی طرف سے ہیں ان کا تحقیق جائزہ۔ یہ کتاب کا وہ حصہ ہے کہ اب

تصویر پروردگار کے ساتھ جانے کوئی ہے جس کی علامت سیدنا کا قدر قیمت ۵۰ روپے

ہجرت

حضور کا مولد جب تک آپ پہلے سن آئے ہیں۔ ابراہیم شکر کا ایک تھا جس کے صفاتی نام مثلاً اُمّ القریٰ الْکُبْرٰی الْاَلْبَدَآءِ الْاَوَّلٰیْنَ۔ اَلْبَدَآءِ الْحَرَامِ۔ یعنی قرآن مجید میں آپ کے ہیں جب وہاں آپ کے پیروؤں پر سختی سے گزریں اور اذیت ناقابل برداشت حد کو پہنچ گئی تو آپ کو حکم اس شہر سے ہجرت کر جانے کا ملا۔ ہجرت محض ایک مقام سے دوسرے مقام تک عملی کام نہیں اصطلاح شریعت میں اس ترک سکونت، اس نقل مکانی کو کہتے ہیں۔ جو دین کے تحفظ کی خاطر یا حکام الہی کی تعمیل میں اختیار کیا جائے۔

معلوم طبقہ جس میں کیا ہو گیا عورتیں اور کیا بچے سب ہی شامل تھے اس کی زبان پر فریاد مت سے جاری تھی۔

وَالْمُسْتَضْعَفِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ
وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِیْنَ یَقُولُوْنَ
رَبِّنَا اٰخِرُ جِنَاتٍ مِنْ هٰلِهِۦ وَالْقَوٰیٔ
الْقَالِیَةِ اَهْلُهَا۔ (النساء: ۱۰)

رسول کی ذات اور رسول کی رحمت یا شکر کے ساتھ تمہارا حق کی عام عادتیں گئی تھی۔ رحمت کو قبول کرنا اگر رہا اس پر شہید کی گے ساتھ خدا کے بھی روادار تھے۔

وَ اِذْ اٰرَاۤلَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ

یَتَّخِذُوْۤا سُلٰكًا لَّاهُوْۤا۔ (النبا: ۴۷)

اور اپنے خیال میں نہیں اٹھاتے ہوئے بنا تھے ہر ایک دوسرے سے کہتے ہیں کہ:-
اِهٰذَ الَّذِیْنَ یَذُوْرُوْۤا هٰتٰتٰم
وَهُمْ یَذُوْرُوْنَ الرَّحْمٰنِ هُمْ کَافِرُوْنَ۔
(النبا: ۴۷)

کیا یہی وہ حضرت ہیں جو تمہارے مجبوروں کی مدد کرتے ہیں اور خود ان کا یہ حال ہے کہ زمین کے ذریعہ لوگ انکار کرتے ہیں۔

اور یہی مضمون تصور سے ذوق کے ساتھ ایک دوسری جگہ بھی قرآن میں نقل ہوا ہے۔
وَ اِذْ اٰرَاۤلَ اَنْ یَّتَّخِذُوْۤا سُلٰكًا
لَّاهُوْۤا وَ اِهٰذَ الَّذِیْنَ یَبْعَثُ
اِلَیْهِمْ رُسُلًا۔
(الفرقان: ۴۷)

اور جب یہ لوگ زمین شکر میں کہ آپ کو دیکھتے ہیں تو میں تمہاری کہنے لگتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کیا یہی وہ حضرت ہیں جنہیں اللہ نے رسول بنا کر بھیجا ہے۔

گویا دعویٰ ہنرت ان لوگوں کے نزدیک سب سے ناقابل قبول بلکہ ناقابل اطمینان تھا اور بلا حرج ان لوگوں کے ہاتھ میں اسی تمہارا شتر اٹھا تھا۔ ہر طرح آپ کی ہنسی اڑاتے اور آپ کی تعلیم کو سرفروشیہ سمجھتے۔ چنانچہ رسول کو خطاب کے کے اشارہ ہوا ہے۔
بَلْ یَحْسِبُوْنَ کَیْفَ یُخٰرَجُوْنَ وَ اِذَا
کُفِرُوْۤا لَا یَذُوْرُوْنَ وَ اِذْ اٰرَاۤاۤیۡتَ
یَسْتَشْعِرُوْنَ وَ کَالْوَالِیۡنَ هٰذَا اِلَّا
یَسْتَعْمِلُوْنَ۔ (الصافات: ۱۷)

کھانا ہنر اچھا دوسے اور میں۔

آخر تجویزیں آپ کو قید میں ڈال دینے کی ہونے لگیں۔ مشورے آپ کی پہلا وطنی کے شروع ہو گئے اور منصوبے آپ کے قتل کے ہونے لگے۔ یہ سڑکی کتابوں میں یہ واقعات تفصیل سے آئے ہیں۔ قرآن مجید نے ایجا وجہا میمت کے ساتھ یہ بتا دیا کہ:-
وَ اِذْ یَسْئَلُوْۤا الَّذِیْنَ کَفَرُوْۤا
یَسْئَلُوْنَکَ اَوْ یَقِیْنُوْنَکَ اَوْ یَخْرُجُوْنَکَ
کَرِهًا یٰۤاَبُوْۤا قَحْطٰنٍ یٰۤاَبُوْۤا قَحْطٰنٍ
(الانفال: ۴۷)

اور جب یہ لوگ (یعنی مشرکوں کو) آپ کی نسبت یہ سوچ رہے تھے کہ آپ کو قید کر دیں یا آپ کو قتل کر دیاں یا آپ کو جلا وطن کر دیں۔

یہ چالیس بڑی گری اور بیس تیرہ بڑی زہری تھیں۔ لڑی کہ ان کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ کو خود اپنی حکمت قدم بہ قدم کر کے دکھانا۔
وَيَسْأَلُونَ وَيَسْتَكْفُرُونَ وَيَسْتَكْفُرُونَ وَيَسْتَكْفُرُونَ

(الانفال ۳۵)

آپ کے لگتی کے پروردگار فریق اپنے کو ہادی اقلیت اور ہر طرح کے معاشرتی ضعف اور ناتوانی میں پارے تھے اور پناہ کی تلاش میں رہتے تھے قرآن مجید نے اس دور کے ختم ہو جانے پر اس کا بود کر دیا ہے۔ اس سے اس پر پوری روشنی پڑ گئی۔

وَأَذْكُرُوا إِذْ أَنْتُمْ قَبِيلٌ
مُسْتَضْعَفُونَ فِي الْأَرْضِ
تَخَافُونَ أَنْ يَخَذَبَكُمْ اللَّهُ ثُمَّ
فَأَوَّاهَكُمْ (الانفال ۳۷)

اور اس حالت کو یاد کرو جب کہ تم قبیل تھے اور ملک میں کمزور شمار کیے جاتے تھے اور اس آیت میں یاد کرتے تھے کہ تم لوگ (یعنی مشرکین مکہ) فرج کسرت نہ نہیں پھر اللہ نے تمیں بگڑی۔

قرآن مجید ذکر کرتا ہے کہ جب مظلوموں کو حکم ہجرت کا ملا اور ان میں سے بعض پھر بھی اپنی جگہ سے نہ بے تفریح کے وقت ان سے اور ملا لگتے مکہ کو اس قسم کا ہو گا۔
فَالَوْ كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ فِي
الْأَرْضِ قَالُوا لَوْلَا نُكِّنِي اللَّهُ
وَإِسْعَىٰ قَتَلَهَا جِرْؤًا فَيُهَيِّئُهَا

(النساء ۷۴)

اور یہ حکم ہجرت ملنا میں رحمت تھی یہ مظلوموں کے لیے ہے تو خدای تعالیٰ نے ہمیں مانگتے تھے کہ ظلم اور ستم کے اس معاملے میں کہیں نہ مات حاصل ہو۔ جیسا کہ ابھی چند منٹ قبل سورۃ النسا ذکر کیا ہے اور اس سے آپ سن چکے ہیں۔

ایک جگہ انہیں مظلوم مسلمانوں کو مخاطب کر کے ارشاد ہوا ہے۔
يُخَوِّضُونَ الرِّمْلَ وَأَنْتُمْ أَنْ
تُؤْمِنُوا يَا لَيْلَىٰ كَيْفَ

رکھتے ہیں۔

ایک جگہ اور انہیں مظلوم مسلمانوں کا ذکر کر کے ارشاد ہوا ہے۔

فَالَّذِينَ هُمْ أَجْرًا وَأُخَيْرُ جُرْؤًا
مِنْ دِيَارِهِمْ وَأُوْدُوْا فِي سُبْحَانِي
سَمِعُوا لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ

(آل عمران ۶۳)

یہ لفظ اُدُوْا یعنی دیر میں راہ میں تکلیفیں پہنچانی گئیں اور تم کو ان ذریعوں کا مبالغہ سے سیرت کی کتابوں میں بعض بعض افسوس ایسی درج ہیں کہ انہیں پڑھ کر آج بھی روکنگے کھڑے ہو جاتے ہیں اور اس لفظ اُدُوْا کے بجائے قرآن میں کہیں کہیں دوسرے لفظ مافتحوا مافتحوا بھی آئے ہیں۔ سب اسی حقیقت کے ترجمان ہیں کہ میں تمہیں پران کے سرور و پیشوا سمیت زندگی تنگ کر دی تھی تھی۔

بالآخر حکم ترک وطن ملا۔ مظلومیت اور بے سرو سامانی کا اعزازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ اتنے لمبے سفر میں مسلسل تفریق آپ صرف ایک صاحب کو رکھ سکے۔ سفر اخلا کے ساتھ ہوا اور کہیں کسی پہاڑی غار میں چھپنا پڑا ان تفریق سفر کا بھی ذکر قرآن مجید نے اسی سفر ہجرت کے سلسلے میں کیا ہے۔

إِذْ أَخْرَجَهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ثَانِيًا
أَثْنَيْنِ إِذْ هُمْ فِي الْغَارِ (الزمر ۹)

آپ کا سکون قلب اور اعتماد علی اللہ اس حال میں بھی برابر قائم رہا۔ قرآن کی شہادت ہے۔

وَإِذْ يُنَادِي لِلصَّاحِبِ لِأَنْ مَحْضُونَ
إِنَّ اللَّهَ مَعَكُمْ (الزمر ۱۰)

شہر مدینہ کو مغرب سے شمال مشرق میں ۲۰۰ میل کے فاصلہ پر ہے اور سطح سمندر سے وہ سبزلرٹ کی بلندی پر اور نٹ کی سواری پر یہ فاصلہ یوں بھی خاصہ طویل تھا

پھر جب کہ ستر کو خفیٰ کرنے کی غرض سے آپ نے راست اور زیادہ پیچیدہ و طویل اختیار کیا تھا۔ ستر بھرت کی ساری سرگزشت اگر ایک طرف توکل و اعتماد علی اللہ وغیرہ آپ کی اخلاقی صفات کی ترجمان ہے تو دوسری طرف قابلیت، تنظیم اور خوش تدبیری وغیرہ اخلاقی صفات عقلی کی بھی شاہد عادل۔

مدینہ پہنچ کر بھی دشواریوں اور شدید محنتوں کا سلسلہ ختم نہیں ہوا۔ صرف ان گارن یا پہلو فوراً بدل گیا ایک سبب سائبر متناقضین کے زبردست اور صاحب اثر گروہ سے پڑا یہ زبان پر دعویٰ اسلام کا رکھتے تھے لیکن دل سے منکر تھے اور شخص منکر ہی نہیں۔ معاملہ بھی تنہا اور دوسرے دشمنان اسلام کی سازشوں میں شریک۔ ان میں زیادہ تر تو مشرکین مہرنت تھے اور یہودی بھی ان کا اصل تذکرہ کسی مستقل عنوان کے ماتحت آپ آگے چل کر نہیں گئے یہاں سلسلہ بیان میں صرف اتنا سن لینا کافی ہو گا کہ ان کی پالہ بازیوں کی بات قرآن مجید نے بار بار سرانجامی ہے اور یٰحٰیہ عٰوٰن اٰفٰہ و اٰلہٰیہ اٰمَنُوْا انہیں کے لیے فرمایا یعنی یہ دھوکا دینا چاہتے ہیں یا دھوکے میں لکھنا چاہتے ہیں۔ اللہ کا اور مومنوں کو۔

دوسرا سبب یہاں اگر آپ کو اہل کتاب کے پڑا خصوصاً یہود سے اور ان سے طرح طرح کے مناقشے رہے یہ سرگزشت بھی آگے چل کر آپ سننے لگا۔

تیسری نئی بات یہ پیش آئی کہ آپ کو فوسے یا دینی غمبارے ایک نہیں متد دکنے پڑے نہ یا نہ تو مشرکین کہ اور دوسرے عرب قبائل کے خلاف اور کبھی کبھی قبائل یہود کے مقابلہ میں بھی اسکی تفصیل بھی ایک آئینہ محبت کیلئے نکلا گئے۔

اور چوتھی بات جو اس صورت حال سے بظور غم کے پیدا ہوئی ہے کہ آزار دہی فوسے غمخاری مل جانے سے آپ کو مدینہ میں حکومت و سلطنت کی زیادہ فاسلے، اس کے لیے قانون و آئین منضبط کرنے اور طرح طرح کے احکام جاری کرنے کی ضرورت بھی آ پڑی۔ یہ احکام کچھ تو یہودیہ وحی نازل ہوتے رہے اور قرآن مجید میں جگہ پاتے رہے اور کچھ رسول نے اپنے اجتہاد سے یا قرآن مجید سے استنباط کر کے صادر فرمائے۔ منافقین مدینہ کی شدت عناق کا ذکر قرآن میں ان الفاظ میں ہے۔

وَمِنْ اٰهْلِ الْمَدِيْنَةِ مَرَدٌۢ بِالْاٰمَانِ فِيْ حَرْفِ النَّصْرَةِ
عَلَى النَّصْرَةِ۔ (الاحزاب ۱۳)

ان پختہ منافقین کے علاوہ اور بھی کچھ آداری مدینہ والوں کی ایسی تھی جو ایمان کے باب میں دو دلی سی ہوتی تھی۔ یہ کہ اور تذبذب ایمان واسلے جو منافقوں کے شریک ہو کر طرح کی اغرائیوں شہر میں مسلمانوں کو ڈرانے سمانے کے لیے اٹاتے رہتے تھے اور گویا آج کل کی اصطلاح میں ایک سر و جنگ حزب محمدی کے خلاف جاری کئے گئے تھے قرآن مجید میں المنافقون پر عطف کر کے ان کا ذکر بھی آیا ہے۔

وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَالْمُرْجِفُوْنَ فِي الْمَدِيْنَةِ۔ (الاحزاب ۷۰)
اگر منافقوں کو سزا مشرعی جنگ میں شامل ہو کر نکلنا نہ چاہی تو کہتے کہ۔

لَيْسَ زَجَعًا اِلَى الْمَدِيْنَةِ لِيُخْرَجَ
زبردست ہے وہ زبردستوں کو تینا نکال باہر

(الاحزاب ۱۰)
اور زبردست وغائب فریق سے اشارہ ظاہری ہے کہ ان کا اپنی ہی طرف ہونا اور زبردستوں اور مشغلوں سے مسلمانوں کے جانب۔

اسی طرح ایک بار ایک جنگ کے موقع پر عین میدان جنگ سے ان منافقین نے دوسروں کو حیر کر کا واپس لے جانا چاہا تھا مگر ان میں عین ذکر اس کا بھی موجود ہے۔

وَ اِذْ كَاٰتَ طٰٓئِفَةٌ مِنْهُمْ يٰٓاٰهْلَ الْمَدِيْنَةِ
کہنے لگاتے، اے مشرک والو! مشرکے کا موقع نہیں
واپس چلے جاؤ۔ (الاحزاب ۷۲)

مدینہ کا قدیم نام بھی شرب تھا اور اصطلاحی یہود کا مسکن تھا۔ مذہبیت انہی سے ہجرت نبوی کے بعد نکلا گیا اور پھر صرف المدنیہ رہ گیا۔
اس شہر سے ہجرت کچھ عارضی پہلی ضرورتوں کا وجہ وغیرہ کے کہیں اور آپ

کے شریف ملے جانے کا ذکر قرآن مجید میں نہیں اور نہ سیرۃ قدس سرہ ہی میں آتا ہے یہیں
قیام آخر عمر تک رہا۔ وفات شریف یہیں ہوئی اور یہیں دفن ہے۔

شہریت یا جہالت (اسانوشہ و ایڈیشن، از محمد یحییٰ حقانی
دوم و دعوات کی اصلاح کے لیے اور اسلامی عقائد و عقولیت کے مطالعہ
کیلئے ایک نئی کتاب ہر مسئلہ کا حوالہ مستند اور مستند اسلامی کتابوں سے دی گیا
قیمت ۳۵۰۰ روپے

toobaa-elibrary.blogspot.com

خطبہ (۶)

غزوات و محاربات

قرآن مجید اس حقیقت پر شاہ و ناطق ہے کہ رسول کریم کی عمر مبارک کا ایک حصہ
قتال و غزائیں بھی گزرا ہے اور چونکہ قیام مدینہ کے دوران میں گزرا اس لیے لازمی طور
پر یہ عمر شریف کا آخری حصہ تھا۔ ملک کا جو ماحولی تھا اور ہر طرف جو فضا تھی اس نے اس
صورت حال کو ناگزیر بنا دیا تھا۔ اہل وفات، ظلم و فساد، غصب حقوق و ذہنی غرض
کوئی بات جرم و عیب ان کی اٹھ نہیں رہی تھی اور ایک عرب ملک کیا معنی گل دنیا میں
اخلاقی باہتری یا مالکی بھی ہوئی تھی قرآن مجید کے جامع الفاظ میں۔
ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّيَّةِ النَّبِيِّ
پساکہت آبیوی القابین۔ (اروم ۵۸) لوگوں کے اپنے کرتوتوں سے۔

مومنین کا طبقہ جو ہر منعدہ کی اصلاح کا بیڑا بنی اٹھا کر وجود میں آیا تھا اور جس کے
پر وگرام میں اللہ کی زمین پر صحیح عدالت و مساوی ریاست کا قیام داخل تھا وہ خود ہی ملک
اور کافروں کے ہاتھ سے ظلم و ستم کا خصوصی تجربہ مشق بنا رہا تھا۔ اپنے مولد و مرکز یعنی
شہر مکہ میں اللہ کے رسول اور اس کے پیروؤں پر جو گزرتی رہی اس سے آپ ہجرت
کے ذیل میں واقعات سن کر کچھ واقف ہی ہو سکتے ہیں اب وقت وہ ہے کہ کوئی یہ
مظلوم مہاجر ملک کے ایک دور دراز شہر شہر میں آکر آباد ہوئے ہیں اور اس کا نام
مدینہ النبی پڑ چکا ہے۔ لیکن مظلومیت میں اب بھی کچھ فرق نہیں پڑا ہے بلکہ مصائب

کا ہرگز اس سے کچھ گراں تر ہی ہوتا جا رہا ہے لہ

جب حالت اس درجہ ناقابل برداشت ہو چکے اور مصر و منبسط اپنی حد کو پہنچ چکا تو اب اذن خداوندی ان مردان خدا کو لاکھاب تم بھی اس ظلم کے خلاف تلوار اٹھاؤ اور جو ظم و ظلم زیادتی کر رہے ہیں ان کا مقابلہ مردانہ طور پر بھی کرو۔

اُوْلُو الْقِيٰمَاتِ يَفْعَلُوْنَ بِمَا كُفَرْتُمْ
ظَلِمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ فَجِئْنَا بِهٖمْ
لَقَدْ مِرَّ الَّذِيْنَ اُخْرَجُوْا مِنْ
وَيَا سِرِّهٖمْ يَغْفِرُوْا لِيْ اَلَا اَنْ
تَجِيْدُوْا اَرْبَابَنَا اللّٰهُ

(۱۶:۷۵)

قرآن کی اعجازت مومنین کو بھی ملی۔ جب ان کی مظلومیت کمال کو پہنچ چکی تھی۔ اہل نصیر کہتے ہیں کہ یہی آیت ہے جو اعجازت قرآن کے ہاں سے میں نازل ہوئی ایک اور نقل ہوا ہے کہ یہی آیت قرآن کی یہ نہیں۔ بلکہ یہ ہے۔

وَمَا تَكُوْنُ اِيْتِيٰتِيْ اِلَّا اَعْلٰى قُوْتٍ
يَعَانِيْظُكُمْ وَلَا تَنْفَعُكُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا
يُجِبُ الْمُعْتَدِيْنَ۔
ترجمہ: کہنے والوں کو پینہ نہیں کرتا۔

بہر حال سلسلہ قرآن کی یہی آیت ہے وہ ہوا یہ ظاہر ہے کہ کلمہ قرآن مومنین کو بھی ملا۔ جب باقی سر سے اڑتی ہو چکا تھا۔ نہ قیام مکہ میں مقررین کہنے آپ کے ساتھ چکر گھومتا

لہ صاحب سیرۃ النبی و مولانا شبلی کے الفاظ میں یہ عوامان بانی واژوہ۔

”تقریباً کہنے سرور ان مہینہ پر زور ڈالنا اور دھمکانا شروع کر دیا تھا کہ تم نے جانتے آدھی کو لینے پناہ دے رکھی ہے تو اسے نکل کر ڈھونڈنا ہے اس سے نکال دو اور یہ کہ تم ہمارے اوپر چڑھ دو اور میں تم کو مہینہ کے تمہاری عورتوں کو اپنے تصرف میں سے آئیں گے۔“

کیں اس سے تو آپ لوگ واقف ہو چکے ہیں۔ حد یہ ہے کہ ترک وطن کے بعد بھی ہزاروں سے ڈگیا اور اتنے دور تک اس وقت کے معیار سے دور دراز شہر منتقل ہو جانے کے بعد بھی معاندانہ کاروائیاں برابر جاری رہیں۔ عرض یہ کہ کلمہ قرآن کی تعمیل میں آپ نے خود بھی قاتل شروع کیا اور اسی کا نام اصطلاح فقہ میں ہما و پڑ گیا ورنہ محض جنگ کے لیے اس جنگ لفظ حرب عام تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان ربانی مہنتوں کے لیے مہینہ و مہینہ کے ہاں اصطلاح غزوات کی راجح ہے خصوصاً غزوات متعدد فرماتے۔ مہینہ و ماہل سیر کے ہاں ان کی تعداد ۱۹ یا ۲۱ درج ہے آئیے ان میں سے اہم ترین پر قرآن مجید کی روشنی میں نظر کر سکتے ہیں۔

پہلا بڑا غزوہ، غزوہ بدر کمال ہے۔ اس مناسبت سے کہ یہ مقام بدر پر واقع ہوا تھا بدر ایک سرسبز

غزوة بدر

منڈی اور منزل کا نام تھا، جو مدینہ کے جنوب مغرب میں وہاں سے تین یا چار منزل کے فاصلہ پر تھی۔ قرآن مجید میں اس غزوہ کا بیان آیا ہے۔ اشارہ کیا گیا ہے کہ تصریح سے اور اس تفصیل کے ساتھ جس کا یہ اپنی اہمیت کے لحاظ سے مستحق بھی تھا غزوہ کے ایک عرصہ بعد ایک دوسرے موقع پر اس کا تذکرہ نہ صرف نام کی راحت کے ساتھ۔ بلکہ عمل امتنان پر بھی لایا گیا ہے۔

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ
وَاَنْتُمْ اَوْلٰٓئِهٖ فَاَتَقَدَّرَ اللّٰهُ لَعْنَتَكُمْ
فَاَنْتُمْ اَوْلٰٓئِهٖ۔ (آل عمران ۱۲۳)

لہذا اسلام کی اس کمزوری کی تفصیل و تشریح حدیث و سیرۃ کی کتابوں میں مذکور ہے مختصر یہ کہ مسلمان تعداد میں بھی بہت کم تھے اور سامان جنگ کے لحاظ سے بھی بہت پست تھے۔ اس لیے بہت سے مسلمان قدرۃ اُس موقع پر جنگ سے بچنا چاہتے تھے لیکن اللہ اپنے فضل سے۔ چکر لپوں کے اس تہذیب کے باوجود سردار لشکر کو میدان جنگ میں لے آیا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

كَمَا أَنْعَمَ بِحَلَةِ وَرَيْحَانٍ مَيْمِينَةٍ
 بِالْحَقِّ وَإِنَّ قَوْمِيَأْتِينَ الْمُؤْمِنِينَ
 أَكْثَرَ لَهْوُونَ (۱۱۱۱۱۱۱۱ ع)

میں طرح آپ کا پروردگار آپ کو اسے نہیں
 حق کے ساتھ آپ کے گھر سے (وردنگ) سے آیا
 مال کی مسلمانوں کا ایک گروہ (اس کا نام خوش تھا)
 اپنے صنف، نعمت سامان زمین برآمدی۔ معیار سے ان لوگوں کا مال ایک اسی طرح
 تھا اور یہاں سے انسانی معیار کو خود کوشی کا ادراک بخیر رہے تھے اور اسی لیے وہ رسول
 اللہ سے بحث کا سلسلہ بھی جاری رکھے ہوئے تھے۔

يُجَادِلُونَكَ فِي الْحَقِّ بَعْدَ
 مَا تَقِيحِينَ كَأَنَّمَا يُسَارِعُونَ إِلَى الْمَوْتِ
 وَهُمْ يَنْظُرُونَ (۱۱۱۱۱۱۱۱ ع)

یہ لوگ آپ سے حق ظاہر ہونے پہلے جھگڑتے
 ہیں گویا کہ وہ موت کی طرف بھاگتے جا رہے ہیں
 اور وہ موت کو دیکھ رہے ہیں۔

آگے لڑنے سے قبل یہ طور بجز معترضوں کے یہ بھی نہیں لیکے کہ وہ اسلامی فرقے ہیں
 جس کے لیے منفری اہل فکر کو مستقل طنز ہے کہ یہ مال غیرت اور لوٹ مار کے سر نہیں
 مشرکوں پر غماز نمواہ ٹوٹ بڑا کرتے تھے۔ قرآن میں یہ کی شہادت اس کے برعکس کہتی
 واضح و صریح ہے کہ انہیں بعض اوقات شہیل کر دیکھیں کہ میدان میں لالچ تھا۔

ہاں اس پھر اصل قصہ تھے۔ اس وقت مسلمانوں کا اہتمام اور نگر رہے تھے کہ
 یہ کہ ممکن ہے نہ یہی قریش کی فوج سے ہو جائے۔ دوسرے یہ کہ ممکن ہے کہ مقابلہ کی
 نوبت صرف تھمائی تا اہل قریش سے رہے جو شام سے واپس ہو رہا تھا اور وہ نہ نصرت
 الہی کے باوجود مسلمان طبعی طور پر اپنا آسان تر شش کو کہہ تھے اور آرزو یہ سمجھتے
 تھے کہ سامنا فرضی خطہ کا نہ کرنا پڑے بلکہ محض کاروان تجارت سے نہ شکر واپس
 چلے آئیں قرآن مجید کا پورا بیان بیٹھے۔

وَإِذْ يَخِذُكُمْ اللَّهُ آخِذِي
 الظَّالِمِينَ إِنَّمَا لَكُمْ وَوَدَّوْنَ أَنْ يَغِيْرَ
 ذَاتِ الشُّكْرِ لَوْ تَكُونُ لَكُمْ تَوْبِيْهُدُ
 اللَّهُ أَنْ يَحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ وَ

اور اللہ سب سے وعدہ کرتا تھا کہ وہ گروہوں
 میں سے ایک تمہارے لئے ہے اور تم آرزو رکھتے
 تھے کہ وہی گروہ تم کو لے میں کوئی حد نہ
 دے تاکہ اسے نہیں۔ مال کو اللہ پر جانتا ہے کہ

يَقَطُّعَ دَائِرَ الْكَافِرِيْنَ لِيُحِقَّ
 الْحَقَّ وَيُطِيْلَ النَّاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ
 الْمُجْرِمُونَ (۱۱۱۱۱۱۱۱ ع)

حق کو اپنے حکم سے ثابت کرے اور کافروں کی بڑ
 کاٹ دے تاکہ حق ثابت کر دے اور باطل
 کو تھکے۔ چاہے یہ مجرموں کو ناکار ہی کرے۔
 نظر اسلام اس وقت فریادانظر ثابتا کر رہا تھا۔ فریادانظر ان کا گئی سن لی گئی اور
 دونوں میں اطمینان مزید پیدا کرنے کی غرض سے ارشاد بھی صاف ہو گیا کہ تمہاری امداد کو
 فرستے بھی ایک ہزار بھیجے جا رہے ہیں۔ قرآن مجید سے اس اہم ترین فرمودہ محمدی کی تفصیل
 بھی محفوظ رکھی ہے اور ایشاد فرمایا ہے۔

إِذْ تَسْتَفِيْهُونَ رَبَّكُمْ مَا سْتَجَابَ
 لَكُمْ فِي مَوْءِدِكُمْ بِالْحَقِّ مِنَ الْمَلَائِكَةِ
 مُؤْوِدِيْنَ وَمَا جَعَلَهُ اللَّهُ إِلَّا
 بُشْرَىٰ وَلِيَتَطَهَّرَ لِيَلَّ قُلُوبُكُمْ
 وَمَا التَّوْبَةُ إِلَّا مِنَ عِنْدِ اللَّهِ إِنَّ
 اللَّهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ (۱۱۱۱۱۱۱۱ ع)

یاد کرو وہ وقت سب تمہارے پروردگار سے فریاد
 کر رہے تھے۔ اس نے تمہاری سسلی اور فریاد
 میں تمہاری مدد ایک ہزار فرست لیا ہے اور فرشتوں
 سے کہو کہ اور اللہ نے صرف تمہارے عرض
 کرنے اور تمہارے دلوں کو اپنا دینے کو کیا۔
 اور فریاد تو بہن انہی کے پاس ہے بلکہ شک
 اللہ غالب ہے حکمت والا ہے۔

اسی جنگ کے دوران میں یہ ہوا کہ حکمت خداوندی ہے بارش میں وقت پر اور
 ایسے موقع سے جوئی کہ تمام تر مسلمانوں ہی کے فریق کو پہنچا، اور اس سے ان کے
 دنوشمل دیکھ کر ضرورت میں سب لوہی ہو گئیں اور یہ سوسہ شیطانی ان کے دل سے
 دور ہو گیا کہ خود کو کہیں ہم ہی تو نہیں۔ نیز انہیں پیند کی جھپک بھی آگئی۔ جس سے وہ
 تازہ دم ہو گئے۔ دیکھئے قرآن مجید ان سارے جزئیات کو کس طرح اپنے احاطہ بیان
 میں لے ہوئے ہے۔

إِذْ يَخِذُكُمْ النَّاسُ أَمْسَةً وَ
 يُنَادِيْنَ عَدُوِّيْكُمْ مِنَ الْمَسَاكِينِ
 وَإِذْ يَخِذُكُمْ مِنَ الشَّيْطَانِ
 وَإِذْ يَخِذُكُمْ مِنَ الشَّيْطَانِ

یاد کرو وہ وقت جب اللہ اپنی طرف سے تم پر
 نیند طاری کر دیا تھا۔ تمہارے سکون کے لئے
 اور آسمان سے پانی برس رہا تھا کہ تم کو پاک سا
 یہ کہ وہی صدمہ تمہارے بچر الشیطان

toobaa-elibrary.blogspot.com

وَلِيًّا يَطْعَمُ عَلَى قُلُوبِكُمْ وَيُشْفِيكُم بِهِ
الْآخِذَاتُ ۝ (الانفال ۷۴)

قرآن مجید کی اتنی آیتوں سے مناسبات کا اندازہ ہوگا کہ قرآن مجید کا اسلوب بیان
مورخوں اور اہل سیر کے انداز تحریر سے کتنا مختلف ہوتا ہے جس قسم کے جزئیات تفصیلاً
اہل روایات کے ہاں جان مکن کا حکم رکھتے ہیں کتاب اللہ انہیں عموماً نظر انداز کر جاتی
ہے اور جو گہری تحقیقیں یہ پے پے بیان کرتی جاتی ہے ان کی طرف عموماً ماریوں کا
زہن بھی نہیں جاتا۔ بہر حال اللہ کرمان مخلص جانباہدوں اور ان کے سرور و سرور کی خاطر
دلہری اس حد تک منظور ہے کہ جو فعل ظاہری طور پر سرزدان سے ہونے۔ انہیں شب
اپنی جانب فرما دے ارشاد ہوتا ہے:-

فَلَمَّا تَشَفَّلُوا هُمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ رَحِيمٌ
فَتَلَّهُمْ وَمَا رَأَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَفَكَتَفَى
اللَّهُ رَحِيمًا - (الانفال ۷۳)

اور لنگر اسلام کو فتح ہوئے کہ اس معرکہ میں نمایاں اور قطعی ہوئی۔ اس لیے مشرکوں کو
خطاب کر کے صاف صاف ارشاد ہوا۔ اور وہ عید و تہنیتی بھی انہیں پوری کر دی گئی۔
وَإِنْ تَسْتَجِزُوا فَعَجَلًا حَاقِبَةٌ
الْفَتْحُ وَإِنْ تَشَتُّبُوا فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ
وَإِنْ لَمْ تَكُفُوا الْعُدَّ وَلَنْ تَقْدَحِي عُنُقَكُمْ
يُضَلُّ لَكُمْ يَتِيًّا وَكُفُّوا فَاذْكُرُوا
اللَّهُ مَعَ الْمُتَوَّصِينَ - (الانفال ۷۲)

اس معرکہ بد میں فتح رسول کریم کو ایسی ملی ہوئی اور اسباب ظاہری کے متفقہ
کے اتنے برعکس ہوئی کہ قرآن مجید نے اس کو طعنا نیہ یوم القرآن (رفیصلہ کا دن) قرار
دے دیا اور یہ مورخین کو بھی اقرار ہے کہ اگر اسلام کو اس روز فتح نہیں نہ حاصل ہو گئی

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہوئی۔ تو عرب ہی کی نہیں دنیا کی تاریخ کا رخ ہی آج کچھ اور ہوتا ایک ضمنی موقع پر یہ
الفاظ وارد ہوئے ہیں۔

إِن كُنْتُمْ آمَنْتُمْ بِاللَّهِ وَمَا
أَنْزَلْنَا عَلَى عَبْدِنَا يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
يَوْمَ التَّقَى يَوْمَ الْيَعْتَابِ - (الانفال ۷۵)

اور تو اور اس خاص معرکہ کے میدان جنگ کا نقشہ کہ قرآن مجید نے ایک خاص زاویہ
نظر سے پیش کر دیا۔ مسلمانوں کو خطاب کر کے ارشاد ہوتا ہے۔
وَإِذْ أَنْتَقَرْنَا بِالْعَدَاوَةِ الدُّنْيَا
وَهُمْ بِاللَّعْنَةِ وَالْقُتُولِ وَالْكَافِبِ
الْمُنْفَلِّ وَمَنْكُم - (الانفال ۷۵)

دور اور قریب، اُرت میں شہرہ پزیر کی نسبت و اضافت سے ہے اور یہ اشارہ
ہے ان جغرافی حقیقتوں کی جانب کہ مدینہ والے شمال و مشرق کی طرف سے آئے تھے
اور مکہ والوں کا لشکر جنوب و مغرب کی سمت سے آیا تھا۔ بد کی زمین پسا رہی تھی اس
لیے قدرۃ بلند اور قافلہ تجارت ساحل سمندر سے گزرنا تھا۔ جو قدرۃ ایک شبہی
ملاحظہ تھا۔

رسول اللہ صلوٰۃ علیہ وسلم نے معرکہ جنگ سے قبل ایک روایتیں لشکر صف کو قبیل تہذیب
دیکھا تھا اور اسے صحابیوں سے بیان کیا تھا۔

وَإِذْ يُرِيكُمُ اللَّهُ فِي مَتَابِعِ
قَبِيلِكُمْ لَوْ أَنَّ كُفُّوا رَأَيْتُمُ الْفَتْحَ لَكُنْتُمْ
وَلَسْتُمْ تَدْعُونَ فِي الْآخِرِ وَلَكِنَّ
اللَّهُ سَلَّمَ - (الانفال ۷۵)

تو تم لوگ ہمت اُرجاتے ہو۔ آپس میں کھینچ رہے

(الانفال ۵۶) ہاں میں کرنے گئے۔ لیکن اللہ نے تم کو پناہ کیا۔

نواب کی بات تو صحیح ہوئی۔ بیماری میں یہ واقعہ پیش آیا کہ عین محرک قتل سال میں ہر فریق دو گھر سے متعلق غلط فہمی میں مبتلا رہا اور اندازہ عمل تعداد سے کم ہی کرتا رہا۔ اگر کہیں اس کے برعکس ہوتا۔ تو عجیب نہ تھا کہ کوئی ایک فریق یا دونوں فریق ہر دو تہا ہونے کی ہمت ہی نہ کرتے اور اس طرح فیصلہ کی بات گولی ہی رہ جاتی اس نفسیاتی حقیقت پر قرآن مجید یوں روشنی ڈالتا ہے۔

وَإِذْ يُرِيدُ كَيْدُهُمْ أَذِ الْقَيْتَمِ (اور وہ وقت بھی یاد کرو) جب اللہ نے ان کو ان کے کھلا یا اور ان کے نظروں میں تمہیں کر کے تاک اللہ اس امر کو مضمحل کر دے جو ہو کر رہتا تھا

(الانفال ۵۷) سیرۃ کی کتاب میں آپ نے قریش کے مشورین اور ان کے حریفین ہشام بن مویہ معروف ابوہریرہ کی کہو رجوعت کو ذکر فرمایا جو کہ قرآن مجید نے بھی شکر قریش کی شکر ہر ذہنیت کی طرف اشارہ تو کر ہی دیا ہے۔

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ خَرَجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ بَطْرًا وَأَعْدَاءً شَارِبِينَ لِقَائِهِمْ وَمَا يَحْتَفِلُونَ فِيهِ (ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جو جنگ کے لیے اپنے گروں سے نکلے تو اتارے ہونے اور لوگوں کو دکھلاتے ہونے اور لوگوں کو اللہ کی یاد سے روکنے ہونے۔)

(الانفال ۷۴) تاریخ کا بیان ہے کہ غزوہ ۱۱ رمضان ۶۲۳ء مطابق ۱۵ مارچ ۶۲۳ء کو پیش آیا تھا غزوہ ہند کا ذکر تو نام کی تصریح اور پھر اتنی تفصیلات کے ساتھ جو قرآن مجید میں آیا ہے اس کی توقع کسی اور غزوہ یا ہمارے متعلق تو نہ رکھئے۔ تاہم دو گھر کے ہم غزوات نبوی کے سلسلہ میں بھی ایسی خاصی رہنمائی قرآن سے ہو جاتی ہے۔ ایک اور غزوہ کے ذکر کا آغاز یوں ہوتا ہے۔

وَإِذْ عَدَّتْ قَوْمٌ مِنْ آخِلِكُمْ تَتَجَشَّعُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فَجَاءَ مَقَاتِلَ الَّذِينَ تَقَاتَلُ كُنْتُمْ سِنًا مَبِيعَةً عَلَيْهِمْ

(آل عمران ۱۳)

(اور وہ وقت بھی یاد کیجئے کہ اللہ نے تم کو ایک جگہ آپ اپنے گروں اور ان کے پاس سے نکلے مسلمانوں کو قتال کے مناسب مقام پر ملے جاتے ہوئے اور ان بڑا ہٹے اور بڑا ہٹنے والا ہے۔)

ذکر جنگ اُمد کا ہے۔ اُمد مدینہ منورہ سے شمال کی جانب ایک پہاڑی ہے ڈھانی تین میل کے فاصلہ پر قریش جیسی خود راہ و نظروں میں قوم کو ہر میں جو شکست خاں نصیب ہوئی تھی۔ کیلئے ممکن تھا کہ وہ لوگ اس پر چلے ہو کر بیٹھ رہتے اور اس کا انتقام لیتے۔ ابوہریرہ کے قتل ہو جانے کے بعد اب ریاست مکہ کی خارجی و داخلی مسیادت ابوسیان مغربین حرب اموی کے ہاتھ میں تھی اور اسے اموی ہونے کی بنا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خاندانی دشمنی بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے برآمد ہوئے تھے۔

اذ عُدَّتْ مِنْ آخِلِكُمْ میں اشارہ اسی جانب ہے۔ مقاعد القتال کا تقاضا بھی تا ناہل گھر نہیں جنگ میں پوریشن ۱۱۰۰ء کی اہمیت تراجیحی مسلم ہے اور فن حرب (مٹری سائنس) کی تازہ کتابوں میں بھی صفحہ صفر اس کے لیے وقف رہتے ہیں۔ چرچا جیکہ اس دور میں جب جنگ نام ہی دست بدست جنگ کا تھا۔ خضما اس سے روشنی اس سختی پر بھی ڈر گئی کہ حضور صلوات اللہ علیہ وسلم بہترین سرداروں میں تھے جیکہ اہل میں ایک مسلم ملک کے ایک میجر جنرل نے اپنی کتاب حدیث دفاع میں تفصیل سے دکھلایا ہے اس سے آگے کی آیت بھی اہمیت میں لکھ کر نہیں۔

إِذْ هَمَّتْ طَلَائِقُ الْيَوْمِ أَنْ قُرَّتْ وَأَن تَشْشَلَا وَاللَّهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِينَ (اور وہ دنوں کو کھلا اور وہ لوگوں کو گارڈ

(آل عمران ۸۳)

سیرۃ کی کتابوں میں ان دونوں گروں یا پٹریوں کے نام درج ہیں۔ ایک قبیلہ اوس کے نبی حارث کا تھا اور دوسرا قبیلہ خزرج کے نبی سلمہ کا۔ انہیں یہ خیال اپنی نکت

toobaa-elibrary.blogspot.com

بہتر انداز یہ سمجھ کر کاب لڑائی متھم ہو چکی مال غنیمت کی لوٹ میں شریک ہو گئے گمانی والا
موجہ خالی پارکرافدین دیو اور جو اس وقت مشرکوں میں شامل تھے اپنے سواروں کو رے عقب
سے مسلمانوں پر لوٹ پڑے اور مسلمانوں کی فتح کچھ دیر کے لیے شکست میں تبدیل ہو گئی۔
تیسری جنگ کی ساری تصریحات کو دیکھنے کے لیے قرآن مجید کی آیتوں کا موازنہ اعماد اسلام سے اپنے دل میں بیان کرنا ہے

وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللَّهُ وَعْدَهُ إِذْ تَحُسُّونَهُم بِإِذْنِهِ حَتَّى إِذَا فَتَخْتُمْ وَتَنَاوَأْتُمْ فِي الْأَخْصِرِ وَحَصَبْتُمْ مِنْ بَحْرِهِمْ مَا أَزَاكُمْ مَا تُحِثُّونَ وَتُلْقُونَ مِنْ يَدَيْهِ الَّذِينَ كَفَرُوا وَيُوقِئُهُمُ الْمُلْكُ الْفَرَسَ فَغَسَمَ عَنْقَهُمْ لِيُيَسِّرَ لَهُمُ الْعَصَا أَفَعَمَّيْتُمْ وَلَقَدْ وَفَّيْتُمْ عَلَى الْمَوْتِينَ

(آل عمران ۷)
فوج کے جب حصار کھڑے تھے اور بھگدڑ چھا چکی ہے تو افراتفری پر ہر قسم کی واقع
ہم نے گنتی ہے اور اس وقت ثابت تو یہی عام انسانوں کا کام نہیں۔ اس موقع پر لشکر
اسلام کا سپہ سالار اعظم ہوجلا وہ قدر جنگ کے ذرائع شجاعت و بہت کے لحاظ سے بھی
فرد فریب و لیے عدیل تھا۔ اور جو ذمی ہونے کے اپنی جگہ ثابت وقائم رہا اور دوسروں
کو پکڑا لیا اور دھرواؤ میں ادھر ہوں۔ لیکن بدحواسی میں جھانکنے والوں کے اتنے ہوش ہی
کہاں تھے۔ قرآن مجید نے ایسوں کو مواخذہ آخرت سے تو بڑی کر دیا جیسا کہ آج بھی لفظ
عفا عنکم واللہ ذو فضل علی المؤمنین سے واضح ہو چکا ہے لیکن جنہوں نے
وہابی نافرمانی کر کے رسول اللہ کو اذیت پہنچائی تو لازماً ہرگز انہیں بھی اذیت پہنچے۔
یہ ساری سرگزشت چند لفظوں کے اندر قرآن کی زبان حقیقت ترجمان سے سننے۔

إِذْ تُصْعِدُونَ وَلَا تَلْوُونَ عَلَى أَعْدَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْخِلُكُمْ فِي الْأَخْصِرِ مَا فَا تَكُونُ عَنَّا يَخِرُ بَلَغِيلاً كَخِرْتُمْ أَنْ مَأْفَا تَكُونُوا وَلَا مَا آتَاكُمْ مِنْ بَحْرِهِمْ إِنَّ اللَّهَ فَخِيبٌ لِلْمُتَكَلِّمِينَ

(آل عمران ۷)
جنگ بدر کی طرح اس جنگ میں بھی یہ ہرگز مسلمانوں کی خستہ فوج کو آرام کی سخت فخر
تھی۔ اللہ نے ان پر فیض کیا کہ وہ ہر کے وقت ان پر زمین طاری کر دی۔ اس سے یہ مشکل
ماندی فوج کا زہر ہو گئی۔ اس حقیقت کا عکس قرآن مجید کے آیتوں میں ملاحظہ ہو۔
بہراشہ اس فوج کے بعد تار سے اور راحت
عزلی کی۔ یعنی فوج کی امن کا قلب تم ہی سے ایک
ہو سکتا۔ (آل عمران ۷)

جنگ احد کی بعض منزلوں میں عربیوں نے غلبہ کے ساتھ ساتھ وہاں متعلقین مدینہ بھی
تھے جو یہ ہاتھ لگائے ہوئے تھے کہ یہ مصیبت تو مسلمانوں کی اپنی لائی ہوئی ہے ورنہ
بہر تو شروع ہی سے جنگ و مقابلہ کے مخالف تھے۔ ہماری مشاکول ہے۔ ہماری سن
گی ہوئی تو یہ لوہیں ہی کیوں آئیں۔ قرآن مجید نے ان جنزبات کو ضبط بیان میں لاکر دقت
کے اس پہلو کو بھی حیات دوام بخش دی۔
وَمَا أَتَيْنَا قَدْ أَهْتَشْتَهُمْ أَنْفُسَهُمْ يَغْلِبُونَ بِإِذْنِ اللَّهِ عَنِ الْغَنِيِّ كَذَلِكَ الْبَاطِلُ يُغْلِبُ الْقَوَّةَ هَلْ تَأْكِينُ الْأَخْصِرِ مِنْ شَيْءٍ يُرِيدُونَ كُفْرًا كَذَلِكَ تَأْكِينُ الْكَاذِبِ شَيْءٍ يُؤْمِنُ

(اور وقت ہی یاد کرو) جہت (جہاں کے ہونے)
پڑھے پلے ہا ہے تھے۔ اور وہ لوگ بھی کسی کو نہ دیکھتے
تھے اور رسول کو بگاڑ رہے تھے تار سے بیچے
کی جانب سے۔ مواخذہ نہیں فرم دیا کہ ہواؤں
میں ہا کہ تم مجھ سے بڑا کرو اس پر ہر جو تار سے ہاتھ
سے نکل جائے اور اس مصیبت سے جو تم پر پڑے
اور اللہ تار سے کاروں سے خوب خبر دہا ہے۔

جنگ احد کی بعض منزلوں میں عربیوں نے غلبہ کے ساتھ ساتھ وہاں متعلقین مدینہ بھی
تھے جو یہ ہاتھ لگائے ہوئے تھے کہ یہ مصیبت تو مسلمانوں کی اپنی لائی ہوئی ہے ورنہ
بہر تو شروع ہی سے جنگ و مقابلہ کے مخالف تھے۔ ہماری مشاکول ہے۔ ہماری سن
گی ہوئی تو یہ لوہیں ہی کیوں آئیں۔ قرآن مجید نے ان جنزبات کو ضبط بیان میں لاکر دقت
کے اس پہلو کو بھی حیات دوام بخش دی۔

اور یہ گروہ تھا۔ جسے اپنی جانوں کی بڑی ہوتی
تھی۔ اللہ کے بارے میں خلاف حقیقت خیالات
قائم کر رہے تھے۔ جاہلیت کے خیالات وہ یہ کہ
رہے تھے کہ ہمارا کچھ اختیار ہے جسے کہیں کو
ہمارا کچھ بھی اختیار ملتا تو ہم یہاں نہ مارے

toobaa-elibrary.blogspot.com

لَهُمُ النَّاسُ أَنَّ النَّاسَ قَدْ جَعَلُوا
 لَكُمْ مَا خَسَوْهُمُ قَدْرًا هُوَ
 إِيمَانًا وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ وَ
 نِعْمَ الْوَكِيلُ فَانْقَلَبُوا
 بِنِعْمَةِ رَبِّهِمْ أَغْنَىٰ اللَّهُ
 عَنْهُمْ صُورٌ
 (آل عمران ۱۷۵)

کے دلوں نے کہا کہ لوگوں نے تمہارے خلاف
 بلا سامان اٹھا کر لیا ہے۔ ان سے ڈرو لیکن اس
 نے ان کو بوش و ایمان اور ہر حال میں اور یہ لوگ ایسے
 کہ اللہ ہمارے لیے کافی ہے اور وہ بہتر ہیں کہ ان
 ہے یہ لوگ اللہ کے انعام و فضل کے ساتھ وہیں
 آگئے انہیں کوئی گوارا ہی نہ رہا یہی ہمیشہ
 دائمی۔

حرب اصحاب یامرد جنگ کی آواز میں آپ چند سال سے ہر طرف سے سن
 رہے ہیں۔ اہل عرب بھی اس سے ناواقف تھے بلکہ اس وقت کا کہیں ایڈمیرالرسفیان
 صحابہ عرب امری کہنا چاہیے کہ اس فن کا ماہر تھا۔ اہل تاریخ کا بیان ہے کہ اس
 نے موکہ احد کے بعد اپنے خاص آدمیوں کے ذریعہ یہ پروپگینڈہ مدینہ میں شروع کر دیا
 تھا کہ قریش کی طاقت کے پیش نظر اب ان سے ٹکر لینا آسان نہیں۔ ایمان کے پختہ
 مسلمان یہ خبریں سن کر ذرا بھی بد دل یا ہراساں نہ ہوئے اور رسول اسلام صلعم لشکر
 لے کر نکلے۔ تمام بد شک پیچھے۔ آٹھ روز وہاں قیام فرمایا۔ ادھر کی ایڈمیرالرسفیان
 بھی فوج لے کر چلا۔ لیکن بہت جواب دے گئی۔ کچھ روز چل کر راستے واپس چلا
 گیا اور مسلمان بلا کسی ترمک نقصان اٹھائے خوش خوش مدینہ واپس آگئے۔ تاریخ کی
 کتابوں میں اس غزوہ کا نام بدر ثانیہ کیا ہے اور اس کا زمانہ ذی قعدہ ۱۰ھ ہجری یا
 اپریل ۶۲۷ء بتایا گیا ہے اور روایتوں میں آتا ہے کہ اس وقت اسلامی لشکر میں ۱۵۰
 پیدل اور اسوار تھے اور اہل مکہ کے لشکر میں ۱۰۰۰ پیدل اور ۵۰۰ سوار۔

غزوہ بنی نضیر
 اب تک جن غزوات کا ذکر آپ نے سنا ہے سب بشرکین
 کے مقابلے میں تھے۔ جو کہ بڑھائی کر کے اطراف
 مدینہ تک آتے تھے۔ لیکن مدینہ سے متصل آبادی یہودی تھی۔ آنحضرت نے
 ایک اعلیٰ ماہر و حکیم سیاست کی طرح ورو مدینہ کے بعد ہی ان سے دوستانہ معاہدہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

کر لیا تھا لیکن ان کے ایک بڑے گروہ نے جو بنی نضیر کہلاتے تھے۔ کچھ ہی روز بعد
 بدھدی شروع کر دی اور مسلمانوں کی ایذا پر کڑھتے ہوئے۔ بلا خراں پر فوج کشی ہوئی
 انہیں بڑا لڑائی تلخ زندگی پر تھا۔ اس کے باوجود شکست ان کے نصیب میں آئی۔
 سزائوں کے لیے جلا وطنی تجزیہ ہوئی اور لوگ مدینہ سے نکل کر شام کی طرف روانہ ہوئے۔
 قرآن مجید ہی ساری رووا دلچسپ معجزات انہیں یوں ادا کرتا ہے۔

هُوَ الَّذِي أَخْرَجَ الَّذِينَ كَفَرُوا
 مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ مِنْ دِيَارِهِمْ
 لِأَنَّهُمْ كَانُوا يَكْفُرُونَ
 تَشْرِبُوا وَظَنُّوا أَنَّهُمْ
 حَصُونُهُمْ مِنَ اللَّهِ فَأَتَاهُمُ اللَّهُ
 مِنْ عَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوا وَقَدَّتْ
 فِي قُلُوبِهِمُ الرَّيْبَ فَيُجْرَبُونَ
 مِمَّنْ يَنْهَوْنَ عَنْ آلِهَتِهِمْ
 الَّتِي لَا يَنْهَوْنَ عَنْهَا
 مِنَ الْوَيْدِ (البقرہ ۱۱۸)

وہ اللہ ہی ہے۔ جس نے اہل کتاب کو
 ان کے گھروں سے پہلی بار اٹھا کر نکال دیا۔
 تمہارا گمان بھی تھا کہ وہ تمہیں گے اور خدا ان کا
 خیال تھا کہ ان کے قلعے انہیں اللہ کی گرفت سے
 بچالیں گے اللہ کا عذاب انہیں ایسی جگہ پہنچا
 انہیں خیال ہی نہ تھا اور اللہ نے ان کے دلوں میں
 دشمت ڈال دی تو وہ اپنے گھروں کو اپنے ہاتھ
 سے بھی باز نہ رہے اور مسلمانوں کے ہاتھوں سے
 بھی سوائے دانش والوں کو ترمک حاصل کرو۔

مردوں نے تمہا سے کہ دین چھوڑتے ہوئے ایک ہتھیاروں کی اجازت تو دیتے تھی۔
 باقی یہ سارا اثاثات الہیت ساتھ لیتے گئے یہاں تک کہ گھروں کے دروازے اور چوکیں
 بھی یعنی حضرت ہارون کی اولاد میں تھے اس لیے علاوہ اپنی دولت و ثروت کے
 یہ وہیں دینی پیشوائی کا مرتبہ بھی رکھتے تھے۔ لیکن یہ چیز بھی انہیں عذاب الہی کی گرفت
 سے نہ بچا سکی۔ پھر بھی چونکہ انہوں نے شروع ہی میں ہتھیار رکھ دیئے تھے۔ سخت
 تر اور آسانی سے ترمک سے بچ گئے۔ ارشاد ہوا ہے۔

وَلَوْلَا أَن كَتَبَ اللَّهُ عَلَيْهِمُ
 الْعِقَابَ لَفَسَدُوا وَلَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَ لَهُمْ

اور اگر اللہ نے ان کے حق میں ہلاک نہ کر دی ہوتی
 تو وہ دنیا ہی میں انہیں عذاب و ترمک حاصل عام

فِي الْأَخْسَرِ قَوْلَ عَدَابِ النَّبَايَةِ
کا اور آخرت میں تو انہیں وہ ذبح کا مطلب پہنچائی

ذکرا مراد ۱۵۷

ان لوگوں سے باقاعدہ مقابلہ کی تولدیت آئی نہ تھی صرف ماحصرہ کی شدت کو توئی
مورث بنانے کے لیے اور تیرا آغاز ہی وغیرہ کی جھگی مزدوروں سے لشکر اسلام کو یہ کاروائی کرنا
پڑی تھی کہ کھجوروں کے باغ جو بنی نصیر کے ارد گرد لگے ہوئے تھے۔ ان میں سے بعض
کو کاٹ لیا۔ اس پر ان لوگوں نے بڑی فریاد پائی کہ۔ قرآن مجید میں جزئیات بھی مع جواب
موجود ہیں۔ مسلمانوں کو غنایط کر کے ارشاد ہوا ہے۔

مَا أَقْطَعْتُمْ مَنَ لَيْسَ لَكُمْ أَذَىٰ تَرَكْتُمْهَا
کھجوروں کے رشتہ ہوتے مے کاٹے یا نہیں ان
قَائِمَتُهُ عَلَىٰ أَسْوَاقِهَا خَيْرٌ لَّكُمْ
کہ جڑوں پر قائم رہنے یا توڑے (دونوں ہی باتیں)
اللَّهُ وَلِيَّ الْغَنِيِّ وَالغَائِبِينَ
اللہ کے حکم کے موافق ہیں اور اللہ (اس سے)
شکر کے لائق ہے اور اللہ (اس سے)

ذکرا مراد ۱۵۷

قرآن مجید نے جو جواب دیا ہے۔ اس کی شرح و تفسیر مختلف پہلوؤں سے کی جا سکتی
ہے اور قدیم و جدید مشروروں نے مختلف و متعدد پہلو اختیار بھی کیے ہیں۔ لیکن یہ تفسیری
بجائیں ہیں۔ سیرۃ نبیگار کے کام کی نہیں۔ اس کے کام کی چیز تو بس یہ ہے کہ چونکہ کتب
میں بغیر کسی تفسیر ہی کے اور غیر مسلمانوں کے کسی خریف نقصان کے انہیں حاصل ہوئی
تھی اس لیے قرآن مجید نے اللہ کے اس احسان کو بھی نمایاں کیا ہے۔

مَا أَقْطَعْتُمْ مَنَ لَيْسَ لَكُمْ أَذَىٰ تَرَكْتُمْهَا
اور چونکہ اللہ نے اپنے رسول کو ان سے ولایا۔
قَدْ أَقْبَلْتُمْ عَلَيْهِ مِن تَحِيَّلٍ وَلَا
سوچنے اس پر گذر گھوسے وہڑانے اور نانوٹ
رکھنا یہ تو لیکن اللہ بے لطف و مہربان علی
مَنْ يَفْقَهُ آوَالَ اللَّهُ عَلَىٰ نَفْسِهِ هَيْبَةً (۱۵۷)

میں نہ کہہ پر قدرت و ذوی اثر مسافیقین نے بڑے بڑے وعدے اعدا اور وفاقت کے
ان پر وعدے کر رکھے تھے کہ تم ان پر جیسا دل چاہو تم پر تمام اساتذہ ہم ضرورت دیں گے قرآن مجید
نے زندگی کا یہ کہہ کے ساتھ پیش تشریح کر دی تھی کہ ایسا نہیں ہوئے گا۔ یہ وعدہ کرنے

والسے عین وقت پر وفا دے جائیں گے۔

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ تَقَفُوا
يَقُولُونَ لَا خِيَارَ لَنَا الْيَوْمَ لَقَدْ جَاءَنَا
مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَيْبِنٌ أَعْرَجْتُمْ
لِنُخْرِجَنَّ مَعَكُمْ وَلَا نَطِيعَ مِنكُمْ أَهْنَا
أَبَدًا وَإِن قُوَلْتُمْ لَقَدْ فَصَلْنَا كُمْ
وَاللَّهُ لَشَهِيدٌ لَّهُمْ لَكَا فِي يَوْمِ
لَيْبِنٌ أَعْرَجُوا لَا يَخْرُجُونَ مَعَهُمْ
وَلَيْبِنٌ قُوَلْتُمْ لَا يَخْرُجُونَ مَعَهُمْ
وَلَيْبِنٌ نَصَرُوا وَهُمْ لِيَوْمِ لَنْ
أَلَا دَبَابٌ قُوَلْتُمْ لَا يَنْصُرُونَ

(الحشر ۲۵)

اور واقعہ بھی یہی ہوا کہ جب بنی نصیر پر وقت پڑا اور ان کا شدید ماحصرہ ہوا تو
مسافیقین میں سے کوئی بھی مدد نہ پہنچا۔ قرآن مجید نے ان مسافیقین کی ذمہ داری کی
بھی تصوری ہی شرح و تفسیر کر دی ہے۔ وہ بھی قابل ملاحظہ ہے۔

لَا أَشْفُو أَنفَسًا ذَرْبًا
فِي صُدُورِهِمْ مِنَ اللَّهِ ذَلِكُمْ
يَا لَكُمْ قُوَلْتُمْ لَا يَفْقَهُونَ
يَقُولُونَ كَيْفَ يَخْرُجُونَ
قَرَىٰ مَحْصَنَةً أَوْ مِينًا
حُدْرِيًّا بِأَسْأَلْتُمْ بَيْنَهُمْ
تَحْتَبِطُ هَبْطًا حِينَمَا قُوَلْتُمْ
شَقَىٰ ذَلِكُمْ يَا لَكُمْ قُوَلْتُمْ

کیا تم نے نظر نہیں کیا کہ مسافیقین نے جہازوں سے
کرکھنا ان کو تباہ نہیں کتھے ہیں کہ اگر تم بچا گئے
تو ضرور ہم بھی تم سے ساتھ مل جائیں گے اور
تم سے مسافیقین ہم کو تم سے کا کرنا نہیں مانیں گے
اور اگر کسی کی تم سے لڑائی ہوئی تو ہم تم سے نہیں
گے۔ لیکن اللہ کا یہی دستانہ کہ یہیت جہت میں
ہم کتاب اگر لکھا گئے تو یہ یا کل ان کے ساتھ
نہیں نکلیں گے اور اگر ان سے لڑائی ہوئی تو
وہ ان کی مدد کریں گے اور اگر مدد کی تو
(پھر ہمیشہ پھر کہہ جائیں گے پھر ان کی مدد
نہ ہوگی۔

بے شک ان لوگوں کے دل میں تمام خوف اللہ
سے ہی نہا ہے۔ اس لیے کہ یہ لوگ سب سے
کام نہیں جیتنے کی لوگ بل کہ تم سے نہ
لڑیں گے۔ مگر ہم تمہیں ہندوستان یا یاروں
کی آڑ میں ان کی لڑائی آپس میں بڑی تیز جا اور
دلے غنایط، تو انہیں اہم مسافیقین خیال کرنا ہے
علاوہ ان کے کہ وہ ایک دوسرے سے ہٹے
ہوئے ہیں یا اس لیے کہ یہ لوگ نہیں جو عقل سے

toobaa-elibrary.blogspot.com

یعنی نصیر کی شکست اور جلا وطنی کا واقعہ ربیع الاول سے پہلے ہجری مطابق اگست ۶۲۵ء کا ہے۔

بنی قینقاع

لیکن اس سے کوئی دو سال قبل تقریباً بالکل یہی صورت یہودی کے ایک دوسرے سے تبدیل یعنی قینقاع کو پیش آنے کی تھی اور نصیر والوں نے قینقاع سے دیا تھا۔ قرآن مجید نے بنی نصیر کے سلسلہ میں اور بھی اشارہ کر دیا ہے یا انرا اشارہ ہو گا قرآن تمام صحرا سے اشارہ کرتا ہے۔

کَمَقِيلِ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ
قَوْمًا يَتَّبِعُونَ آلَ آدَمَ وَآلَ نُوْحٍ
عَدُوًّا لِّبَنِي إِدْرِيسَ (الاحزاب ۲۵)

یہودی کا یہ قبیلہ بھی حوالہ دینے میں آیا تھا اور یہودی کے قبیلوں قبیلوں میں شہاب تین تین تھا انہیں بھی بڑا ناز اپنے تھے یا اگر صحیبوں پر تھا۔ انہوں نے علاوہ اپنی حمد شکیلوں کے اپنی فرد جرم میں اضافہ ایک انصاری خاتون کی توہین کر کے بھی کیا تھا۔ بالآخر ان کا معاہدہ کیا گیا اور انہیں بھی سزا سے جلا وطنی ہی تھی۔

تاریخ میں اس کا نام ذوالسلا سے ہجری یا پہلے ۳۳ھ شہادت ہے

غزوہ بنی قریظہ

یہودی کے تیسرے قبیلہ کا نام بنی قریظہ تھا یہ بھی حوالہ دینے میں آیا ہے اور ان کے اور بنی نصیر کے درمیان حد فاصل کی پیمائش تھی۔ ہذہ بنی ان اور شہر ان کی میں یہ شاید اور دونوں سے بھی کچھ بڑھے ہوئے تھے بار بار مسلمانوں کے حلیف بنتے تھے اور پھر عدوت دیتے تھے یہاں تک کہ ایک بار مکہ کلا جنگ میں شہرین کے کہ شریک ہو گئے۔ آخر رسول اللہ نے ان پر بھی فوج کشی کی اور دس روز کے معاہدہ میں یہ اپنی جان سے ماہر آ گئے۔ اپنی قسمت کا فیصلہ انہوں نے مدینہ کے مشورہ سوار قبیلہ اوس سعد بن سعد پر چھوڑا اور پھر انہیں کے فیصلہ کے مطابق ان کے موقوفہ کر دیئے گئے اور ان کے بچے اور عورتیں گرفتار ہو کر آئے۔ قرآن مجید میں رسول کو خطاب کے

یوں ارشاد ہوا ہے۔

الَّذِينَ تَآخَذُوا حَتًّا مِنهُم مَّمَّنَ
يَتَّقُونَ وَعَهْدُهُمْ فِي كُلِّ مَرَّةٍ
وَهُمْ لَا يَتَّقُونَ فَآتَيْنَاهُمُ غَتَّاهُمْ
فِي الْعَرَبِ فَرَّتْ رِجْمَهُمْ فَوَيْلٌ لِّلْعَٰرِبِ
لَأَخْلَعُنَّ بِئِنَّ لِرِجْمِهِمْ (الاحزاب ۸)

یہ لوگ ہیں جن سے آپ حمد اہل بار سے بچے ہیں پھر وہ اپنا عہد سہرا کر لیا لیتے ہیں اور وہ (اس سے) لڑتے نہیں تو آپ انہیں اگر جنگ میں یا جہاں میں تو انہیں ایسی سزائیں کہ دوسرے بھی سمجھ جائیں۔

اور دوسری جگہ یہ ارشاد ہوا کہ مسلمانوں کا اس موقع پر تو جنگ کرنا ہی نہ پڑی اور غزوہ احزاب میں بھی یہودی یعنی یہود بنی قریظہ سے مشرکین و معاندین اسلام کا ساتھ دیا تھا۔ آخر مسلمانوں سے مرعوب و منافق ہو کر انہیں خود اپنے تھے چھوڑنے پڑے اور قتل و مایوسی دونوں کی سزائیں جگہ جگہ پڑیں۔

وَكَلَّمَ اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ الْمُقَاتِلِ
وَكَانَ اللَّهُ قَوِيًّا عَزِيزًا اِنَّ الَّذِي
ظَلَمُوْهُمْ يَرْتَدُّ اِلَيْهِ الْكِتَابِ مِنْ
صَتِيْبِيْهِمْ وَقَدْ تَلَّ فِي قُلُوْبِهِمُ الرَّسُوْلُ
فَرِيْعًا تَقْتُلُوْنَ وَتَأْسُوْنَ وَ قَرِيْعًا
(الاحزاب ۳۲)

اور جنگ میں اللہ خود ہی مومنین کے لیے کافی ہو گیا اور اللہ تو یہی ہے شاکت والا اور بڑا بڑبڑ اور جن اہل کتاب نے ان کی رنجی اہل احزاب کی مدد کی تھی اللہ نے انہیں ان کے قتلوں سے آزار دیا اور ان کے دلوں میں تمارا رعب بٹھا دیا پھر لیکن کو تم قتل کرنے گے اور بعض کو قید کرنے

اور تم قتل قیہ اس کا یہ ہوا کہ بنی قریظہ کی قدری اور ہونا سب مسلمانوں کے قبیلہ میں آگئی اور مسلمانوں کو خطاب کر کے قرآن مجید میں ارشاد ہوا ہے۔

وَاُوْرَثْنَاكُمْ اَرْضَهُمْ وَوَدْيَاؤَهُمْ
وَاَمْوَالَهُمْ وَآرَضَاتِهِمْ نَطَّوْا هَا وَ
كَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ
قَدِيْرًا - (الاحزاب ۳۴)

اور اللہ نے تمہیں بنا دیا وارث ان کی جنگ ان کے گھروں اور ان کے مال کا اور اس زمین کا بھی جس میں تم نے اب تک قدم نہیں رکھا ہے اور اللہ تو ہر چیز پر قادر ہے۔

آرَضَاتِهِمْ نَطَّوْا هَا۔ میں بڑی وسعت ہے۔ قیامت تک جتنے ملک بھی مسلمانوں

toobaa-elibrary.blogspot.com

کے جتنے میں نہیں گے سب اس کے تحت میں داخل ہو سکتے ہیں عرض یہ ہے کہ سزا ان پر جموں کہ قرآن واقعی ملی اور یہ واقعہ ذیقعدہ ۳۶ھ ہجری مطابق مئی ۶۳۶ء عیسوی کا ہے۔

غزوة احزاب رسول اسلام علیہ السلام کو اپنی حربی زندگی میں جو محاربات خلیفہ ترین و شدید ترین میں آئے ان میں سے ایک کا نام تاریخ کی زبان میں غزوة خندق ہے اور قرآن مجید نے اسے الاحزاب سے موسوم کیا ہے۔ اس غزوة میں نہ صرف مشرکین قریش ہی اپنی پوری قوت و سامان کے ساتھ حملہ آور ہوئے تھے۔ بلکہ ان کی کمک پر عرب کے پورے قبیلے قبیلہ بنی قطفان، بنی سعد، بنی سلیم وغیرہ شامل تھے اور یہ وہاں پر قوت قبیلہ بنی قطفہ بھی ان کا شریک ہو گیا تھا مسلمان کی حمایت کل ۲ ہزار کی تھی اور صلہ آورد کی ۱۰ ہزار کی۔ اسلام کے پیہلے آئم نے اس موقع پر ایک مجلس دعوت دیدہ صحابی مسلمان فارسی کے مشورہ پر جبلتے میدان میں آئے۔ کئی مہینہ ہی کے گرد خندق کو حور جنگ کی تیاری کی تھی قرآن مجید نے اس غزوة کا ذکر اہتمام کے ساتھ کیا ہے۔ اس کے نشیب و فراز پر پوری روشنی ڈالی ہے اور مسلمانوں پر اللہ کی شفقت و رحم خصوصی کا ذکر کیا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّخَذُوا
فِتْنَةً اللَّهُ عَلَيْكُمْ إِذْ جَاءَتْكُمْ جُنُودٌ
فَأَسَلْنَا عَنْهُمْ وَإِنَّمَا يَخْتَفُونَ
تَرَاهُمْ وَكَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ
صَبِيرًا (احزاب ۷۳)

یہ ہزار بادشاہ کا طوفان اس طرح آیا تھا کہ اس کی پوری ذمہ داری کے ٹھکانہ پر
روشنیاں بجھ گئیں تھیں اکثر گئے بہتوں جہانڈے لڑا لک گئے۔ عرض ہر طرح اجبر کی
گئی تھی اور غیر فانی کا نیدی ہو گئے مراد فرشتوں کا ہونا تھا ہر ہی ہے۔
مخالف فریبوں اگر کچھ اطراف مدینہ کے نشیبی حصہ میں خیمہ نہ بنو گئیں تھیں اور کچھ

بالائی حصہ میں مدینہ کی شرقی سمت اور کئی ہے اور غربی سمت تھی۔ قبیلہ بنی اسد و بنی
خلفان کے ہاں سمت مشرق سے آئے تھے اور قریش و بنی کنانہ کے سمت مغرب
سے اور یہ وقت لشکر اسلام کے لیے ناکہ ترین تھا۔ اسے مشروط تھے سے مقابلہ کا
اتفاق اس سے قبل کبھی نہیں ہوا تھا۔ اس ساری صورت حال کا اور مسلمانوں کے
دلوں میں شدت اضطراب و اضطراب سے جو طرح طرح کے دوسرے پیدیا ہو رہے تھے
ان سب کا نقشہ قرآن مجید نے ان الفاظ میں کھینچا ہے۔

إِنجَادِكُمْ مِنْ قَوْمِكُمْ وَهِيَ
أَسْفَلَ مِنْكُمْ وَإِذْ زَاغَتِ الْأَبْصَارُ
وَكَلَبَتِ الْعُلُوبُ الْعُنَابَ جَرًّا
فَلَقَّبْتُمْ يَا اللَّهُ الظَّنَّ نُونًا

اور جب وہ لوگ تم پر اپنے تھے اتھارے اپر
ک طرف سے بھی اور نیچے کی طرف سے بھی اور
جبرک آنکھیں کھل رہی تھیں اور کبھی لگتا ہے
تھے اور تم لوگ اللہ کے گمان طرح کے کر
رہے تھے

مسلمانوں کے لیے وہ دن واقعی سخت اور ناکہ تھا۔ گو مقصد وہ اس سے محض امتحان
ہی تھا اس حقیقت کو طرک کر کے ارشاد فرمایا گیا ہے۔

هَذَا الَّذِي آتَيْنَا الْمُؤْمِنِينَ وَ
ذُرِّيَّتَهُمْ لِيَكُونَ لَهُمْ عِلْمٌ
وَأُرْسِلُوا فِي الْأَمْثَلِ وَ
الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ
وَعَسَىٰ أَن تَأْكُلَ أَعْيُنُهُمْ
الاحزاب ۷۴)

اس غزوة میں یہ بھی ہوا کہ منافقوں نے عین وقت پر وفاداری جنگ کے موقع پر چھوڑ
دیئے اور ان کی جماعت کئی سو کی تعداد میں واپس چلی گئی اور جس طرح دلوں نے اگر پہلے
اعظم کے پاس طرح طرح کے بہانے فرمائے شروع کر دیئے تاکہ جہاں میں شرکت سے

پہلی مل جائے۔ قرآن مجید نے اس حقیقت کے چہرے سے یوں نقاب اٹھایا ہے۔
 وَإِذْ قَالَتْ طَافُتُ عَلَىٰ بَنَاتِي هُنَّ حَائِمَاتٌ
 وَذَاتُ الرِّجَالِ لَا مَقَامَ لَكُمْ فَارْجِعْنَ
 وَيَسْتَأْذِنُ فَرِيقٌ مِنْهُمُ النَّبِيَّ
 يَقُولُونَ إِنَّ بُيُوتَنَا عَوْرَةٌ وَمَا
 هِيَ بِعَوْرَةٍ إِن يُرِيدُ ذُنُوبَ الْفَٰرِقِينَ
 (الاحزاب ۷)

مناقصین کی بزدلی اور پستی ہمیں کا پروردہ اس غزوہ کے موقع پر پوری طرح فاش ہو کر رہا۔ باہر کے آئے ہوئے اور جمع شدہ لشکروں میں چلے بھی گئے اور یہ منافقین اب تک دیکھے سے نہیں رہے۔ اتنا بھی تو نہ ہو کہ ان جگہ زور معرکوں کے نظارہ کی بھی تب لاسکیں سب سے اختیار چاہتے تھے کہ کہیں دیہات میں جا کر پناہ لیں اور وہیں سے بس خبریں ہی سن لیں صحیفہ ربانی کا بیان ملاحظہ ہو۔

يُحِبُّونَ الْأَخْرَابَ لَوِيتُهَا
 وَإِن تَابَتِ الْأَخْرَابُ لَوِيتُهَا
 بَادُونَ فِي الْأَخْرَابِ يَسْتَأْذِنُونَ عَنِّي
 أَذْنَاءُكُمْ وَلَوْ كَانُوا فِيكُمْ مَا
 قَاتَلُوا إِلَّا قَلِيلًا

(الاحزاب ۷)
 مومنین صادقین اس کے برخلاف ان کا شمار حملہ آور لشکروں سے خدا بھی بد دل و پست و موصلہ نہ ہوئے۔ ان کی ہمت و شہادت کا نقشہ ان زور دار و موثر لشکروں میں ملاحظہ ہو۔
 وَلَقَاتِلُوا الْمُؤْمِنِينَ الْفٰكِرِينَ
 الْيَٰسِرِينَ هُمْ أُولُو الْأَرْحَامِ لَكِن
 اللَّهُ ذُو الْأَرْحَامِ الْعَلِيمُ

صَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَمَا زَاوَاهُمْ
 إِلَّا إِيمَانًا وَتَسْلِيمًا وَمَا لَ الْمُؤْمِنِينَ
 رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عٰطَاهُمُ اللَّهُ
 عَلَيْهِمْ قُدْرَتُهُمْ مِّنْ قَضِيٍّ نَّخْبَأُوْهُ
 وَيُوَثِّقُهُمْ مِّنْ يَّتَذَلُّونَ غَيْرَ لِمَا كَانُوا
 يَتَّبِعُونَ

(الاحزاب ۲۷)
 دشمنوں کو باوجود کثرت تعداد اور باوجود اپنی ساری خوش تمیزیوں اور فراطیر سازوں سامان کے جس طرح ناکام نامراد واپس جانا پڑا اس کا ذکر بھی قرآن میں موجود ہے۔
 وَرَدَّ اللَّهُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ
 لَحِيحَتَنَا وَأَخْيَرْنَا (الاحزاب ۲۷)
 یعنی منافقین اسلام لانے کو دوزخ سے تھے لیکن کس حسرت کے ساتھ نہیں عزیز کا معاہدہ اٹھایا اور تمام تر نیل مراد واپس جانا پڑا۔ مومنین کے یہاں کے مطابق یہ واقعہ و یقینہ شدہ صحیحی مطابق اپریل ۱۹۶۲ء کا ہے۔

غزوہ حُدیبیہ
 یہ درحقیقت کوئی غزوہ نہیں۔ اس لیے کہ نہ یہاں کوئی جنگ ہوئی تھی نہ کسی اور نہ حضور صلوات کوئی ارادہ جنگ کے اس میں روزانہ ہونے تھے لیکن اہل عرب و تہذیب نے اس کا ذکر غزوات ہی کے ذریعہ کیا ہے۔ اس لیے یہ عنوان بڑھا کر پڑھا۔

ایک خواب کی بنا پر حضور یقینہ شدہ صحیحی میں غزوہ کی نینت سے کہ منظر رونگٹے تھے۔ ۱۰ صبا میں سنا تھے کہ پر قبضہ بھیج کر مشرکوں کا تھا اس لیے آپ نے اپنے رفیقوں کو حکم دیا تھا کہ کوئی شخص سب سے پہلے ایک شہر کے (جو عرب میں لازم سفر تھا) اور کوئی تیسرا اپنے پاس نہ رکھے، اتنی احتیاطوں کے باوجود صحیحی اہل مکہ و یمن ہی رہے اور اور مقابلہ و مزاحمت کی تیاری اپنے ہاں شروع کر دی۔ ابھی آپ متام حدیبیہ میں تھے

toobaa-elibrary.blogspot.com

اور شہر کے سے ایک منزل اور حر کی خبر آپ کو مل گئی۔ آپ نے حضرت عثمان کی سیرت میں ایک وفد سرداران قریش کے پاس بھیجا کہ ہم لڑنے کی نیت سے نہیں۔ صرف عمرہ ادا کرنے کے لیے آئے ہیں۔ حضرت عثمان کو واپسی میں دیر ہوئی اور خبر یہ آگئی کہ قریش نے حضرت عثمان کو شہید کر ڈالا۔ اس پر قدرۃ رسول اللہ کو غیرت آئی اور سخت ناگواری پیدا ہوئی اور آپ نے ایک درخت کے نیچے تشریف لے رکھا کہ سب سے بیعت لی کہ عثمان کا قصاص اپنی جایشیں دے کر لیا جائے گا پھر جب وہ خبر ہی پہلے بنیاد ثابت ہوئی تو بیعت کسی جہاں و قتال کی نہ آئی اور ایک معاہدہ صلح مرتب ہو گیا، قرآن مجید نے مسلمانوں کی ہمت و ثبات کے اس مثال کو بطور یادگار محفوظ رکھا اور نوشہروی کا پروانہ حاکم کر دیا ہے۔

لَقَدْ لَعِنَیْ اِنَّہٗ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ
اِذْ یَبِیْعُوْکَ تَحْتِ الشَّجَرِ وَ عَلِمَ
مَا فِیْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِیْةَ
عَلَیْہِمْ وَاَنْکٰہُہُمْ فَتَحٰ اَقْرَبِیًّا
الفتح ۲۷

اللہ راضی ہو گیا مسلمانوں سے جب وہ درخت کے نیچے آپ کے ہاتھ پر بیعت کر رہے تھے جو کھران کے دلوں میں تھا۔ اللہ کو اس کا علم ہو گیا۔ سزا سننے ان پر نازل کی اور انہیں قریب ہی نہ رہنے کی حکایت کی۔

قرآن مجید نے مومنین کو یہ تکلیف بھی دی کہ وہ اس عارضی التواہ سے بدول نہ ہوں، نبی کا خواب پوری طرح سچا ہو کر رہے گا اور مسلمان سب طواف کر کے اور ارکان مشعلتہ انجام دے کر میں گئے ارشاد ہوا ہے۔

لَقَدْ مَنَّ اَللّٰهُ عَلَیْ رَسُوْلِہٖ الرَّوْیَا
بِالْحَقِّ لَتَجِدَنَّہٗ اَللّٰہَ سَجِدًا مَّحْرَمًا
اِنَّ سَآءَ اَللّٰہِ اٰیٰتِیْنَ مَّحْرَمٰتِیْنَ
رُوْیَا سَکْمًا وَّمَعْمُوْرًا لَّیْسَ لَکُمْ اَلْحَافُوْنَ

جنتک اللہ نے اپنے رسول کا خواب سچ کر رکھا مطلق واقعہ کہ تم لوگ مسجد حرام میں حضور خالص ہو گے اللہ اللہ اللہ کے ساتھ اپنے سر نہ لٹائے ہوئے اور ہلال کترائے ہوئے اور تمہیں کوئی خوف نہ ہوگا۔

اسی حدیث کی منزل میں قبل اس کے کہ معاہدہ صلح مکمل ہو یہ واقعہ بھی پیش آکر رہا کہ

قریش نے اپنا ایک دستہ بھیج دیا کہ مسلمانوں پر حملہ آور ہو سکیں یہ لوگ خود گرفتار ہو گئے مسلمان چاہتے تو ان قیدیوں کو قتل کر ڈالتے لیکن اس طرح جنگ خونخوری کا سلسلہ فوراً شروع ہو گا اس لیے رحمت عالم نے انہیں سر سے مت صاف کر کے رہا کر دیا قرآن مجید میں صاف اور واضح اشارہ اس طرف بھی موجود ہے۔

وَهُوَ الَّذِیْ کَفَّ اٰیٰتِہِمْ عَنْکُمْ
وَ اٰیٰتِہُمْ عَنْکُمْ بِیَضَلُّنَّ مَکَّةَ وَجْہًا
اِنَّہٗ اَظْفَرُ کُمْ عَلٰی کُلِّ اَمْرِ (الفتح ۲۷)

اور اللہ وہی تو ہے جس نے ان لوگوں کے ہاتھ سے اور تمہارے ہاتھوں سے لطمے کو میں روک لیا ہے بد اس کے کہ تم کو ان پر قابو دینا تھا۔ اسی معاہدہ حدیبی میں ایک واقعہ بھی پیش آیا کہ جب صلح نامہ مرتب ہو رہا تھا تو

قریش کے سربراہ عمر ابن ابی اسلمہ نے کہا کہ ہم یہ سوا اللہ الرحمن الرحیم، کھٹنے کے روادار نہیں ہوتے اور صرف باہم اللہ رہے اور دوسری بات یہ کہ بھائے محمد رسول اللہ کے معاہدہ پر صرف محمد بن عبداللہ تحریر ہو مسلمانوں کو یہ جاہلی تعصب تہذیب سخت ناگوار گزارا اور قریب تھا کہ صلح کی کھٹکواسی بات پر ٹوٹ جائے۔ رحمت عالم نے اپنے جاں نثاروں کے اس جوش کو خود ٹھنڈا کیا۔ قرآن مجید کے حقیقت افروز زبان سے یہ جڑیں بھی نظر نماز نہیں ہوسنے پائی ہے۔

اِنَّہٗ جَعَلَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فِیْ قُلُوْبِہِمْ
اَلْحَبِیْةَ حَبِیْةً اَلْمَآہِیْةَ فَاَنْزَلَ
اَللّٰہُ سَیِّئَتَہٗ عَلٰی رَسُوْلِہٖ وَ عَلٰی الْمُؤْمِنِیْنَ

اور جب مومنین نے رحمت کے نیچے حضور کے ہاتھ پر سر فروسی کی بیعت کی تھی۔ ان کی منزلت قرآن مجید نے ان الفاظ میں بیان کی ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبٰیعُوْکَ اَشْکٰبًا یَبِیْعُوْنَ
اَللّٰہَ اَللّٰہُ فَوْقَ اٰیٰتِہٖ یُبٰیْعُوْنَ

جسے جن لوگوں نے آپ سے بیعت کی ہے انہوں نے اللہ سے بیعت کی ہے اللہ کا اہتمام کے ہاتھوں کے اچھے ہے۔

اور انہیں پروانہ نوشہروی جو عطا ہوا وہ اچھی چند منٹ قبل

toobaa-elibrary.blogspot.com

کے نزل میں تو آپ ہی پچھتے ہیں۔ حدیث کے اس واقعہ کا زمانہ نزدیکاً ۱۰ھ ہجری ہے۔
مطابق تاریخ ۱۰ھ۔

غزوہ خیبر
یہودی ایک ہتی مدینہ منورہ کے شمال میں شام کی جانب ۸۰ منزل پر یا یہ قول بعض سیاحوں کے ۲۰۰ میل کے فاصلہ پر تھی یہاں ان کے قلعے مستحکم اور کئی کنویں موجود تھے ان کے مسلسل ہر جمعہ کا پادشاہ میں ان کی تادیب پر جو عمر روانہ ہوئی ان کی قیادت تو وہاں حضرت نے کی پھر دن کے محاصرہ کے بعد سارے قلعے فتح ہو گئے اور مال غنیمت کثرت سے حاصل ہوا۔

قرآن مجید میں اس غزوہ کا ذکر تو ہے مگر مستقلاً اور یہ تصریح نام نہیں بلکہ اشارہ اور دوسرے واقعات کے ضمن میں۔ صلح حدیبیہ کے سلسلہ بیان میں منافقین کی ظلمت کے اظہار کے لیے بطور پیش خیر کی ہے۔

سَيَسْأَلُ الْمُنَافِقُونَ إِذَا
أُنزِلَ عَلَيْهِمْ آيَاتُ مَعَاذِمَ رَبِّنَا أَأُنزِلَتْ
ذُرُوبًا نَّازِلَةً مُّحْتَمِلَةً (۲۵)

یہ اشارہ مشرکین غیبتوں کی جانب ہے۔ جو عنقریب ہاتھ گئے والی تھیں پھر مومنین اہل مدینہ اہل مدینہ کے مدح کے سلسلہ میں ہے۔

فَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْبَيِّنَاتِ
فَعَلَّمْنَا الْقُرْآنَ وَوَعَدْنَا مَن لَّا يُؤْمِنُ
بِآيَاتِنَا أَن نَّصْلَحَهُنَّ
وَكَمَا نَأْتِيهِمْ مِّنْ عَذَابِنَا
أَلَّا يَشْعُرُوا (۳۰)

نوح قریب اور غنیمت کثیر کی بشارتوں کا تعلق اسی مستقبل قریب کی فتح خیبر سے ہے۔ اور ان کی بشارت ہوتا ہے۔

عَدْنَا لَكُمْ مَعَادِمَ كَثِيرَةً
تَأْتِيهِمْ وَأَن نَّجْعَلَهُمْ
أَعْيُنًا لَّكُوفًا (۳۱)

اس غنیمت کثیر کی تفصیل سیرۃ ابن ہشام وغیرہ میں درج ہے اور سرورِ مہم کو سنے
”لائف آف محمد“ میں لکھا ہے کہ اس متدار کثیر میں مال غنیمت اس سے قبل مسلمانوں کو
کبھی نہیں ملا تھا۔ واقعہ کا زمانہ محرم و صفر ۱۰ھ ہجری مطابق معنی دجون ۱۰ھ عیسوی ہے
غزوات نبوی کے سلسلہ میں فتح مکہ کا زمانہ دو گویا صحیح معنی میں غزوہ
لاذنیوں چھوٹی ٹیپتی بھی ہوتی سب کا مرکزی نقطہ ہی تھا۔

صلح حدیبیہ کا زمانہ فتح مکہ سے کوئی دو سال قبل کا ہے۔ قرآن مجید نے پیش خیر کی
اسی وقت تین تین کے ساتھ کر دی تھی۔

إِنَّا فَتَنَّاكَ فَتَمَحَّدْتَهُنَّ
وَإِنَّا فَتَنَّاكَ فَتَمَحَّدْتَهُنَّ (۱)

آیت میں گواہی دے کر قریب صلح حدیبیہ کی جانب ہے۔ لیکن سب مانتے ہیں کہ اشارہ
بہینہ فتح مکہ ہی کے جانب ہے۔

عرب اب جو حق جو حق ایمان لا رہے تھے اور قبیلہ قریشیہ اسلام میں داخل ہوتے
جا رہے تھے فتح مکہ چیز ہی ایسی تھی۔ قرآن مجید نے اس کی اپنی بیخ زبان میں نولوں کو
کہ ہے۔

إِنَّمَا أَتَى النَّبِيَّ وَالْمُؤْمِنِينَ
الْحَقُّ وَالْحَقُّ وَالْحَقُّ
وَأَنبَأَتِ النَّاسَ سِيْرَهُمْ
أَلَّا يَشْعُرُوا (۱)

اور غیر صورت تو فتح مکہ کے بعد واقع ہوئی۔ خود فتح اس طرح حاصل ہوئی کہ رسول اللہ
کے ہمراہ ۱۰ ہزار جاہل شاعر صحابیوں کا ٹکڑا تھا اور عرب کے بڑے بڑے بے وقت قبیلے اپنے
انگ حبش بناتے ہوئے اور اپنے اپنے پرچم اڑاتے ہوئے جلیں تھے۔ لیکن خونریزی ہونے
کے اس شہر کو دار الحکومت میں برائے نام ہی ہونے پائی اور شہر پر قبضہ بغیر خون کی نیماں
ہے۔ گویا چھپ چھپا ہے گویا

toobaa-elibrary.blogspot.com

هُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنَّا
وَأَيْدِيَنَا عَنْهُم بِإِذْنِ مَلَكٍ
وَأَنظَرْنَاكُمْ عَلَىٰ بَيْتِهِم
إِن آيَاتِنَا فِي آيَاتِهِمْ
اور اللہ وہی ہے جس نے ہم کو دیکھنے سے روک دیا اور تم سے اور تم سے شہر کو میں اور تم سے اور تم سے اس سے ان پر قہر کر دیا تھا، اس آیت میں اشارہ جہاں یہ قول بعض شارحین کے حدیث میں کی طرف ہے۔ وہیں ہر قول بعض دوسرے شارحین کے نیز غزوة فتح مکہ کی جانب ہے۔

فتح مکہ کا یہ عظیم الشان اور دنیا کی تاریخ کے لیے نامدار واقعہ و گارواقعہ رمضان سنہ چہرہ مطابق جنوری سنہ ۶۱۰ء میں آیا۔

غزوة خین
غزوة بدر کے علاوہ دوسرا غزوة جس کا ذکر اشارہ نہیں بلکہ نام کی صراحت کے ساتھ قرآن مجید میں آیا ہے وہ غزوة خین ہے۔ خینوں ایک وادی کا نام ہے۔ جو شہر طائف سے ۲۰۰ میل شمال و مشرق میں جبل اوطاس میں واقع ہے یہ عرب کے مشہور جنگجو و جنگ باز قبیلہ بنو ہزولان کا مسکن تھا اور اس قبیلہ کے حکمیر انعامی کی شہرت دور دور تھی۔ انہوں نے فتح مکہ کی خبر پا کر دل میں لگا کر جب قریش متاہلین میں نہ شہر کے قواب ہماری بھی خیر نہیں اور خود ہی جنگ تمام کا سامان شروع کر دیا اور چار مسلمانوں پر جو بھی کسی میں یکساں تھے ایک آئین اور اس منصوبہ میں ایک دوسرا ہر وقت و جنگجو قبیلہ بنی ثقیف بھی ان کا شریک ہو گیا اور ہزولان ثقیف کے اٹھارہ دنوں کی جنگی قوت کو بہت ہی بڑھا دیا۔

حضور کو جب اس کی متبہ خبر مل گئی تو ایک اچھے جنرل کی طرح آپ خود ہی پیش قدمی کر کے باہر نکل آئے اور تمام خینوں پر قبضہ کے سامنے صف آرائی کر لی۔ آپ کے لشکر کی تعداد ۱۲ ہزار تھی ان میں ۱۰ ہزار تو خود ہی فدائی تھے جو مدینہ سے ہم رکاب لائے تھے۔ وہ ہزار آدمی مکہ کے بھی شامل ہوئے مگر ان میں سب مسلمان نہ تھے کچھ تو بھی بدستور مشرک ہی تھے، اور کچھ تو مسلم کے بھانجے صرف غیر مسلم تھے۔ بہر حال بارہ ہزار کی اس جمیعت گیارہ ہزار مسلمانوں کو نواز ہو چلا، کہ جب ہر تعداد قلیل میں رہ کر برابر فتح پاتے رہے قواب کی تو تعداد اتنی بڑی ہے۔ اب فتح میں کیا شہ بہرہ سکتا ہے؛ لیکن جب جنگ

شروع ہوئی تو اس کے بعد کے دور اسلامی لشکر پر بہت ہی سخت گزرتے اور مسلمانوں کا اپنی شرکت و تعاون پر غرور تھا اور ان کا بھی ان کے کام نہ آیا۔ ایک موقعہ ایسا بھی پیش آیا کہ اسلامی فوج کو ایک سنگسنگی وادی میں اتار پڑا اور دشمن نے کینے گاہ سے ایک بیکان پرتیرہ دل کی بارش شروع کر دی۔ خیر۔ پھر بھی بعضی امداد کا نزول ہوا اور آخری فتح مسلمانوں ہی کے حصہ میں رہی۔

قرآن مجید نے اس سارے نام پر حازن کی کوشش اپنے الفاظ میں کر دی ہے۔

وَلَقَدْ نَعَرْنَا كُمُ اللَّهُ فِي مَوَاطِنَ
الْعُرُشِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ
اور اللہ نے یقیناً بہت سے موقعوں پر تمہاری نصرت کی ہے اور تمہیں کہہ دی۔ جبکہ تم کو اپنی شرکت و تعاون پر غرور ہو گیا تھا۔ تو وہ تمہارے ساتھ کام نہ آیا اور تم پر تمہیں بلو جو اپنی فراخی کے چنگی گئی۔ پھر تمہیں دیکھ کر جہاں گئے ہوئے اس کے بعد اللہ نے اپنی طرف سے اپنے رسول اور مومنین پر تمہی نازل فرمایا اور اس نے ایسے لشکر لائے۔ جنہیں تم نہ دیکھ سکتے تھے۔ انہوں کو خدا میں پکڑا اور یہی بدلہ ہے۔

(التوبہ ۲۵)

غزوة خین کا زمانہ شوال سنہ چہرہ مطابق جنوری سنہ ۶۱۰ء کا ہے۔

غزوة تبوک
آپ نے ایک بچھنے مہاربات کا ذکر سنا، یہ سب قبل اہل عرب میں دیکھ کے متبادل میں تھے۔ مگر اب سامنا ایسے لشکر کا ہونے والا تھا جو وقت کے معیار کے مطابق ہر طرح کے جدید و تمدن ساز دشمنان سے آراستہ تھا، عرب کے شمال میں حکومت آل عثمان کی تھی اور یہ ایک باج گزار مہارباتی راستہ دم کی مظہم شناسی کی تھی اور دوم دایر ان ہی دوسرا وقت کی تمدنی و تمدن کی ترقیوں کے نمائندے تھے۔ مسلمانوں کو اطلاع کی کہ رومی شنشادہ کے حکم سے ۴۰ ہزار فوج کا

اجتماع سرحد پر ہوا ہے۔ آنحضرت صلعم یہ اطلاع پا کر حسب معمول پیش قدمی کر کے روانہ ہو گئے۔

لشکر اسلام بھی اب تعداد میں ۳۰ ہزار تھا اور تیوک پر اس نے کیسپ قائم کر دیا تیوک مدینہ سے ۳۰ منزل کے فاصلہ پر شام کی راہ پر تھا۔ اتنی دور دراز مسافتوں ہی گول گول کو کھل رہی تھی پھر گزریوں کا موسم اور اتفاق سے اس سال گرمی اس زمانہ میں بہت سخت تھی اور باغات مدینہ کی فصل کاغذنا اور سب سے بڑھ کر کہ یہ متبادل ایک مستثنیٰ قواعد وان فوج سے اور اپنی طرف بے سرو سامانی کا یہ عالم کہ ایک اونٹ میں کئی کئی سوار شریک اور مدد کی اس درجہ قلت کہ سالہ ایک ایک خراب بھی برس پڑی کو نصیب نہیں، ان حالات نے مل ملا کر ترقیاً اپنے اچھوں کی بہت پست کر دی اور لوگ جانے سے جی چرانے لگے۔

اور منافقوں کی توہین آتی تھی۔ انہوں نے صاف صاف کہنا اور دوسروں کو روزلانا شروع کر دیا تھا کہ ایسی گرمی میں جلا کوئی سفر کیسے اختیار کر سکتا ہے؟ قرآن مجید نے ان کا قول مع اس کے رد کے نقل کیا ہے۔

وَقَالُوا لَا تَنْفِرُوا فِي الْحَرِّ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ أَشَدُّ حَرًّا لَوْ كَانُوا يَفْقَهُونَ۔ (التوبہ ۷۵)

یہ ہلے گرمی کے موسم میں نہ نکلو۔ آپ کر مکیے قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ أَشَدُّ حَرًّا لَوْ كَانُوا يَفْقَهُونَ۔ (التوبہ ۷۵) گرم ہے۔ کیا غریب ہو گا اگر یہ لوگ سمجھ سے کام لیتے۔

اور بعض تو یہ لے یہاں تک اونچی کر دی تھی کہ فرماتے کہ گرمیوں کی سرزمین پر قدم رکھ کر تم توہیں کے فتنوں کے شکار ہو جاؤ گے اس لیے ہمارا نہ جاؤ گی جلا قرآن مجید نے اس قدر کو بھی نقل کر کے اس پر شدید تنبیہ کی ہے۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَقُولُ إِنِّي إِذْ كَانَ فِي ادْنَانٍ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَهُوَ يَمْشِي بِالنَّبِيِّينَ وَهُمْ كَأَنَّ مَا كَانَتْ تَكْتُمُونَ وَيُنْفِخُ فِي الْأُفُفِ مِمَّا كَانَتْ تَكْتُمُونَ وَلَا تَنْفِخُ فِي الْأُفُفِ إِلَّا فِي الْبَغْيِ وَقَدْ كَفَرُوا وَهُمْ كَانُوا فِي سَكِينَةٍ مِّنْ رَبِّهِمْ إِذْ نَسُوا مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ۔ (التوبہ ۷۵)

(التوبہ ۷۵)

اور یقیناً اذن ان کا فوں کو گھیرے گی۔ اس سب کے باوجود جب آپ روانہ ہوئے ہیں۔ تو ۳۰ ہزار کا لشکر ہوا تھا تیوک میں قیام دومینہ رہا۔ لیکن یہ سب سامنے آیا اور اسلامی لشکر کی نصیر و ابرس آ گیا قرآن مجید میں اس کا ذکر آیا ہے۔ مگر ضحیٰ۔ امیر لشکر اور جاننا ز رفیقوں کی مدد کی ہے۔ وقت دوم کی سختی کا اور احوال کا ہے (چنانچہ اس غزوہ کا نام ہی پیش المعرقہ پڑ گیا) اور کوزا بارہ والوں کو پروانہ عنایت کیا ہے۔

لَقَدْ كَتَبْنَا اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ وَآلِهِمَا جُودِيْنَ وَلَا نَصَارِ الَّذِيْنَ اتَّخَعُوْا فِيْ سَاعَةِ الْمُسْتَرْقِ وَهَذَا كِتَابٌ مَّا كَادَ يَرِيْغُ فُلُوْبُ قِيُوْبِيْنَ يَنْهَمُوْنَ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ اِنْ كَانُوْا يَوْمِيْنَ رُوْفُوْا وَحَسْبُكُمْ۔ (التوبہ ۷۵)

اللہ نے خود پیغمبر کے حال پر توجہ فرمائی اور ماہرین اور انصار کے حال پر بھی جنہوں نے ایسی جنگ کے وقت میں پیغمبر کا ساتھ دیا بعد اس کے کہ ان میں سے ایک گروہ کے دل میں کچھ تزلزل ہو چلا تھا پھر اللہ نے ان کے حال پر بھی توجہ فرمائی۔ بلاشبہ ان سب پر اہل شفیق نے بڑا مہربان ہے۔ اس غزوہ کا زمانہ جب تا رمضان شہ جری مطابق اکتوبر تا دسمبر ۳۳ عیسوی ہے۔

آخری سورتوں کی تفہیم	مہینہ تیرہ مہینہ تھی کہ تمام سے تازہ تھی مہینہ اولیٰ مکتوبوں
اسلام کا قانون شہادت	سورہ تیرہ مہینہ تھی
خبر البصر فی سیرت خیر البشر	سورہ تیرہ مہینہ تھی
مذکر نعمت قرآن اردو	مہینہ تیرہ مہینہ تھی
جدید عربی دیکھنے	عربی زبان دیکھنے اور عرب نامکس
	تازہ تھی مہینہ تیرہ مہینہ تھی

معاصرین

رسول اللہ کے سیرۃ منجیدہ کے لیے بعض اہم سوالات یہ ہیں کہ آپ کو پیام کیا ملا تھا اور آپ پیامبر بنا کر کس کی طرف بھیجے گئے تھے اور وہ پیام ان لوگوں کے لئے کس رنگ میں سنا۔

تبلیغ کا حکم اجمالی طور پر تو ایک معنی میں آپ کو بشت و نبوت کے ساتھ ہی مل گیا تھا چنانچہ ایک ابتدائی سورۃ میں ہے۔

قَدْ فَانَّا نُزِّلُ (الذکر ۱۱)

لیکن یہاں یہ کچھ تصریح نہیں کر سکتا کہ انسانی انداز کا عمل کس پر بھیجے اس طرح یہ آیت بھی قرآن میں اس باب میں نہیں ہے۔

وَقُلْنَا إِنَّا آتَيْنَاكَ الْكِتَابَ وَالْحَدِيثَ (الحجرات ۶)

اور کچھ ایسا ہی حال اس آیت کا بھی ہے۔

إِنَّا آتَيْنَاكَ كِتَابًا وَحَدِيثًا (الحجرات ۲۳)

پھر یہ آیت بھی اسی طرح مطلق ہے اور تصریح سے خاموش۔

فَاذْعُجْ بِمَا نَسُوهُ مَسْجِدًا مِّنْهُنَّ مَعَهَا صَافٍ سَادِيكِي (المعارج ۲۳)

نہیجے۔

(المعارج ۲۳)

اور کچھ اسی قسم کا حکم کچھ اور زیادہ مکرر اس آیت سے بھی نکلتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَّمْ تَفْعَلْ لَمََّا يَلْعَنَنَّ رَسَاَلَتِكَ (المائدہ ۱۰)

اور اسکی تعمیل کا یہ آیت بھی ہے۔

إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ بِالْحَقِّ كَرِيْمًا (البقرہ ۱۲)

اور یہی آیت سورۃ النور کوع ۳ میں آئی ہے۔

اور وہیں یہ آیت بھی آئی ہے۔

إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ (الطہ ۳)

اور اسی مضمون کی اور نظما بھی اسی سے ملتی جلتی آیتیں اور بھی ہیں۔

مشلاً

إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ بِالْحَقِّ بَشِيرًا (طہ ۳)

اور

وَمَا أَنْزَلْنَاهُ إِلَّا مَنبُتًا (بنی اسرائیل ۱۲)

اور اسی ہی آیتیں سورۃ الفتح و سورۃ الاحزاب و سورۃ الفرقان میں بھی ملتی ہیں۔ ان ساری آیتوں سے اتنا واضح بلکہ موکہ طور پر واضح ہوتا ہے کہ آپ کے ذمہ فریضہ تبلیغ و دعوت تھا اور آپ شروع ہی سے ”بشیر“ ”نذیر“ ”بشیر“ اور ”مشاہد“ تھے اور یہ سب تصریحات اگر نہ ہوتیں، جب بھی خود لفظ رسول کے اندر اجمالی فرائض

آگے تھے۔ رسالت کے معنی ہی یہ ہیں کہ کسی کو پیام کسی کو پہنچانا تو آپ کی پیام بری اور پیام رسالتی میں تو کوئی اشتباہ اول روز ہی سے نہ تھا۔ گھنگھوڑے اس میں ہے کہ آپ کا مخاطب کون سا گروہ کون سا طبقہ، کون سی انسانی آبادی تھی؟
قرآن مجید کے مطالعہ سے معلوم ایسا ہوتا ہے کہ آپ کے سچے مبلغین و ہدایت سب سے پہلے آپ کے کنبہ اور برادری و اولیٰ کی ہوئی اور یہ آیت نازل ہوئی۔

وَأَنْذَرْتَهُمْ يَوْمَئِذٍ لَّا قَرِيبٌ مِّنْهُمُ
اور اپنے قریب کے مخالفان و اولیٰ کو ڈراسیے۔
(العنکبوت: ۱۱)

اور قدرۃ آغاز میں سے ہونا بھی تھا۔ اس کے بعد پھر اس قدر حق ترتیب سے دائرہ دعوت وسیع ہو کر قوم عرب یعنی نسل انیسویں تک پہنچا۔ اس کی جانب رہنمائی متعدد آیت سے ہوئی ہے۔
مثلاً۔

لِيُخَذِرَ قَوْمًا مَّا أُنذِرُوا
تاکہ آپ ڈرائیں اس قوم کو جس کے آداب و اطوار
أَيَّامَهُمْ فَهُمْ عَاذِلُونَ۔
ڈرانے نہیں گئے ہیں وہ اس سے بے خبری
(یونس: ۱۱۸)

اس قوم سے کھلی ہوئی مراد قوم عرب یعنی انیسویں سے ہے۔
دوسری آیت اسی تائیدی معنی میں ہے۔

لِيُذِخِرَ قَوْمًا مَّا أَتَاهُمْ ذِئْبٌ
تاکہ آپ اس قوم کو ڈرائیں جن کے پاس آپ سے
قَبْلُ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالرَّسُولِ
قبل کوئی ڈرانے والا نہیں آیا ہے۔
(العنکبوت: ۱۱)

اور یہی مفاد اس قسم کی آیتوں کا بھی ہے۔ جن میں یہ آیا ہے کہ آپ رسول کے درمیان مہربان کئے گئے ہیں ان کی اصلاح و ہدایت کے لیے۔ مثلاً۔
هُوَ الَّذِي بَدَأَ خَلْقَ الْإِنسَانِ فِي الْأَحْسَنِ مِن دُونِ
اور وہی ہے جس نے انیسویں کے درمیان ایک
رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ
انیسویں میں سے رسول مہربان کیا۔ جو انیسویں اس
آيَاتِهِ وَيُرَكِّبُهُمْ وَيُعَلِّمُهُمُ
کی آیتیں پڑھ کر کرسناتا ہے اور انیسویں پاک

الْحِكْمَةَ وَالْعِزَّةَ وَالْإِن
صاف بناتے ہیں اور انہیں کتاب و روانی کی تعلیم
كَأَنَّهُمْ قَبِلُوهَا كَقَبْلِ لَوْ كُنُوا
دیتے ہیں۔ اگرچہ یہ لوگ قبل اس کے کھلی ہوئی گمراہ
مُتَّبِعِينَ۔ (المحمد: ۱۱)

انیسویں سے کھلی ہوئی مراد انقری یعنی کرسنظر کے ہاشمے ہیں اور سب اس کے ساتھ وہ آیت ملانے جاسے۔ جس میں قرآن مجید کی دعا حضرت ابراہیمؑ حضرت اسمعیلؑ نے اپنی ذریت کے حق میں کی ہے۔ یعنی یہ۔

رَبَّنَا وَاجْعَلْ لَّنَا مِن دُونِنَا
لے ہمارے رب ہماری ذریت کے درمیان ایک
رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ
رسول انیسویں میں سے اٹھا جو انیسویں، تیری آیتوں
الْحِكْمَةَ وَالْعِزَّةَ وَالْإِن
پڑھ کر سانسے اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم
إِنكَلَتْ آتَتْ الْعَرَبَ لِنَبِيِّهِمْ
دے اور انہیں پاک صاف بنانے بیٹھ کر تیری
(البقرہ: ۱۲۵)

ذریعہ سے اور نکتہ والا بھی۔
تو یہ بات اور بھی صاف ہو جاتی ہے کہ اہمیت دعوت ساری نسل انیسویں سے۔
اب اس کے بعد دائرہ دعوت میں اور وسعت ہوتی ہے اور خود رسول پاک کی زبان سے یہ کہلایا جاتا ہے۔

وَأَوْحِيَ إِلَيْنَا هَذِهِ الْفُرْقَانُ
اور میری طرف یہ قرآن دکھایا گیا ہے تاکہ اس کے
بِأُذُنٍ رَّبِّكُمْ بِهِ وَهِيَ بَيِّنَةٌ
ذریعہ سے میں تمہیں بھی خبردار کروں اور میری کسی
(الانعام: ۲۵)

اس ایک ومن مبلغ کے اضافہ نے یہ صاف کر دیا کہ دعوت محمدی اب انیسویں کے ساتھ مخصوص و محدود نہیں جو آپ کے غنا طیبین اول تھے۔ بلکہ اس کا دائرہ وسیع ہو کر اس ساری آبادی کو بھی محیط ہو گیا ہے۔ جہاں تک قرآن پہنچ جائے اور چونکہ قرآن کے پہنچ جانے کا امکان روئے زمین کے ہر گوشہ تک ہے اس واسطے دائرہ دعوت بھی گویا اب سارے عالم تک وسیع ہو رہا ہے۔

یہ استنباط پھر بھی بالواسطہ تھا اور کچھ اس قسم کا تیسرے محکم دین والی آیت سے بھی

نکالا جا سکتا تھا یعنی :-

الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَ
آتَمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي . (الانعام ۱۰۷)
آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر میری رحمت کو بھی پوری کر دیا ہے۔

اور کہا جا سکتا تھا کہ جب یزید کی تکمیل ہو چکی ہو تو اللہ کا انعام بہر طرح پورا ہو گیا، تو اب اولاد آدم کو بھی بقدر اس کے فیض سے باہر کیوں رہے۔ لیکن اب اس بالواسطہ استدلال اور استنباط کی بھی ضرورت ضروری بلکہ صاف اور کھلے لفظوں میں ارشاد ہونے لگا کہ یہ پیام محمدی تک گیر نہیں بلکہ عالم گیر ہے ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے۔

تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ
عَلَىٰ عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نُبُوءًا .
(الفرقان ۲۵)
بیرکت ہے وہ ذات میں نے فیصلہ والی کتاب اپنے بندہ (مخبر) پر نازل کی تاکہ وہ سارے عالم کو خبردار کرنے والا ہے۔

اور دوسری جگہ ہے۔
إِن هُوَ إِلَّا وَكُوْنِي لِلْعَالَمِينَ
(الانعام ۱۰۸)
یہ تو (سمان) نہیں ہے مگر نصیحت سارے عالم کے لیے۔

اور تیسری جگہ براہ راست رسول اللہ کو خطاب کر کے ارشاد ہوا ہے۔
قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ
إِلَيْكُمْ جِيئَابِ اللَّهِ الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ
وَالْأَرْضِينَ . (الاحزاب ۵۰)
اور تم نے نہیں جیسا آپ کو دلے پیرا مگر سارے ہی انسانوں کے لیے بشیر اور نذیر بنا کر۔

پھر چوتھی آیت بھی ایسی ہی واضح و صریح ہے۔
وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَآفَّةً
لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا .
(الاسراء ۳)

غرض یہ کہ آپ کی اہمیت و دعوت کا ساری نسل آدم کی طرف ہونا ہر طرح ثابت

toobaa-elibrary.blogspot.com

اور یقینی ہے لیکن ظاہر ہے کہ آپ کا سابقہ پر یک وقت ساری دنیا سے اور دور دراز نینے والی قوموں سے کیونکر ہو سکتا تھا۔ قدرہ بڑا راست سابقہ آپ کو انہیں لوگوں سے پیش کیا۔ جو جزائی اہل قبا سے آپ سے متصل تھے یعنی عرب اور خصوصاً اس کے شہروں مکہ و مدینہ یا ان کے حوالی میں آباد تھے۔ تو اب تاریخی سوال یہ رہ جاتا ہے کہ ان اہل ملک کے حضور پر پیام کی پذیرائی کس حد تک اور کیونکر کی؟ اور میں سے ایک بڑا طویل باب آپ کے معاصرین سے حلقی شروع ہوتا ہے۔

مسلمانوں کے سیاسی کارنامے

آج اہل مغرب اس بات پر نازاں ہیں کہ انہوں نے مسیح کے میدان میں جید حیرت انگیز کارنامے انجام دیئے ہیں لیکن وہ مجبوراً سمجھتے ہیں کہ ان کا سیاسی کارنامہ کچھ نہیں مسلم فکریات کا بڑا اہم عمل دخل ہے اگر عرب سائنسی ایجاد و اکتشاف کے مشعل بڑا زہر ہوتے تو آج کو یہ اندھیرا ہی ہو جاتا۔

زیر نظر کتاب کے فاضل مصنف نے مسیح کے مسلمانوں کے سیاسی کارنامے کا علم خیر فیر اور معلوم صنفی سچہ ان ہی انجام دینے والے کارناموں کو بڑی سلیقہ برسط سے بیان کیا ہے اور مدت آن اسلام اور مسیح کے اشتراکات کے زیر محاسل منظر کو ہے۔

ازہر و قیسر محمد طفیل ہاشمی شعبہ علوم اسلامیہ علامہ اقبال اپنی ویڈیو شرح اسلام آباد

(۱) مشرکین

ان میں سب سے پہلے زبر مشرکین کا نام ہے۔ ان کی اہمیت اسی سے ظاہر ہے کہ مشرکین اور انہیں انحرک کا ذکر اور شرک کے بابت احکام قرآن مجید میں صد ہا آیتوں میں وارد ہوئے ہیں اور ان صریح الفاظ کے علاوہ بالواسطہ بھی جو آیات عبارت غیر اللہ کی ممانعت اور اس پر زجر و عتاب میں وارد ہوئی ہیں ان کی تعداد تو اور بھی زیادہ ہے۔ محمد صلعم جو پیام ہے کہ آئے تھے اس کا اہم ترین جز تو حید ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی یکتائی کا اشیاء، ذات، صفات، افعال پر پہلو اور برہنہ ہے۔ قرآن نے اسی پیام کو صد ہا بار دہرایا ہے۔ مختلف پیرایوں میں اور تاکید سب سے زیادہ اسی کی رکھی ہے کہ میں یوں۔

وَقَالَ اللَّهُ لَا تَتَّبِعُوا آلِهَةً شَرَّ مِنَ اللَّهِ سَلَّمَ لِمَا كُودُوا خَدَا تَرْتَا زَوْه تَوْسِبِ سَبِ سَبِ
اِسْتَعِيْبِ اِنْتَا هُوَ اِلَهٌ وَّ اَحَدٌ (اعلم، ۱۶)
اور کہیں یوں۔

قُلْ اِنَّمَا اتَّبَعْتُ مَشِيْرَتَ اللَّهِ يَوْمَئِذٍ اِنَّمَا اتَّبَعْتُ اِلَهًا وَّ اَحَدًا
آپ کو کہہ دیجیے کہ میں تو بس بشر ہی ہوں۔ تمہیں
جیسا اور مجھ پر وہی یہ آتی ہے کہ تمہارا ایک ہی
خدا ہے۔

(اکف، ۱۶)

(ذم السوء، ۱۵)

کہیں مطلق صورت میں ارشاد ہوا ہے کہ:-

وَاللَّهُمَّ اِلَهًا وَّ اَحَدًا لَا اِلَهَ اِلاَّ هُوَ (البقرہ، ۱۶)

یا یوں

هُوَ اِلَهٌ اِلَهٌ اَحَدٌ اِلَهٌ اَحَدٌ
وہی اللہ ایک اور زبردست ہے۔

(ذم، ۱)

اور کہیں یوں ارشاد فرمایا ہے کہ جیسے میں معیار اسلام یا انبیاء کا ہے۔
قُلْ اِنَّمَا اتَّبَعْتُ مَشِيْرَتَ اللَّهِ يَوْمَئِذٍ اِنَّمَا اتَّبَعْتُ اِلَهًا وَّ اَحَدًا
اِلَهًا وَّ اَحَدًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ۔
آپ کو کہہ دیجیے کہ مجھ پر وہی یہ آتی ہے کہ تمہارا خدا
بس ایک خدا ہے اور اصرار ہے تو اب تم اسلام
لاؤ گے نہ ہو۔

(الانبیاء، ۲۲)

اور اس مضمون کی کئی کئی آیتیں ایک روز میں، بیسیوں ہیں۔ ایک جگہ ایک مختصر حجاج
سورۃ میں ہر قسم کی توحید کا اثبات اور ہر قسم کے شرک کی نفی کر کے لفظ بھی بجا ہے و ائد
کے احاد لایا گیا ہے۔

قُلْ هُوَ اِلَهٌ اَحَدٌ اِلَهٌ اَحَدٌ اِلَهٌ اَحَدٌ
آپ کو کہہ دیجیے کہ وہ اللہ ایک ہے اور سب سے
لَمْ يَلِدْ وَّ لَمْ يُوْلَدْ وَّ لَمْ يَكُنْ لَهٗ كُفُوًا اَحَدٌ
بے نیانہ ہے نہ اس کے کوئی اولاد، نہ کوئی کن
اور اولاد نہ کوئی اس کے ہمراز کا ہے۔
(الاعراف، ۱۸۰)

اہل لغت اور علماء ادب نے کہا ہے کہ احاد واحد کی ترقی یافتہ شکل ہے واحد جمع
تعدد کو قبول کر لیتا ہے۔ لیکن احاد تعریف میں کامل اور تجربہ پذیر میں یکتا ہے اور اگر یہ ال
اضافہ کے ساتھ الاحاد کے لایا جائے تو یہ اسم ذات کی طرح مخصوص ہے اللہ تعالیٰ
کے لیے اور وہو الہ الاھو اور اللہ لا الہ الاھو کی قسم کی توبہ کثرت
آیتیں قرآن میں ہیں۔ جن سے خداؤں کے تعدد یا غیر اللہ معبود کے وجود کی سرسے
سے نفی کی گئی ہے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مکمل میں اس قسم کے شرک جلی
کی بڑی گرم بازاری تھی اور سب سے زیادہ وہی لوگ آپ کا پیام سن کر سختی ان سختی
تھے اور چونکہ آپ مامور تھے تبلیغ پر عنیہ کہ آیات کریمہ:-

فُوَ قَا شُوْرُ (المرثون ۱۰) آپ کلمہ جو بتنے اور خبردار کیجیے۔

اور
يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ بَلِّغُوا مَا أَنزَلْنَا
إِلَيْكُمْ. (الأنعام ۱۰۶) آپ کے رسول آپ پہنچا دیجیے جو کچھ آپ پر نازل کیا گیا ہے۔

اور
فَاتَّقُوا عَلَيْكَ الْبَلَاغَ (آل عمران ۷۵) آپ کے ذمہ تو میں پہنچانا ہے۔

اور
فَاتَّقَا عَلَيْكَ الْبَلَاغَ الذَّمِيْنُ. (الاحزاب ۱۵) آپ کے ذمہ تو میں کلمہ کھلا تبلیغ ہی ہے۔

اور بہت سی دوسری آیتوں سے ظاہر ثابت ہے۔ اس لیے آیات ایک حد تک بالکل قدرتی تھی کہ جو لوگ اپنی ذمہ داریوں میں زیادہ راسخ اور جامد تھے۔ انہوں نے نئی دعوت کو سن کر اس کی مخالفت بھی شدت سے کی اور دعوتِ دوامی و نون کے دشمن ہو گئے۔ انہیں حیرت تھی کہ یہ نیا داعی سارے خداؤں کو چھوڑ کر تھلے ماندہ دنیا کی طرف کیسے بلا رہا ہے۔ کبھی حیرت اور غصہ کے ساتھ کہتے کہ:-

هَذَا سِحْرٌ كَذَّبْنَا بِهِ وَنَسِينَا بِهِ كَذِبَاتِ الْمُرْتَدِينَ
إِنَّ هَذَا لَفِئَةٌ شَاكِرَةٌ. (سجدة ۱۷) یہ جھڑپوں کا کذاب ہے۔ کیا اس نے تمام خداؤں کو کس کس نے خدا بنا دیا ہے۔ آیات تو بہت ہی عجیب ہے۔

اور کبھی یہ کہتے کہ:-
مَا سَمِعْنَا بِهَذَا فِي الْآيَاتِ الْأُولَى
إِنَّ هَذَا إِلَّا آخِرَةُ مَا أَخْتَلَاؤْا. (سجدة ۱۷) ہم نے تو یہ دیکھی اپنے پہلے کلمہ میں سنا نہیں ہوتا ہورگڑھی ہوتی چیز ہے۔

اور اسی طرح قوم نوح نے بھی اپنے نبی کی دعوت کو حیرت پرکھا تھا کہ
مَا سَمِعْنَا بِهَذَا فِي آبَائِنَا إِنَّ هَذَا لَكَلِمَةٌ تَكْذِبُ. (سجدة ۱۷) ہم نے اپنے باپ دادوں سے کبھی تو یہ سنا

أَلَا ذَلِيلِينَ. (المرثون ۲۵) نہیں۔

تقدتہ رسول اسلام کا یہ مطالبہ غنا طہین کو بہت عجیب معلوم ہوتا اور نگرانی کرتا اور ان کی طرف سے فرمائش طرح طرح معجزات کی ہوتی اور بار بار ہوتی کبھی کہتے۔
لَوْلَا نِعْمَتُ اللَّهِ عَلَيْنَا لَكُنَّا عَنْ هَذَا سَوِيْدِينَ. (البقرہ ۱۷۵) ہمارے پاس کوئی معجزہ نہیں ہے۔

اور کبھی پیغمبر کی طرف اشارہ کر کے کہتے ہیں کہ:-
لَوْلَا نِعْمَتُ اللَّهِ عَلَيْنَا لَكُنَّا عَنْ هَذَا سَوِيْدِينَ. (الانعام ۱۵) ان کے پاس ان کے پروردگار کی طرف سے کوئی معجزہ نہیں آتا۔

یہ مضمون یہ ہیں کہ بتوں میں وہم لایا گیا ہے اور کبھی یہ لوگ معجزات کا نام بھی مستحسین طور پر لے دیتے کہ اگر اپنے دعویٰ رسالت اور تعلق باللہ میں ہے تو قرآنِ فلاحِ مطلق عادت و اقامت کر کے ہمیں دکھا دو۔ چنانچہ کہتے۔

لَوْلَا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَرَفَعْنَا فِيكَ ذِكْرَنَا لَكُنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ. (الفرقان ۱۵) ان کے پاس ان کے پروردگار کی طرف سے کوئی معجزہ نہیں آتا۔

اور کبھی یہ کہتے۔
أَوْ يُلْقَى إِلَيْهِ عَنَّا آيَاتٌ بِلُغَاتٍ مُّخْتَلَفَةٍ أَوْ مَعْتَدٍ أَوْ يَأْتِيهِمْ مِنْ بَيْنَ يَدَيْهِ آيَاتٌ بِلُغَاتٍ مُّخْتَلَفَةٍ أَوْ مَعْتَدٍ. (الفرقان ۱۵) ان کوئی قرآن کیوں نہ آتا۔

اور کبھی ان فرمائشیں خوارق و معجزات کی نہرست خاصی طویل طویل ہوتی مشکلیہ کہتے کہ:-

لَهُنَّ نُسُورٌ لَّكَ حَتَّىٰ تَقْتَدِرُ لَنَا
مِنْ الْأَرْضِ يَشْكُوْنَ مَا ظَهَرَ مِنْكَ لَكُنَّ
حِبَّةً لِّمَنْ لَحِيبٌ فَبِعِزَّتِكَ لَقَدْ
أَلْتَمَسْنَا جَنَّةً لَّنَا تَنجِيْنَا

toobaa-elibrary.blogspot.com

أَوْ تَقُوطُ السَّمَاءَ كَمَا زَعَّمَت
الْبَنَاتُ كَمَا أَوتَانِي يَا اللَّهُ
الْمَلَكِيَّةَ قَبِيلاً أَوْ تَكُونُ
لَكَ بَيْتٌ مِنْ زَعْرَفِينَ أَوْ تُزْفَى
فِي السَّمَاءِ (یعنی آئینوں کا)

یہ ساری آیتیں ہیں اور ایسے فراموشی محفلت کے مطالبے اہل کفر خصوصاً قریش
ہی کی جانب سے زیادہ پیش ہوئے ہوتے تھے۔ اور ان کے شرک کے یہ معنی تھے
کہ یہ لوگ اللہ کے وجود کے منکر ہوں اور اس کے بھانے اور اور خدا تسلیم کر رہے
ہوں۔ نہیں یہ لوگ اللہ کے وجود کے پوری طرح قائل تھے لیکن اسے خالصتاً واحد
کیا نہیں۔ بلکہ صرف خدا کے عظم تسلیم کرتے تھے۔ یعنی گو سب سے بڑا خدا اللہ
ہے تاہم اس کے ساتھ یا شاید اس کے ماتحت اور بھی بہت سے خدا ہیں اور
معبودیت و عبادت روانی ہیں اسی طرح ہیں، بلکہ شاید اس سے بھی بڑھ کر اور اس
لیے اس مشرکوں نے منطقیوں میں تعلق نہیں سے زیادہ دیکھا جاوے۔ قرآن مجید نے اس
عقیدہ پر سخت جرح کی اور بار بار سوالات کر کے اہل جاہلیت کو ان کی ہمارت پر
تنبہ و آگاہ کیا ہے پھر ایک جگہ یہ جرحی سوالات بہت دقت کا پلے گئے ہیں،

يَا اللَّهُ خَيْرَ الْبَنَاتِ كَيْفَ كُنْتُمْ
خَلَقْتُمُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَأَنْزَلْتُمْ
لَكُمْ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجْنَا بِهِ
عَنْهُ اشْيَاقَ ذَاتِ بَهْجَةٍ تَتَكَلَّمْنَ
لَكُمْ أَنْ تَخْبِتُنَّ عَنَّا إِنَّهُ مَعَ اللَّهِ
بَلْ هُمْ كَذِبٌ يَكْتُمُونَ إِنَّ اللَّهَ جَعَلَهُ
الْأَرْضَ قَرَارًا وَجَعَلَ خِيَالَ السَّمَاءِ
أَنْهَارًا وَجَعَلَ لَهَا ذَوَابِحًا وَجَعَلَ

دیکھا جاؤ لو کہ اللہ جبرے پاؤہ نہیں یہ لوگ
اس کا شرک ٹھہراتے ہیں کیا وہیں ذات نے
آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور آسمان سے اس
نے تمہارے لیے پانی برسایا۔ پھر اس کے ذریعہ
سے ہر نے دنی دار باغ نکالے اور تم سے تم کو کئی تھا
کہ تم ان کے درختوں کو کاٹ کر لیا اللہ کے ساتھ کوئی
اور خدا بھی ہے یا وہ ذات جس نے زمین کو قرآگاہ
بنایا اور اس کے درمیان درمیان نمایاں بنائیں اور

بَيْنَ الْبَعْرَيْنِ حَاجِزًا إِنَّ اللَّهَ
مَعَ الَّذِينَ كَفَرُوا هُمْ لَا يَعْلَمُونَ
أَفَنْ تَحْيِيهِبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَا
وَيَحْيِيهِبُ السُّوءَ وَيَمْعَلُكُمْ
خُلُقَاءَ الْأَرْضِ وَاللَّهُ مَعَ اللَّهُ
قَلِيلًا مَا تَهْتَكُونَ أَفَنْ
يَهْدِيكُمْ فِي ظُلُمَاتٍ لَبِيبَةٍ
الْمُخْرِجِينَ مِنْكُمْ مِنَ السَّيِّئِ
بُشْرًا يَكْفُرُونَ إِنَّ اللَّهَ مَعَهُ
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مَعَهُ لَئِنْ
سَخَّ اللَّهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ أَفَنْ
يَبْسُدُ الْأَصْفَادَ لَئِنْ
يَرَوْكُمْ كُفْرًا وَسَخَّ اللَّهُ
عَمَّا يُشْرِكُونَ أَفَنْ تَحْيِيهِبُ
الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَا وَتَحْيِيهِبُ
السُّوءَ وَيَمْعَلُكُمْ خُلُقَاءَ

(انفل ۷۵)

اس کے لیے ہر پڑنا تھا اور دو سمندروں کے درمیان
معاہل بنائی گئی تاکہ ان کے ساتھ کوئی اور خدا بھی ہے
نہیں بلکہ ان میں سے اکثر تو کعبے ہی نہیں۔ کیا وہ
جو بجز ان کا (زیادہ) ہوتا ہے جب وہ اس کو
پکارتا ہے اور صحبت کو دکر دیتا ہے اور تم
کو زمین پر صاحب تعرف بتا ہے تو کیا اللہ کے
ساتھ کوئی اور خدا بھی ہے، بہت ہی کم تو لوگ
یاد رکھتے ہیں یا وہ جوتیں خشکی اور سندر کی تیرکیوں
میں راستہ بھٹاتا ہے اور جو زمین کو ہر شے سے پہلے صحبت
ہے جو خوشخبری دیتی ہیں تو کیا اللہ کے ساتھ کوئی
اور خدا بھی ہے، اللہ تر ہے ان لوگوں کے شرک
کیا وہ جو مخلوق کو قتل یا مار کر مارتا ہے اور پھر اس کو
دوبارہ پیدا کرے گا اور میں سزاق دیتا ہے ستمانی
زمین سے تو کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا بھی ہے۔
آپ کے کہ تم اپنی ذہلی لاؤ اگر تم دعویٰ شرک
میں اپنے ہو۔

ان آیتوں میں مشرکین پر محبت قائم کی ہے کہ حسب اللہ ہی غافل و غافلہ و رازق و ذائق
اور ناظم اور سرپرست اور تم اسے تمام تسلیم بھی کرتے ہو تو آخر یہ تمہیں کیا سوا ہے کہ تم
اس کے ہوتے ہوئے دوسرے دوسرے خداؤں کی طرف جھکتے ہو ان سے اپنی عقلیں
عرض کرتے ہو اور انہیں بھی درجہ معبودیت میں رکھتے ہو!
اوداسی طرح کی آیتیں بلکہ ان سے بھی زیادہ واضح ایک دوسری جگہ بھی وارد ہوئی
ہیں۔ رسول کو مخاطب کر کے ارشاد ہوا ہے۔

قُلْ لَيْسَ الْإِنْسَانُ شَاكِرًا لِمَا كَفَرَ بِهِ وَأَنْتَ

فِيهَا اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ
 سَيَقُولُونَ لَوْلَا فَهُ قُلْ
 اَفَلَا تَعْلَمُونَ قُلْ مَنْ رَبُّ
 السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ
 الْعَظِيْمِ
 سَيَقُولُونَ لَوْلَا فَهُ قُلْ
 اَفَلَا تَعْلَمُونَ قُلْ مَنْ يَبْدِئُ
 مَخْلُوٰتٍ كُلَّ شَيْءٍ وَرَسُوْلٌ
 يٰحْيُوْا وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ
 كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ سَيَقُولُونَ
 لَوْلَا فَهُ قُلْ اِنِّي لَشٰكِرٌ

(المؤمنون ۵۷)

اور اسی طرح ایک جگہ اور انہیں مشرکوں کی زبان سے اقرار کرایا ہے کہ خالق آسمان و زمین اللہ ہی ہے۔

وَلٰكِن سَاَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ
 السَّمٰوٰتِ وَاَلْاَرْضِ لَيَقُوْلُنَّ
 اللّٰهُ - (احقاف ۳۷)

چنانچہ جبرائیل نے انہوں میں اشیاء توحید اور مانعت مشرک پر زور دیا ہے وہاں اکثر یہ بھی بڑھا دیا ہے کہ عبادت کا اقتدار بھی صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

فَاعْبُدُوْا اللّٰهَ وَلَا تَشْرِكُوْا بِهٖ
 شَيْئًا (النصار ۶۵)

وَلَا يُشْرِكْ لِفِ بَعْبَاوَةٍ رَبِّهٖ اَعْتَادًا
 (انسان کو پناہ ہے کہ) اپنے پروردگار کی عبادت

(احقاف ۳۷) میں کسی کو شریک نہ کرے۔

جن کی عبادتوں میں یہ مشرکین عرب گئے ہوتے تھے۔ ان کا وجود خارج میں سرے سے تھا ہی کہاں؟ ان لوگوں نے محض ایک خیالی اور فرضی وجود دھپکا کر رکھا تھا۔

سَابِقُہٗ وَاَنْتَ وَاَنْتَ وَاَنْتَ وَاَنْتَ
 اِسْمَاہٗ سَبَقَتْہَا اَنْتُمْ وَاَنْتُمْ
 نَا اَنْزَلَ اللّٰهُ بِہَا مِنْ سُلْطٰنٍ

(یوسف ۵۷)

اس شرک کا ایک خاص مظہر بت پرستی نام ہے کہ اس کی مانعت وارد ہوئی۔
 فَاٰتٰیہٗ وَاَلْوٰیہٗ وَاَلْوٰیہٗ
 بتوں کی پبیدی سے بچو۔

الادوات - (۱۷۷)

اور یہ اذنان ہی کا لفظ پرانی مشرک قوموں یعنی قوم نوح (عنکبوت ۷۴) اور قوم لوطیم (عنکبوت ۱۳) کے حق میں بھی وارد ہو چکا ہے یہ سورتیاں عموماً پتھر کی بنی ہوئی ہوتی تھیں چنانچہ قرآن مجید میں دو جگہ بزرگ آتش و زرخ کے سلسلہ میں انسانوں کے ساتھ پتھروں کا آیا ہے۔ ایک جگہ سورۃ البقرہ کے رکوع ۳ میں وَخُذُوْهَا النَّاسُ وَ الْحِجَابَۃَ اور دوسری جگہ انہیں الفاظ کے ساتھ سورۃ الاحقاف کے رکوع اول میں تو دونوں جگہ پتھر سے مراد پتھر کی ترش ہوئی سورتیاں ہیں اور ان بڑی سورتیوں میں سے تین کا ذکر نام کے ساتھ قرآن مجید میں آیا ہے ایک لالت و دوسرے عزی اور تیسرے سات۔
 اَلْوٰیہٗ وَاَلْوٰیہٗ وَاَلْوٰیہٗ
 مَنَآةَ النَّاٰیِۃَ الْاَمْثُوْرَیۃَ
 اور تیسری اور سات پر۔

(الجم ۱)

تاریخ وسیع کی کتابوں میں آیا ہے کہ یہ تینوں بت عرب کے مشہور پر تو تھے بتوں کے تھے اور قرآن مجید نے قوم نوح کے بتوں کی باتوں کے نام سورہ نوح ۷ میں لگائے ہیں۔ ورسوع۔ بیوقوف۔ بیوقوف۔ نسر۔ تاریخیوں میں آیا ہے کہ یہ بت جہلی عربوں کے

toobaa-elibrary.blogspot.com

بھی تھے اور عراق سے اگر عرب میں بھی پہنچے گئے تھے۔

اہل جاہلیت کا اپنی صفائی میں کتنا یہ تھا کہ ہم ان بتوں کو کہیں خدا سمجھوئے ہی سمجھ رہے ہیں۔ ہم تو انہیں بارگاہ خداوندی کے لیے محض ایک وسیلہ گردانتے اور انہیں محض شافع یا سنا کر سنانے والے سمجھتے ہیں۔

مَا تَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُوهُنَا إِلَى اللَّهِ وَاللَّهُ ذُو الْعَرْشِ الْعَظِيمِ (الزمر: ۲۴)

ان شرکاء خدا کے عقل کے نقلی اعتراف و اعتقاد کے ساتھ عمل میں ان مشرکین عرب کا یہ حال تھا کہ اپنی پیادار اور اپنے جانوروں میں بوجھنے لگاتے، ان میں اللہ کے نام والے سمجھتے تو بتوں کی طرف سے تکلف منتقل کر دیتے لیکن یہ نہ کرتے، کہ بتوں والے سمجھتے تھے اللہ کی طرف منتقل کر دیں چنانچہ ارشاد ہوا ہے۔

وَجَعَلُوا لِلَّهِ شِرْكَاً ذُرِّيَّتَ اللَّهِ حَبَشَةً عَلَى الْكُرْسِيِّ وَآلِ الْأَنْبِيَاءِ قَبِيلًا قَدْ أَهْلَآ اللَّهُ بِرِضْوَانِهِ مَنَازِلَ يُرْجَى لَهَا جَنَّةٌ مَّا كَانُوا لِلشِّرْكَاءِ مِنَّا قَدِمُوا إِلَى اللَّهِ وَآلِهِمْ فَلَا يُصِلُ إِلَى شُرْكائِهِمْ هُوَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ (الاعراف: ۱۶۵)

اور اللہ تعالیٰ نے جو کچھ بتوں اور موشی پیدائے ہیں۔ ان لوگوں نے اس میں سے کچھ حصہ اللہ کو متبرک کیا ہے اور بزرگ خود رکھتے ہیں کہ یہ ہمارے بیٹوں

ہے۔ جو چاہیں گے جمودوں کی جوتی ہے وہ تو اللہ کی طرف نہیں جوتی ہے اور جو بتوں کی جوتی ہے وہ ان کے جمودوں کی طرف ہی جوتی ہے

یہ کیلئے ہی تجویز ان لوگوں نے کیا کہ جس سے ان مشرکوں کے اشران مشرکوں کے اعمال اور ساری زندگی پر بھی پڑا تھا اور یہ لوگ طرح طرح کے خرافات و ادا میں مبتلا ہو گئے تھے۔ ان میں سے ایک بڑی چیز

ان کی عادت اولاد دشمنی اور کھانے پینے کی چیزوں میں سے نفلان نفلان نفلان نفلان طبع کے لیے حرام کر لینا تھا۔ قرآن مجید نے اسی سورہ انفصام کی اسی آیت کے متصل

ان چیزوں کو بھی خدا تفصیل سے بیان کیا ہے۔ شروع کی آیت ہے۔

وَكَذَلِكَ رُبَّمَا لِيُذَكِّرَ الَّذِينَ لَمْ يَرْجُوا يَوْمَ الْحِسَابِ (الاعراف: ۱۶۵)

الْمُشْرِكِينَ قَتَلُوا أَوْلَادَهُمْ شَرِكَةَ آبَائِهِمْ وَإِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ عَالِمِينَ وَيَتَّبِعُهُمُ الْغَيْبُ وَأَنبِيَاءُهُمْ يَكْفُرُونَ (الاعراف: ۱۴۵)

اور آخری آیت ہے۔

قَدْ خَسِرَ الَّذِينَ قَتَلُوا أَوْلَادَهُمْ سَكِينًا مِّنْ غَيْرِ عِلْمٍ وَعَتَوْا عَلَيْنَا وَأَنزَلْنَاهُمْ فِي قُلُوبِهِمُ الْقَدْرَ وَاللَّهُ يَخْتَرُ أَمْرًا عَظِيمًا قَتَلُوا نَفْسَهُمْ وَإِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ (الاعراف: ۱۴۶)

بت پرستی کے علاوہ یہ مشرکین ملائکہ پرستی میں بھی مبتلا تھے اور ملائکہ کو انہوں نے خدایکیشیاں یا دیویاں ٹھہرایا تھا۔ ارشاد ہوا ہے۔

وَسَجَعُوا إِلَيْهِ مِن دُونِهِ آلِهَةً مَّرْبُوتَاتٍ إِنَّا أَنزَلْنَاهُنَّ لِتُكْفَرَنَّ بِأَسْمَاءِ هُنَّ إِنَّمَا هُنَّ آيَاتُ اللَّهِ يَتَذَكَّرُ لَهَا الْإِنْسَانُ إِذْ هُوَ قَائِمًا يَلْفَافٌ يَتَذَكَّرُ لَهَا الْإِنْسَانُ إِذْ هُوَ قَائِمًا يَلْفَافٌ (الاعراف: ۱۶۵)

اور دوسری جگہ رسول سے خطاب ہے۔

كَمَا سَأَلْتَهُمْ لَئِن لَّمْ يَكْفُرُوا لَكَ يَا مُحَمَّدُ وَإِن لَّمْ يَكْفُرُوا لَكَ يَا مُحَمَّدُ وَإِن لَّمْ يَكْفُرُوا لَكَ يَا مُحَمَّدُ وَإِن لَّمْ يَكْفُرُوا لَكَ يَا مُحَمَّدُ (الاعراف: ۱۶۵)

ملائکہ پرستی کے علاوہ جنات پرستی بھی ان کے ائمہ موجود تھی۔

وَجَعَلُوا لِلَّهِ شِرْكَاً الْجِنَّةَ وَالشُّعْرَةَ وَالشُّعْرَةَ وَالشُّعْرَةَ (الاعراف: ۱۶۵)

میں اپنی اولاد کے ہلاک کر ڈالنے کے بتوں سے پھانسا ہوا تھا۔ ان کے بتوں کو ہلاک کر ڈالنے کے بتوں سے پھانسا ہوا تھا۔ ان کے بتوں کو ہلاک کر ڈالنے کے بتوں سے پھانسا ہوا تھا۔

یہ بتوں کے بتوں سے پھانسا ہوا تھا۔ ان کے بتوں کو ہلاک کر ڈالنے کے بتوں سے پھانسا ہوا تھا۔ ان کے بتوں کو ہلاک کر ڈالنے کے بتوں سے پھانسا ہوا تھا۔

یہ بتوں کے بتوں سے پھانسا ہوا تھا۔ ان کے بتوں کو ہلاک کر ڈالنے کے بتوں سے پھانسا ہوا تھا۔ ان کے بتوں کو ہلاک کر ڈالنے کے بتوں سے پھانسا ہوا تھا۔

یہ بتوں کے بتوں سے پھانسا ہوا تھا۔ ان کے بتوں کو ہلاک کر ڈالنے کے بتوں سے پھانسا ہوا تھا۔ ان کے بتوں کو ہلاک کر ڈالنے کے بتوں سے پھانسا ہوا تھا۔

یہ بتوں کے بتوں سے پھانسا ہوا تھا۔ ان کے بتوں کو ہلاک کر ڈالنے کے بتوں سے پھانسا ہوا تھا۔ ان کے بتوں کو ہلاک کر ڈالنے کے بتوں سے پھانسا ہوا تھا۔

یہ بتوں کے بتوں سے پھانسا ہوا تھا۔ ان کے بتوں کو ہلاک کر ڈالنے کے بتوں سے پھانسا ہوا تھا۔ ان کے بتوں کو ہلاک کر ڈالنے کے بتوں سے پھانسا ہوا تھا۔

یہ بتوں کے بتوں سے پھانسا ہوا تھا۔ ان کے بتوں کو ہلاک کر ڈالنے کے بتوں سے پھانسا ہوا تھا۔ ان کے بتوں کو ہلاک کر ڈالنے کے بتوں سے پھانسا ہوا تھا۔

یہ بتوں کے بتوں سے پھانسا ہوا تھا۔ ان کے بتوں کو ہلاک کر ڈالنے کے بتوں سے پھانسا ہوا تھا۔ ان کے بتوں کو ہلاک کر ڈالنے کے بتوں سے پھانسا ہوا تھا۔

یہ بتوں کے بتوں سے پھانسا ہوا تھا۔ ان کے بتوں کو ہلاک کر ڈالنے کے بتوں سے پھانسا ہوا تھا۔ ان کے بتوں کو ہلاک کر ڈالنے کے بتوں سے پھانسا ہوا تھا۔

یہ بتوں کے بتوں سے پھانسا ہوا تھا۔ ان کے بتوں کو ہلاک کر ڈالنے کے بتوں سے پھانسا ہوا تھا۔ ان کے بتوں کو ہلاک کر ڈالنے کے بتوں سے پھانسا ہوا تھا۔

یہ بتوں کے بتوں سے پھانسا ہوا تھا۔ ان کے بتوں کو ہلاک کر ڈالنے کے بتوں سے پھانسا ہوا تھا۔ ان کے بتوں کو ہلاک کر ڈالنے کے بتوں سے پھانسا ہوا تھا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

حَلَقَوْمٌ - (الانعام ۶۷) اللہ ہی انہیں پیدا کیا ہے۔

جناں کو وہ اللہ کا قربت دار سمجھتے تھے۔

وَجَعَلُوا بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْجَنَّةِ ان مشرکوں نے اللہ اور جنات کے درمیان پتھری

نَسَبًا (اصناف ۵۵) بنا لی ہے۔

آفتاب پرستی اور ماہتاب پرستی کی جو صریح ممانعت قرآن مجید میں آئی ہے۔

لَا تَسْبُحُہُ وَاللَّشْمِیزِ وَلَا لِلْفُتُورِ نہ سوزہ کے آگے جھکنا اور نہ چاند کے۔

دم (المہرہ ۵۵)

اس سے نماز سی ہو تا ہے کہ معاصر مشرکین عرب اجرام فلکی کی پرستش میں بھی بند نہ تھے۔

شراب، جوا، اور تمنا کی مختلف قسمیں اتنی شائق تھیں کہ انہیں سختی سے روکنا پڑا

رَأْسَا الْعَمْرُ وَالنَّبِیزِ مَرُورًا لِصَابِ استیسی ہے کہ شراب اور جوا اور بڑوں کے تھکان

وَالْأَذْلَامُ رُخْسٌ وَمَنْ عَمِلَ الشَّيْطَانِ اور قلعہ کے تیرے سب گندی باتیں شیطان کی کام ہیں۔

سوان سے باہر لگ رہا کہ نفاق پڑ شیطان تو

فَأَجْبِيُوهُ فَعَلِمْتُمْ ثَغْلِيخُونَ - (نسا

یُورِيہُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُؤْفِقَ بَيْنَكُمْ برہنہ پیا ہوتا ہے کہ شراب اور جوس کے ذریعے

العَمَةِ أَوْ فَوَّ الْعَصَا فِي الْقَمَرِ تمارے آہن میں عداوت اور نفی واقع کرے

الْبِیْسُورِ یَسُدُّ لَمْ عَنِ ذِکْرِ اللَّهِ وَعَنِ اور اللہ کی بارے اور ماننے کے ٹم کو ہار کے سواب

الْمَلَأَوْ قَهْلَ أَنْتُمْ مُسْتَهْزُونَ - بھی تم ان ہتھیروں سے ہار آؤ گے۔

(الانعام ۱۴۵)

اور سو خواری کو تو جس اہتمام پر بلخ سے قرآن نے منع کیا ہے وہ دس دلیلوں

کی ایک دلیل ہے اس واقعہ تاریخی کی کہ مشرکین عرب کے معاشرہ میں سو خواری

خوب پرچی رہتی تھی ایک جگہ ایشاد ہوا۔

إِشْقُوا اللَّهَ وَرَدُّوْا مَا بَقِيَ مِنْ اللہ سے ڈرو اور پھر ڈرو نہ تیرے سو کو اگر تم (واقعی)

مسلمان ہو۔

الزُّبُوَانِ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ۔

(البقرہ ۲۸۵)

دوسری جگہ بھی اسی تاکید کے ساتھ۔

لَا تَأْكُلُوا الرِّبَا أَضْعَافًا سونٹا ٹوٹا پروگنا۔ اور اللہ سے ڈرتے رہنا کہ

مُضَاعَفًا قَلِيلًا اللَّهُ يَعْطَاكُمْ تم نفاق پابان۔

تَفْلِيخُونَ - (آل عمران ۱۴۵)

تیسری جگہ اسی شدت کے ساتھ۔

الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لَا بروگ سود کھاتے ہیں وہ (بقرہ) سے نہیں ہیں

يَعْقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ السُّوْفِيُّ گے گلاس شخص کی طرح جس کو شیطان نے اسباب

پینا کر اور نہ بنا دیا ہو۔

يَتَّبِعُهُ الشَّيْطَانُ - (البقرہ ۲۸۵)

اور پھر سب سے بڑھ کر۔

فَإِنْ لَمْ تَقْعَلُوا فَاذْفُوا بِحَبْرٍ اگر تم سود نہیں چھوڑتے ہو تو پتھار جگ سے لو

مِنْ اللَّهِ وَرَسُوْلُهُ۔

اللہ اور اس کے رسول سے۔

اولاد کو بھی کام میں بھی (کچھ آج ہی کے حالات سے ملتا ہوا)۔ معاشی بنیادوں پر

خواب چھلنا ہوا تھا۔ اس لیے علامہ ان آیتوں کے جو پہلے مذکور ہو چکی ہیں۔ اس کی ممانعت

اور اس پر عینی خاص طور سے نازل ہوئی۔ مثلاً۔

وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ خَفِيَةً اور اپنی اولاد کو ہلاک نہ کرنا کہ قمار کی کلانیہ

إِمْلَاقِي تَحْتِ نَوْزِ قَهْمِهِ وَإِنَّا كُمْ إِنَّ سے ہم ان کو بھی مذبی دیتے ہیں اور تم کو بھی

قَتَلَهُمْ كَمَا كَانُوا يُبْرَأُ بَعْدَى كَانُوا بے شک ان کا نہ لانا بڑا بھلائی گناہ ہے۔

(بنی اسرائیل ۴۵)

اس اولاد کو بھی نہیں بھی خصوصیت کے ساتھ رواج و تشریحی کا بعض قیدیوں میں

تھا۔ ان کے شرع منہ کرنے کا ذکر حضرت علی ان سے سوال کے وقت کیا گیا۔

وَأَذَا السُّوْفُؤُةَ فَمَا سَبَلْتِ يَا بِنْتِ اور جب ذمہ دہن کی گئی، ان کے سے رشتہ میں اصل

ہو گا کہ کس جرم میں مار ڈالی گئی۔

(انکبوت)

بے حیائی بے ایمانی بلکہ بے سستی کے عیب بھی عام تھے چنانچہ ناشستر و
نوشکر کی عادت بابر آسانی سے اور اس قسم کی کہنتیں بھی جلا جاتی ہیں۔

وَلَا تَقْرُبُوا الْعَوَاجِذَ مَا ظَهَرَ
وَمَتَّحُوا صِبْطَكُمْ - (الانعام ۱۹۵)
یا مشرک!

قُلْ اِنَّ الْعَوَاجِذَ
مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَّنَ -
آپ کہہ دیجئے کہ میرے پروردگار نے توں میں عیبوں
کو حرام کر دیا ہے۔ خواہ علانیہ ہوں یا پوشیدہ۔

(الاحزاب ۴۷)

اور دنیا کے لیے جو ہر جاہلی تمدن کی طرح اس عرب تمدن میں عام تھا۔ یہ تمہیدی
حکم نازل ہوا۔

وَلَا تَقْرُبُوا الزَّانِاَةَ كَمَا
كَانَتْ اور ناکہ پاس بھی نہ چمکے بے تکسہ و بی حیائی
فاحشہ و سآء سبیل۔ (دینی اسرار ۳۴) ہے اور ایک بری ماہی۔
ایک دستور بھی جاری تھا کہ خوشحال لوگ اپنی پاملوں کے جسم کو گریہ پر چلاتے تھے
وہی محمدی ماسے کیسے نظر انداز کر سکتی تھی۔ ارشاد ہوا۔

وَلَا تَكْفُرْ هُوَآ فَتَيَا كَيْفَ كُنْتُمْ
عَدُوًّا لِّلْبَنِيَّآءِ - (التورہ ۳۲)

کہیں کہیں عورتوں کو وراثت کمال سمجھ کر خود ان پر بھی تضرع کر لیا جاتا تھا حکم آیا کہ
ایسا ہرگز درست نہیں۔

لَا يَجِدُ كُنْهَكُمْ اَنْ تَرَوْهُا الْعِيَاةَ
عَزَّوَجَلَّ - (البقرہ ۲۰۷)

تم اسے بے ہائز نہیں کرتے نہ بدستی عورتوں کے
ناکسن ہاؤ۔

یہ بھی ایک دستور تھا کہ اپنی عشقی ماں کے سوا اور جو عورتیں باپ کے عہد میں ہوتی
تھیں۔ انہیں مال وراثت سمجھ کر انہیں اپنی بی بی بنایا جاتا تھا۔ یہ رسم بھی مکہ شامی تھی۔
وَلَا تَكْفُرْ هُوَا فَتَيَا كَيْفَ كُنْتُمْ
عَدُوًّا لِّلْبَنِيَّآءِ - اور تم ان عورتوں سے عہد کر دو جن سے تمہارے

النِّسَاءِ اَلَا مَا كُنْتُمْ سَلَفْتُمْ اَقْدَامَكُمْ
فَاجْتَنِبُوا غُفَّاتًا وَسَاءَ مَبِئْثَرًا -
اب حد کر چکے ہوں مگر ہاں جو ہر چکا ہو چکا جب تک
پڑھی میوانی اور نعت کی بات ہے اور بہت بُرا
طریقہ ہے۔

(النساء ۲۲)

عورتوں۔ مردوں کا آزادانہ میل جول اور استلطاق اور باہاس میں بے احتیاطی اور
پنڈری۔ آج ہی کہ ان تہذیب تمدن کی طرح عام تھیں۔ ان سب پر طرح طرح کی پابلیں
لگائی گئیں اور حد بندیوں مانگ لگئیں۔ ارشاد ہوا۔

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وِلْيَاتٌ مِّنْ
اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوْجَهُمْ
ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ - (النور ۲۴)

اور عورتوں کے حق میں اس سے کہیں زیادہ پابندیاں بڑھا کر ارشاد ہوا کہ

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغْضُضُوْنَ
اَبْصَارَهُمْ وَيَحْفَظُوْنَ فُرُوْجَهُمْ
وَلَا يُبْدِيْنَ زِينَتَهُمْ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا
وَلِيُحْضِرُوْنَ بَيْتَهُمْ حَتّٰى عَفَىٰ جُنُوْبُهُمْ
وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُمْ اِلَّا لِبُعُوْثَتِهِمْ
اور مومن عورتوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہوں کو
رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور
اپنی زینت کو ظاہر نہ ہونے دیں۔ بجز اس کے
جو اس میں سے کھلا ہوا ہے اور اپنی چادریں
پہنے کر گیالوں پر ڈال رکھیں، اور اپنی زینت
فقط اہل بھروسہ کے لیے ظاہر ہوں۔

(النور ۲۴)

ان تیرہ رشتوں کے نام بھی اس آیت میں آگے درج ہیں۔ رسالت محمدی
کو جو معاشرہ تیار کرنا تھا۔ اس میں بے خلاف معاشرہ جاہلی کے یہ ساری تیرہی ضروری
تھیں۔ چنانچہ آگے ارشاد ہوا ہے کہ

وَلَا يُضْرَبُوْنَ بِاَزْوَاجِهِمْ لِيُعْلَمَ
مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِمْ -
اور عورتوں میں نہ بھی اپنے پیروں کو جس
سے وہ زینت سمجھے وہ چھپاتی ہیں۔ ظاہر ہوجائے۔

(النور ۳۱)

toobaa-elibrary.blogspot.com

بکرا زواج نبی اور نہات نبی کے علاوہ عام مومنات کے لیے بھی یہ قاعدہ نافذ ہو گیا کہ

يُرِيدُ نِكَاحًا مَعَ نِسَاءٍ مِنْ جَلَدِ بَنِي إِسْرَائِيلَ

اپنے اوپر اپنی چلدریں نکالے ہیں۔

(الاحزاب: ۵۷)

ایک جامع آیت میں آپ کو یہ بتا دیا کہ عورتیں حب آپ کی خدمت میں جو بیت اسلام کے لیے حاضر ہوں تو آپ ان سے بیعت نکالیں اور ان کے لیے لیں۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ لِيُحْبِبَنَّكَ عَلَىٰ أَنْ لَا يُسْرِفْنَ فِي مَالِهِمْ شَيْئًا وَلَا يُسْرِفْنَ وَلَا يَكُونَنَّ فِي أَوْلَادِهِمْ إِذَا تَبَايَعْتُمْ بَسْمًا وَلَا يَفْتَرِيْنَ بَيْنَهُنَّ بَيِّنَاتٍ أَوْ يَكُونَنَّ فِي أَوْلَادِهِمْ إِذَا تَبَايَعْتُمْ فِي مَعْرُوفٍ فَلْيَايَحِبْنَ (الممتحنہ: ۲۵)

اور عورت کی عاشرت اس جاہل معاشرہ میں بھی کر لائی کہ جو وہ آپ کے لیے باعث ننگ و کدورت تھا اور اس کے لیے ایسی شرم کی چیز تھی کہ وہ ہر طرف منہ چھپانے پھرتا تھا۔

قرآن مجید عربی معاشرہ کا نقشہ کھینچتا ہے۔

وَإِذَا يُسِّرْنَ عَنْهُنَّ يَتَوَخَّأْنَ إِلَىٰ عُورِهِنَّ فَأَسْرِ بِهُنَّ مِنْ حَيْثُ يَدْرَأْنَ عَلَيْهِنَّ وَإِنَّمَا يَسْرِ عَلَىٰ عُرْسِكُمْ بِهِنَّ لَعَلَّكُمْ تَعْلَمُونَ وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ إِنَّكَ أَنتَ عِنْدَ عُرْسِكُمْ وَأَنْتَ صَابِرٌ وَاصْبِرْ إِنَّ صَبْرَكَ مِمَّا فِي الدُّنْيَا صَبْرٌ أَلِيمٌ (النساء: ۳۴)

اور جب ان میں سے کسی کو نکلی خوشخبری سنائی جاتی ہے تو اس کا چہرہ سیاہ پڑ جاتی ہے اور حضرت کے گوشہ نشین کردہ جاہلہ وہ اس جہز کے رنج سے لوگ سے چھپتا پھرتا ہے اور دل میں سوچتا ہے کہ اسے زلت کے ساتھ قبول کرے یا نہ

زین میں دینی کردے

جاہل حب کے عقائد اور اخلاق و معاملات کی ذمہ داری تو یہ اندھیرے میں ہوا تھا ہی عبادت کے عالم میں بھی جو عبادت و جاہلیت ہی کا عالم تھا۔ کہہ کر وہاں حب انتظام اور اس کے زائرین کی خدمت کو لینے کے باعث فرو سعادت یہ لوگ بھی اپنے لیے سمجھتے تھے جیسا کہ سورہ توبہ کے کرم ۲۷ آیت اَجْعَلْنَهُمْ مِثْلَ آخِذَةِ الْعَلْتِ وَجَمَادَى الْفَسْحِ وَالْعِرَاقِ سَيْبًا مِمَّا يَنْزِلُ فِي أَسْفَلَ الْأَنْحَامِ سے ظاہر ہو رہا ہے لیکن ان کی حیثیت کا طریقہ کیا تھا؟ خانہ کعبہ کے گرد بیٹھائیں بھانا اور تائیاں بجانا۔

وَمَا كَانَ صَلَاةُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ إِذْ أَكْرَمَهُمْ وَكَأَنَّهُمْ كَمِثْلِهِمْ أَوْ كَمِثْلِهِمْ أَوْ كَمِثْلِهِمْ (الانفال: ۳۵)

ان مشرکوں نے خانہ کعبہ پاس نہیں کیا بڑھ گیا بلکہ ان کے لیے عبادت کے وقت تو ان جاہلوں کو رفع برسگی اور لباس سانس کی بھی پرواز تھی اور اس لیے قرآن مجید نے تاکید کی کہ:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا حَتَّىٰ تَسْجُدَ وَتَسْبِغَ الْأَرْبَابَ (النساء: ۶۵)

اور مسلمانوں کی عبادت پر تو یہ لوگ اہل کتاب کے ساتھ مل کر مستحکم و مستحضر ہی کرتے تھے۔

وَإِذْ أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ فِيهِ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ (النساء: ۴)

اور اسے مسلمانوں جب تم پر لاکے لیے پھرتے ہو تو ان کے ساتھ اس کے ساتھ نہیں اور قبول کرتے ہیں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَا إِلَّا اللَّهُ وَهُوَ
مرتبہ ہیں اور جیتتے ہیں اور میں کوئی نہیں مانگے

بجز خدا کے۔

(الحادیہ ۲۵)

یعنی کوئی مخالف بالا راہ موجود نہیں۔ جو کہ بھی ہوتا ہے۔ مادی حیثیت سے نانا
ہی کے الٹ پھیر سے ہوتا رہتا ہے اور آخرت کی جزا و سزا سے انکار تو ان کے ہاں عام
تھا اور جردا کسی درجہ میں قابل بھی تھے وہ بھی اس کے قابل بہر حال نہ تھے کہ موت
کے بعد کسی اور عالم میں جانا اور وہاں کسی عالم سے سابقہ پڑتا، اور کسی مالک کے حضور
میں جانا ہے۔ یہ علامتیں تھے۔

إِن جَاءَ الْآخِرَاتُ لَنَا الْفَيْتَا وَمَا
کونہم کی تو میں فی الحال کی ہے اور ہم بعد کمال
نَحْنُ بَسْبَعُونَ فِيهَا. (الزمر ۳۵)

انکار آخرت کے اقوال قرآن مجید نے ان لوگوں کی زبان سے اس کثرت سے
نقل کئے ہیں کہ سلام ایسا ہونے لگتا ہے کہ شاید انکار توحید سے بھی بڑھ کر یہ لوگ نکال
آخرت میں سخت تھے اور یہ بات ان کی سمجھ میں کی طرح نہیں آ رہی تھی کہ اس
سیات مادی کے بعد ایک اور عالم بھی ہے، جہاں اس زندگی کے اعمال کی پیش
جوگی۔ ان پچاسوں بلکہ شاید سیکڑوں اقوال سے صرف دو چار بطور نمونہ نقل ہو جاتے
کافی ہوں گے۔

يَقُولُونَ إِنَّمَا كُرْهُوا دُونَ فِي
الْمَآخِرَةِ وَإِذَا كُنَّا عِظَامًا مَّخْرُوقَةً
قَالُوا يَا لَيْتَنَا نَبْشٌ
خدا کی ہوگی۔

(الزمر ۱۷)

اور جنات کی زبان سے ہے۔

إِنَّهُمْ ظَنُّوا كُنَّا ظَنَنْتُمْ أَنْ كُنَّا
يَعْتَقُ اللَّهُ أَحَدًا.
اور یہاں تو جنات نے خیال کر لیا تھا۔ واپسی ان
انسانوں سے بھی خیال کر لیا تھا کہ کسی کو دوبارہ
زندہ نہیں کرے گا۔

(الحج ۱۷)

اور پھر ایک جگہ منکرین کا قول نقل کیا ہے۔

هَذَا أَشْيَاءٌ حَسْبُكُمْ وَإِذَا مِتْنَا
وَكُنَّا تُرَابًا ذَلِكُمْ رَجْعٌ أَيْبَسِيئَةٌ.
یہ تو تمہاری بات ہے کیا جب ہم مر گئے اور مٹی
ہو گئے تو دوبارہ زندہ ہوں گے، یہ دوبارہ زندہ
ہونا کہ جسبت ہی بعید ہے۔

(رق ۱۵)

پہلی مرتبہ اس تذکرہ آخرت پر بڑی حیرت سے لوگ آپس میں کہتے۔

هَلْ نَسْنَا نَكُنْ عَقْلٌ زَيْدِي
يَعْبُدُكُمْ إِذْ أَمْزَقْتُمْ هَلْ نَسْنَا فِي
إِنَّمَا لَيْتُنَا نَحْنُ حَيَّةٌ وَإِنْ تَدْعَى عَلَيَّ
أَلَيْسَ كُنَّا أَنْبِيَاءَ حَيَّةً.
ہم تم کو ایسا آدمی بتائیں نہ، جو تم کو خبر دے کہ
جب تم پر زندہ ہو جائے تو تم کو ایک نئے جنم
میں آؤ گے اس شخص نے یا تو خدا پر جھوٹا ہاتھ
لایا ہے یا اسے کی طرح کاجنون ہے۔

(اسہ ۱۵)

اسٹوری قول بالکل کافی ہیں۔ ورنہ اگر سارے قول منکرین آخرت کے نقل ہوں
صح ان جملات کے۔ جو قرآن مجید نے رسول اللہ صلی علیہ وسلم کی زبان سے ادا کر دیے ہیں
تو مقالہ اپنے حدود سے گزر کر ایک مستقل رسالہ کی ضخامت اختیار کر جائے۔

انہیں منکرین میں ایک بہت بڑا فرقہ لیا بھی تھا۔ جو کھانا اور خدا سے عطر کا
قابل کسی حد تک تھا۔ لیکن وہی انہی اور نبی کے ذریعہ سلسلہ ہدایت کا یسر منکر تھا۔ اس
کی سمجھ میں یہ تو آجاتا تھا کہ خدا کے اولاد سے یا یہ کہ خدا نے انسانی قالب اختیار کر کے
دنیا میں آگیا۔ لیکن یہ کسی طرح بھی اس کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ خدا نے ایک بشر کو
ذریعہ ہدایت بنا کر بھیجا اور اسے مرضیات الہی کے تمام نکتے اور طریقے بتلا دیئے یہ
لوگ گجڑ کہتے۔

أَيُّكُمْ يَهْدِيكُمْ كُنَّا. (التائبین ۱۷)

جاری ہدایت کو بشارت ہے۔

اور میں بھی یہ کہ

أَعْبَدُ اللَّهَ نَسُوا أَنْ مَسُوا

کیا خدا نے رسول بنا کر بشر کو بھیجا ہے؟

(بقرہ ۱۷۱)

toobaa-elibrary.blogspot.com

کبھی تو بس میں میرے حق میں سرگوشیوں میں کہتے۔

هَذَا هَذَا الْاَبَشْرُ قَيْلُكُمْ
یہ تو بس تم ہی پس ایک بشر ہے۔

(انبیاء ۱۵)

اور کبھی آپ کے لازم بشریت کو آپ کے خلاف بطور دلیل کے پیش کرتے۔

مَا لِهَذِهِ الدُّعْوَىٰ تَالِكُ الْكَلَامِ
اس چیز کو کیا ہوگا وہ کہا کا کہا ہے اور بانوں

وَيَسْئَلُ فِي الْاَسْوَاقِ لَوْلَا اُنْزِلَ
میں چتا پرتا ہے۔ اس کی طرف کوئی فرشتہ نہیں
الَيْكَ مَلَكٌ۔ (الفرقان ۱۵)

اور چونکہ بشر پر وہی آسمان لوگوں کے راج کرتا ہے میں بشریت کے منافی تھا میں
یہ ہے لوگ قدرت کے مخدب رسول پر مجبور تھے اور کبھی یہ کہتے کہ آپ مجنون ہیں۔

وَقَالُوا يَا اَيُّهَا الَّذِي نَزَّلَ عَلَيْنَا
اور ان لوگوں نے یہ کہا کہ اسے وہ شخص میں پر قرآن
الذِّكْرُ اِنَّكَ لَمَجْنُونٌ۔
نازل کیا گیا ہے تم تو مجنون ہو،

(الحجر ۱۷)

کبھی کہتے

اَمْ يَدْعُونَ
(الہمارع ۱۸)

انہیں کیا پوچھتے ہیں۔

خود ان کے متعلق سوال کیا ہے۔

یہ چنگہ (المومنہ ۲۷) کیا ہو لوگ آپ کی نسبت جنوں کے قائل ہیں؟

شخص و تجویز میں آپ خیالی مضمون ہانڈھنے والے اور موثر عبارت
میں انکارنے والے شاعر ٹھہرتے اور آپ کی وہی قرآنی ایک خواب پریشان اور آپ
کی گڑھی ہوئی قرآنی۔

كُلٌّ قَالُوا اَضْحَاكُ اَحْلَامٍ بَلِ
اَفْتَرَا اَوْ بَلِ هُوَ قَائِلٌ۔
بکروں انکار نے تو فی الحقیقت پریشان ہیں بیکر انہوں
نے اسے تراش لیا ہے۔ بلکہ ایک شاعر شخص ہے۔

(اومہیا ۱۸)

دوسری جگہ قرآن کے کہا ہے۔

اَمْ يَقُولُونَ شَاعِرٌ مِّثْرُكُمْ
کیا یہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ تو شاعر ہیں جن کے ہاں

رَبِّبَ الْمُنُونِ۔ (المدرع ۲۷)

اور کبھی شاعری کے ساتھ دیرانگی کا بھی اضافہ کر دیتے

وَيَقُولُونَ اَوَيْنَا لَكَ الْاَلِهَتِنَا
اور یہ لوگ کہتے تھے کہ کیا ہم اپنے دینوں کو ایک

لشاعر مَجْنُونٌ۔ (الاسنان ۲۷)

اور کبھی الفاظ بدل کر اسی مضمون کیوں اور کہتے۔

وَقَدْ بَيَّنَّا هُمْ رَسُولٌ مُّبِينٌ
تو انہوں نے انہوں کو اَلْمَعْلُو

مَجْنُونٌ۔ (الذنان ۱۱)

شاعری اور جنوں کے ساتھ ایک میسر میٹھی صحیح زندگی کی بھی تھی۔

قَالَ الظَّالِمُونَ اِنْ تَتَّبِعُونَ
اَلَا رَجُلًا مَّسْحُورًا۔ (الفرقان ۱۷)

اور یہی مضمون ایک دوسری جگہ

اِذْ هُمْ رَجُلُو اِذْ يَقُولُ
الظَّالِمُونَ اِنْ تَتَّبِعُونَ اَلَا

رَجُلًا مَّسْحُورًا۔

(نہی اسرئیل ۵)

اور کبھی آپ کی نسبت سحر و کمانت کی جانب کہتے جو ان کی دانست میں دو

زبردست اور موثر فن، عیب سے تعلق رکھنے والے تھے قرآن مجید کو اس کی
صاف صاف تردید کرنا پڑا اور کہنا پڑا۔

وَمَا هُوَ يَقُولُ شَاعِرٌ
یہ کسی شاعر کا کلام نہیں۔

اور

وَمَا هُوَ يَقُولُ كَاوِيْنٌ۔ (الانعام ۱۸)

یہ کسی کاہن کا کلام نہیں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

یہ باہر خود بھی کبھی کسی ایک بات پر جھگڑتے تھے اور قرآن نے انہیں مخاطب کر کے صاف کر دیا کہ
 إِنَّكُمْ لَعِنٌ قَوْلٍ مُّخْتَلِفٍ يُؤْفِكُ
 قَوْمٌ كَرِهْتُمْ لَكُمْ فِيهِمْ بَرٌّ مَّا سَمِعْتُمْ بَوَّكُوسَ
 (الاحزاب ۱۵)
 اور ان کے خرافات کے الگ الگ بھی جوابات دیئے اور ان کی ایک ایک غلط بیانی کی تردید کی۔ مثلاً۔
 وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُونٍ (الحکیم)
 اور یہ تمہارے رفیق دیوانے نہیں ہیں۔

وَمَا أَنْتَ بِمُعْتَدِلٍ عَلَيْهِمْ بِمَجْنُونٍ
 (الاحزاب ۱۵)
 آپ اپنے پروردگار سے فضل سے دیوانے نہیں ہیں۔

یا مَعْجُوزٍ
 قَدْ أَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِبَاطِلٍ
 (المعجوزین ۲۵)
 تو آپ اپنے پروردگار کے فضل سے نہ کامیاب ہیں نہ
 دلوئے۔
 قرآن کے اثر سے ان مسکین و معانین کے لیے بھی ایسا ممکن نہ تھا۔ مشاہدہ
 کی چیز تھی قرآنی اثر کی گہرائی اور وسعت و دونوں یہ براہ راست مشاہدہ ہی کرتے ہوتے
 تھے اس لیے اسے آخری ہوتی کہ ہونے پر یہ قرآن انہوں نے دل سے گڑھ لیا ہے اور
 ان کی امداد و اعانت پر ایک پوری جماعت بھی ہے۔

إِنَّ هَذِهِ إِلَّا لَأَعْلَانِيَاتُكُمْ
 وَأَعَانَتُهُمْ عَلَيْكُمْ قَوْمٌ كَارِهُونَ
 (الزکاة ۱۵)
 یہ قرآن تو نری ایک گزشت ہے جس کو اس شخص نے
 گڑھ لیا ہے اور ایک اور جماعت نے اس میں ان کی
 مدد کی ہے۔

پھر آپ کے وصف اُمتیت سے بھی چونکہ یہ لوگ براہ راست واقفیت رکھتے
 تھے اس واسطے یہ کہتے کہ یہ لوگوں کی خرافاتی حکایات انہوں نے کسی سے کھول کر
 ہیں اور وہ انہیں صبح و شام پڑھ کر سنائی جاتی ہیں۔

وَقَالُوا آسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ
 اُكْتَسَبَهَا لَهْوِي تَمَلُّ عَلَيْهِمْ بَكْرَةٌ
 ذَاوِيلًا
 (الاحزاب ۱۵)
 یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ قرآنوں کے بے سند قصے ہیں۔
 جن کو اس شخص نے کسی سے کھولایا اور یہی
 اس کو صبح و شام پڑھ کر سنائی جاتی۔

اور کبھی یہ دور کی کڑی لاتے کہ یہ تو قرآن شخص نے انہیں سکھا پڑھا رکھا ہے۔
 وَكَذَلِكَ نَعَلِّمُهُمُ الْيَقِينُ يَعُولُونَ إِنَّمَا
 مِيعَادُهُمْ يَشْرُونَ (المنزل ۱۴)
 اور یہ خوب جانتے ہیں کہ یہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ تو
 ایک بھڑکنے انہیں سکھا رہا ہے۔

خلاصہ یہ کہ قرآن مجید ان لوگوں کے خیال میں اور آج کے بہت سے دشمن خیال
 فرنگیوں کے خیال کے مطابق ایک گڑھا ہوا کلام تھا۔
 وَقَالُوا إِنَّا هَذَا إِلَّا آفَافُ
 مُصَدَّرَةٌ (الاسراء ۵۵)
 اور یہ کہتے ہیں کہ یہ قرآن تو بجز ایک گڑھے ہونے
 بہتان کے کچھ نہیں۔

بلکہ ان مشرکوں کے ایک نہیں دوسروں نے ایک بار بڑے سوچ بچار کے بعد اپنا
 فیصلہ سنایا تھا کہ
 وَقَالُوا إِنَّ هَذَا إِلَّا آفَافُ مُصَدَّرَةٌ
 (المدثر ۲۵)
 یہ تو ایک بڑا کلام ہے۔

قرآن مجید نے شافی جواب ان میں سے ہر خرافات کا دیا ہے۔ یہاں ان جوابات
 سے بحث نہیں یہاں تو دیکھا نام صرف یہ ہے کہ جس قوم کی براہ راست اور اصلاحی
 کے لیے رسول اللہ مبعوث ہوئے تھے۔ اس کی اقتصاد، عملی، اخلاقی زندگی کا نظریہ
 پس منظر کیا تھا اور اس نے آپ کے پیام کی پذیرائی کی طرح کی۔

شکر میں ڈوبی ہوئی قوم کی نانوہی کی اصل بنیاد یہ تھی کہ یہ باہر جو کلام سناتے ہیں
 اس میں ذکر سارے دینی دیوتاؤں اور چھوٹے بڑے خداؤں کو چھوڑ کر نام صرف
 اللہ ہی کا کیوں لیے جاتے ہیں اور دعوت اس ایک ہی معبود کے سامنے کیوں جیتے
 ہیں۔ قرآن مجید نے انہیں کو مخاطب کر کے فرمایا ہے۔

وَاذْكُرْ اٰلَٰهَ اللّٰهِ وَحَدَّ لَكَ كَلِمَاتٍ ۗ
 اِنْ تَشْرِكْ بِهٖ تُؤْمِنُ بِشَيْءٍ اِلٰهِ (المرس ۱۶)
 اور اگر کسی کو شریک کیا جاتا ہے تو تم انکا کہتے ہو
 خدا اللہ کے نام سے پیشوں و شرکت دوسرے معبودوں کے تو تمہی اصل خدا
 اس سے تمہی کہ اس اللہ کی وحدت پر اصرار کیوں کیا جاتا ہے۔ اور پھر ارشاد ہوا ہے۔
 وَاذْكُرْ اٰلَٰهَ اللّٰهِ وَحَدَّ لَكَ كَلِمَاتٍ
 اور جب تمہا انکا ذکر کیا جاتا ہے تو یہ لوگ نفرت
 کا یقین نہیں رکھتے ان کے دل تبتض ہونے لگتے
 ہیں اور جب اس کے سوا دوسروں کا ذکر کیا جاتا ہو
 تو اسی وقت یہ لوگ غرض ہو جاتے ہیں۔ (المرع ۵)

اور ایک جگہ پھر یہی شہادت قرآن میں کرتا ہے۔
 وَاذْكُرْ تَرِكَلْتُمْ فِي الْقُرْآنِ
 اور آپ جب قرآن میں صرف اپنے پروردگار
 کا ذکر کرتے ہیں تو یہ لوگ پشت پیچ کر چلے جاتے
 ہیں۔ نفرت کرتے ہوئے۔ (نہی اسرائیل ۵۰)

ایسی قوم کو داعی توحید سے نفرت و عداوت ہو جانا لازمی تھا اور قرآن مجید نے
 امت محمدی کو مخاطب کر کے سماجی دبا تھا کہ اہل کتاب کے علاوہ ان مشرکوں سے
 بھی تمہاری بہت کج دلازاری ہونا ہے۔

وَلَسْتُمْ مِّنَ الْاٰلِهَةِ اَوْ شُوا
 اَلْحِثَابِ مِمَّنْ قَبْلِكُمْ وَمِمَّنْ اَلْقٰوِيْنِ
 اَشْرِكُوْا اِلٰهًا مِّمَّنْ قَبْلِكُمْ۔
 اور تم ضرور منگوت بہت سی دلازاری کی باتیں
 ان سے بھی نہیں تو سے قبل کتاب مل چکی ہے۔
 اور ان سے بھی جو مشرک ہیں۔

(آل عمران ۱۹)

(ب)

یہود و نصاریٰ

کئی سورتوں میں ذکر کثرت سے المشرکین کا اور الذین اشروا کا، یا مطلق
 صورت میں الذین کفروا کا یا الکفار کا اور انکفروا کا آتا ہے یا پھر ان سے بھی
 مطلق تر صورت میں الناس کا آتا ہے۔ لیکن معنی سورتوں میں یہ مخاطبت و تذکرت
 اهل کتاب یا الذین اوتوا الكتاب سے ہونے لگی ہے۔

اہل کتاب سے آپ کا سابقہ مہینہ میں انگریزا اور اہل کتاب سے مراد عموماً یہودی
 ہیں مگر کہیں کہیں نصرا بھی اس میں شامل ہو گئے ہیں۔ قیام مکہ میں جب تک سابقہ
 صرف مشرکین یعنی منکرین توحید و آخرت سے رہا۔ اعتراضات کی نوعیت دوسری
 رہی قیام مہینہ کے بعد دوسری ہو گئی۔ اس لیے کہ یہ لوگ توحید اور سلسلہ وحی نبوت کے
 منتظما قائل تو بہر حال تھے۔ آپ نے آتے ہی اہل کتاب کو صلح و آشتی کا پیغام قرآن
 کی زبان سے اور اس کے حکم کی تعمیل میں دے دیا تھا اور اس قسم کی آیتیں بار بار
 تلاوت فرمادی تھیں۔

قُلْ يَا اَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالٰوْا اِلٰى
 كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنِنَا وَبَيْنِكُمْ اِلَّا نَعْبُدُ
 اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نَشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا وَلَا
 يَتَّخِذُ بَعْضُنَا مَبْعُثًا اٰذْيًا بآخَرٍ
 وَدُوْا اللّٰهَ۔ (آل عمران ۶۰)

آپ کہہ دیجیے کہ اہل کتاب ایسے قول کی
 طرف آ جاؤ جو ہم میں تم میں مشترک ہے وہ یہ
 کہ ہم بجز اللہ کے اور کسی کی عبادت نہیں اور
 کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم میں سے
 کوئی کسی کو (پنا) رب بجز اللہ کے نہ ٹھہرائے۔

اور اس حقیقت کو بار بار دہرایا کہ جو کتاب میں لے کر آیا ہوں یہ تو میری تمساری کتاب کی تصدیق کرنے والی ہے کہیں اس کتاب کو۔

مُصَدِّقَاتِنَا لِمَا نَكْتُمُ (البقرہ ۱۱)
 ترجمہ ان کے پاس ہے اس کی تصدیق کرنے والی۔
 ارشاد فرمایا گیا اور کہیں۔

هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِمَا نَكْتُمُ (بقرہ ۱۷)
 یہ تو میری حق ہے (اور) جو کچھ ان کے پاس ہے اس کی تصدیق کرنے والی۔

اور کہیں۔

مُصَدِّقَاتِنَا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يُرِيدُ أَنْ يَهْدِيَ بِهَا النَّاسَ وَيُرِيدُ أَنْ يَمُنُّ بِهِمْ وَتَوَلَّى سَئِيرًا
 اپنے سے پیش رو کی تصدیق کرنے والی۔

(بقرہ ۱۲)

اور کہیں۔

مُصَدِّقَاتِنَا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَمِنَ الْكِتَابِ
 اپنے سے پیش رو کی تصدیق کرنے والی۔

(الانعام ۷۷)

اور کہیں۔

مُصَدِّقَاتِنَا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ
 اپنے سے پیش رو کی تصدیق کرنے والی۔

(الانعام ۷۷)

دفعہ بار اور کہیں بجائے حیدرہ غائب کے حیدرہ غائب میں۔

مُصَدِّقَاتِنَا لِمَا نَكْتُمُ
 جو کچھ تم سے چھپا رہا ہے اس کی تصدیق کرنے والی۔
 اور کہیں کتاب کے بجائے خود صاحب کتاب یعنی رسول ہی کو اھل الذمہ کتاب سا برتر

کا مصدق کہہ کر پیش فرمایا گیا ہے۔

رَسُولٌ مِّنْكُمْ يَتْلُو آيَاتِنَا وَمُصَدِّقٌ
 یہ خدا کی طرف سے رسول ہیں تصدیق کرنے والے
 اس کے جو کچھ تم سے چھپا رہا ہے۔

(البقرہ ۱۲۹)

یا

رَسُولٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا نَكْتُمُ
 رسول تصدیق کرنے والے اس کے جو کچھ تم سے

(آل عمران ۹۷)

پاس ہے۔

وَقَسَّ عَلَیْهِمُ الْكُتُبَ الَّتِي هُمْ يُكْفَرُونَ
 خدا کی کتابیں ہیں۔ قرآن مجید کی پیش رو اور اپنے مخالفین کے لیے سرمایہ ہدایت و
 رحمت۔ مثلاً۔

وَ أَنْزَلْنَا التَّوْرَةَ وَالْإِنْجِيلَ
 اور انہوں نے ہماری تورت و انجیل اس سے قبل
 مِنْ قَبْلِ هَذِهِ بِلُغَاتِنَا لِلَّذِينَ أُوتُواهَا
 لوگوں کی ہدایت کے لیے۔

یا

وَأَنْزَلْنَا مُوسَىٰ السِّبْرَانَ الْوَحِيدَ
 اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور اسے نبی اسرائیل
 هَذِهِ بِلُغَاتِنَا لِيُنذِرَ لِقَوْمِهِمْ
 کہ یہ ہدایت کا ذریعہ ٹھہرا۔

یا پھر۔

إِنَّا أَنْزَلْنَا التَّوْرَةَ فِيهَا هُدًى
 بے شک ہم نے آدمی تورت میں ہی ہدایت اور
 نُورٌ - (الانعام ۱۵۴)

اسی طرح مکرر۔

وَمِنْ قَبْلِهِ كِتَابُ مُوسَىٰ إِنَّمَا أَنَا
 اور اس (قرآن) سے پہلے موسیٰ کی کتاب جو ہم نے
 نَكْتُمُ - (آل عمران ۲۷-۲۸)

مطلیٰ ہدایت آیت بھی۔

وَأَنْزَلْنَا الْإِنْجِيلَ فِيهَا هُدًى
 اور ہم نے اور جو تصدیق کرتی ہے اپنے سے
 وَ نُورٌ وَمُصَدِّقَاتِنَا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ
 پہلے نازل ہونے والی تورت کی اور جس میں آیت
 التَّوْرَةَ وَ هُدًى وَمُصَدِّقَاتِنَا
 نصیحت ہے پر ہر گروہوں کے لیے۔

(الانعام ۷۷)

اور پھر اسی سلسلہ میں یہ آیت بھی۔
 اور انجیل والوں کو چاہیے کہ اللہ نے جو کچھ اس
 وَلِيُحْكَمْ أَهْلَ الْإِنجِيلِ مِمَّا أَنْزَلْنَا
 میں اتارا ہے۔ فیصلہ اس کے مطابق کریں۔

اللَّهُ فِيهِ - (الانعام ۷۷)

لیکن اس ساری رواداری اور مصالحت کرشی کے باوجود ان گروہوں کا یہ غیر دوستانہ اور مصلحانہ ہی رہا۔ یہ بات بظاہر عجیب سی معلوم ہوتی ہے لیکن درحقیقت اس رویہ میں کوئی بات خلاف توقع نہ تھی۔ صدیوں کے جگڑنے ان کی طبیعتوں کو مچ کر کے رکھ دیا تھا اور عقائد و اعمال دونوں ان کے اس قسم کے ہو گئے تھے کہ دعوت اسلامی کی زوریہ لوگ براہ راست اپنے اوپر محسوس کرتے تھے۔

یہ دو ایک دینی اور مذہبی اصطلاح ہے۔ قومی اور نسلی نام ان لوگوں کا بنی اسرائیل تھا۔ بڑا فخر ان کو اپنی عالی نسبی اور ہمہ نژادگی پر تھا۔ گناہ کی جو منزل بھی ان کے سامنے آجاتی تو انہیں اس پر گامزن ہو جاتے اور سمجھتے کہ معاف تو ہر حال ہم ہی جہاں ہیں۔

قرآن مجید سلبہ منظر کشیوں کی ہے۔
يَا عَادُوْنَ عَرَضْنَا هَذَا الْاَرْضَ لَكُمْ
اور یہ لوگ مال متاع اس دنیا سے دنی کا لیتے ہیں۔
وَيَعْتَدُوْنَ مَبْعُوثًا لَّنَا وَاِنَّا يَا عَادُوْنَ
اور کہتے ہیں کہ ہماری مغفرت ضرور ہو جائے
عَرَضْنَا يَشْكُرُهَا يَا عَادُوْنَ
گی اور اگر ایسا ہی مال متاع پھر آجائے تو اسے
بھی لے لیں۔

(اہل قرآن ص ۲۱۷)
اور کبھی اپنی ہمہ نژادگی کے فخر و بھندار میں مبتلا ہو کر کہنے لگتے تاکہ
لَنْ نَسْتَنَالَكُمُ النَّصْرَ اِلَّا اَيَاتِنَا
سوائے کچھ چند روز کے (دورخ کی) آگ
تو ہمیں چھوٹے ہی نہیں۔

قَدْ فُودَاۗءُ۔ (اہل قرآن ص ۲۱۷)
اَيَاتِنَا مَبْعُوثَةٌ اَيَاتِ دَالِ عَرَضْنَا
اور اس قسم کی ساری خوش شایا یاں اس بنا پر نہیں کہ انہوں نے بنیادی حق سے
جی خود ہی گمراہ رکھے تھے۔

وَكَمْ تَرْتَبُوْنَ فِيْ وِيْضِهِمْ مَّا كَانُوْا
اور دن کے بارہ میں ان کے گرسے ہونے۔
يَمْتَرُوْنَ
حمیدوں ہی سے تو انہیں دھوکے میں ڈال
رکھا ہے۔

(آل عمران ص ۳۷)
اپنے علماء و مشائخ کی تنظیم و تنظیم میں غلو کر کے عملاً اسے پرستش کا درجہ دے رکھا

تھا اور سمجھ رکھا تھا کہ ان سے کسی قسم کی غلطی و لغزش کا امکان ہی نہیں۔

اِشْحَادًا وَاَحْبَابًا رَّحِمًا وُرَّهْبًا نَّهْمًا
ان لوگوں نے اللہ کے علاوہ اپنے ماعول اور
آز تابا یوں ڈُونِ اللّٰهِ۔ (اہل قرآن ص ۲۱۷)
مشائخوں کو بھی خدا بنا کر کھرا کیا ہے۔
جنت یا آسمانی بادشاہت میں داخلہ کو یہ اپنی اپنی قوم کے ساتھ مخصوص سمجھ
چکے تھے۔ قرآن مجید نے اس پر جرح کی اور ان سے حجت طلب کی تو یہ کوئی مقبول
جواب نہ دے سکے اور شام بولے۔

وَقَالُوا لَوْ اَنَّ يَتَدُّ لَحُلَّ الْاَبْنَةِ الْاَيَّ
یہ کہتے ہیں کہ جنت میں یہودی انصاری کے سوا
مَنْ كَانَ هُوَ ذَا الَّذِي نَسَّارِي سَلَاةً
کوئی جانے بھی نہ پائے گا یہ ان کا پلٹنے دل کی
اَمَّا يَتَدُّهُمْ قَدْ كَانُوْا اِيْرَهَا نَكُنْكُمْ
آئندہ میں ہیں۔ آپ ان سے کیے کہ اپنی دلیل تو
اِنْ كُنْتُمْ مُّسْلِمِيْنَ۔ (اہل قرآن ص ۲۱۷)
پیش کر دو۔ اگر اپنے حق میں ہے تو ہر

مصلح یہودی اور ان دعا سے دینداری دنیا پرستی میں اوپر سے لے کر نیچے تک
ڈوبے ہوئے تھے۔ رسول کی زبان سے انہیں گویا گیا کہ عالم آخرت کو اپنے ہی
لیے مخصوص سمجھتے ہو۔ تو پھر موت کی تباہی دیکھو۔ لیکن یہ تمنا یہ لوگ کرتے تو کیسے
کرتے جب دنیا میں ستر یا فقر جرتے۔

قُلْ اِنَّ كَانَتْ لَكُمْ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ
آپ کہہ دیجیے کہ اگر عالم آخرت مخصوص تمہارے
وَلَمَّا اَللّٰهُ خَالِصَةً مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ
ہی لیے ہے۔ پھر انہوں کی شرکت کے توہم و
فَتَسَبَّحُوا الْحَمْدَ لِلّٰهِ اِن كُنْتُمْ مُّسْلِمِيْنَ
کی تباہی کے دکھلا دو اگر تم سچے ہمارے ہرگز
وَلَكِنْ يَتَّبِعُوْنَ اَسْبَابَ الْاِيْتَاةِ مَتَّ
اس کی تباہی بھی ذکر کریں گے یہ سبب ان اعمال
اَيُّوْهُمْ وَاَللّٰهُ عَلِيْمٌ بِمَا تَوَلَّوْا سِيْمًا
کے جو اپنے ہاتھوں سے لیتے ہیں اور اللہ کو خوب

(اہل قرآن ص ۲۱۷)
علم ہے ان ظالموں کا۔
قبول حق کی طرف سے ان کی آنکھیں اور ان کے قلب سب بند تھے اور یہ
فخر یہ کہتے تھے۔

قَالُوْا اَلْقُلُوْبُ بِنَا عُرْفُتْ۔ (اہل قرآن ص ۲۱۷)
یہ کہتے ہیں کہ ہمارے قلوب محفوظ ہیں۔

یہود و نصاریٰ دونوں نسلی منافقت کے مرض میں بری طرح مبتلا تھے اور خدا کے ساتھ اپنا محض رشتہ سمجھے ہوئے تھے۔

وَقَالَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَىٰ
نَحْنُ أَبْنَاءُ اللَّهِ وَأَحِبَّاؤُهُ ۗ (البقرہ ۲۵)

فرزند اور اس کے محبوب ہیں۔

رسول کی شناخت میں یہ نہیں کہ انہیں کوئی علمی حد تک پہنچا ہو یا جو بوجھ کر محض اپنی بظنی سے رسول کی صداقت کا انکار کر رہے تھے۔

فَلَقَا حَبَاءَ ۖ لَهُمْ مَاعَزْ فُؤَا كُفُورًا
بِهِ فَكَلِمَةَ اللَّهِ عَلَى الْكُفْرَانِ ۖ

پھر جب ان کے پاس وہ پتھر آہنی جیسے پہچانتے ہیں تو اس کا انکار کر بیٹھے۔ رسول اللہ کی بارگاہیے منکر دل پر۔

(البقرہ ۱۱۷)

علامتوں سے تو یہ رسول اللہ کو اس طرح پہچان چکے تھے۔ جیسے اپنی قوم والوں کو پہچانتے تھے محض خدا اور نفسانیت قبول ہی کی راہ میں حائل ہو گئی۔

الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ
يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ
أَبْنَاءَهُمْ ۖ (البقرہ ۱۱۷)

جن لوگوں کو (پہلے) کتاب آسمانی مل چکی ہے وہ ان (رسول) کو اپنا پہچانتے ہیں۔ جیسا اپنے (اپنے) فرزندوں کو۔

ان کے اکابر و شیوخ جن کی عقیدہ اور رفتار میں شے نہا تے ہیں۔ ان کی خود یہ حالت تھی کہ ہر طرح کی نردماندگی اور باطل پرستیوں میں مبتلا تھے۔

وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ الْأَخْيَارِ
الَّذِينَ هِيَ لِأَيِّ ظُلْمٍ أَمْرًا لِّتَأْتِي بِلَايِلِ
وَيَصْدُقُونَ عَن سُيُئِلِ اللَّهِ ۗ (البقرہ ۲۷)

بے شک ان (اہل کتاب) کے اکثر علماء و مشائخ لوگوں کے ممالن مانتے نارا ڈا کرتے اور راہ خدا سے لوگوں کو روکتے رہتے ہیں۔

یہود جس درجہ کی دنیا پرستی میں مبتلا تھے، قرآن مجید نے اسے بار بار پہنچایا گیا ہے۔ ایک آدھ آیت اس مضمون کی ایسی آپس میں چمکے ہیں۔ اب دو ایک آیتیں اور

ملاحظہ ہوں۔

قُلْ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ هَادُوا إِنَّا

لے پیچھے آپ کہہ دیجیے کہ لے لوگ یہودی

ذَعَبْتُمْ أَنْتُمْ أَوْلِيَاءُ لِلَّذِينَ كَفَرُوا
اللَّهُ فَكَلِمَةَ الْمَوْتِ إِنَّ كُنْتُمْ
صَادِقِينَ وَلَا يَمُوتُونَ ۗ (آیہ ۶)

ہو چکے ہو اگر تم ساری دہی ہے کہ خدا کے پیچھے ہو اور سے لوگوں کو چھوڑ کر تو اگر کے ہو تو موت کی تمنا کر دکھاؤ۔ کیوں تم تمنا بھی نہ کر سکتے کہ

يَمَاتُ قَدَمْتُمْ أَيُّهُمْ ۖ وَاللَّهُ عَلِيمٌ
بِالظَّالِمِينَ ۖ (المجروح)

سبب ان اعمال کے جو اپنے اتوں میں چمکے ہو اور اللہ غیب واقف ہے اپنے ظالموں سے۔

ان آیتوں سے صاف جھلک رہا ہے کہ یہودی مذہب خود اپنے میں مجرم سمجھ رہا تھا اور اس کا رد و انکار نبوت محمدی سے ہرگز کسی اجتہادی غلطی کی بنا پر نہ تھا۔

اور ایک جگہ اور انہیں یہود کے سیاق میں ارشاد ہوتا ہے۔

وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُنَّ النَّارِ
مَعَ حَتِيَاةٍ ۖ وَجِئَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا
أَيُّوَادًا حَدَّهُمْ لَوْ يُعَذَّرُ لَأَفْسَدُوا

اور آپ انہیں زمگنی کا عرصہ اور آدمیوں سے بڑھ کر پائیں گے مشرکوں سے بھی (بڑھ کر) ان میں سے ہر ایک اس ہوس میں ہے کہ اس کی عمر بڑھ

قَمَا هُوَ بِمَرْجُو حِيَاةٍ مِّنَ الْعَذَابِ
أَن يُعَذَّرَ ۖ وَاللَّهُ بَصِيرٌ لِّمَا تَعْمَلُونَ ۖ

سال کی ہو حال انکے یا مکر (انتہی) عمر ہو جائے غلاب سے تو یہاں سکتا نہیں اور اللہ کے سب

(البقرہ ۱۱۷)

پیش نظر ہیں۔ ان کے اعمال۔

اس سے زیادہ تصریح اس حقیقت کی کیا ہو گی کہ صاعدا یہودی کی دنیا پرستی مشرکین تک سے بڑھی ہوئی تھی اور آسمانی نہیں۔ بلکہ قرآن کی روشنی میں تو یہ صاف نظر آتا ہے کہ یہ کچھ بھی کر رہے تھے۔ سب بالارادہ اور نفسانیت سے مغلوب ہو کر۔

بِئْسَمَا اشْرَكُوا بِهِ أَنْفُسَهُمْ
أَن يَتَكْفُرُوا بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ بَنِي
أَن يَكْفُرُوا ۖ وَاللَّهُ عَلِيمٌ

بسی سے وہ حالت جس میں بڑ بڑ کوہ اپنی جانوں کو چھوڑنا چاہتے ہیں یعنی انکار کرتے ہیں اپنی پیڑ کو چھوڑنے کے تبادلے فرائض اس ضد پر کہ

مَنْ يَشْرِكْ بِاللَّهِ فَحَبَابٌ مِّثْلَ بَيْتِ
عَلِيٍّ عَضْبٍ ۖ

اشارے فضل سے جس بندہ پر چاہے اسے نازل فرمائے۔ سو یہ لوگ سختی ہو گے غضب علی غضب۔

(البقرہ ۱۱۷)

بالا نے غضب کے۔

مَوَاضِعِهِ يَنْقُضُونَ إِنَّ أُفْئِثَتُمْ
هَذَا عَصَا مُؤَدَّبَةٍ وَإِنَّ لَكُمْ لَأُفْئُتُهُ
فَسَاخَتْ قُرُوءُ. (المائدہ ۶۵)

جس قوم کی ہمدردی سے اہل کفر بڑھ جانے کو وہ اپنی آسمانی کتاب میں بلا مبالغہ ترین
تصرف کر دالے۔ اس کے لیے اس سے اثر کر دینا کی عام پادشاہتیاں باقی ہی کیا رہ جاتی ہیں
چنانچہ قرآن مجید نے ان معاصر یہودیوں کی اخلاقی پستیوں کو بار بار رکھول کر بیان کیا ہے
اس کے کئی حوالہ آپ پہلے ہی آئے ہیں اب پھر اور اعتراف ہیں۔

وَمِنَ الَّذِينَ هَادُوا سَبَّحُوا
بِالْكَذِبِ. (المائدہ ۶۵)

اور جو بھی ان باتیں سننے کا چاہے بھی ہے تو دوسروں یعنی منافقین مدینہ کی خاطر۔
سَبَّحُوا بِالْغُفُورِ اٰیْمُنًا (ایضاً)
اور پھر با کسی لاکھ لپیٹ کے ارشاد ہوا ہے۔

مَسْجُودًا يَلْكَدِبُ اَكْا لُؤن
للسُّخْرِجِ. (ایضاً)

قرآن مجید نے بے دھرمک ان کے لیے حکم لگا دیا کہ باوجود دعویٰ ایمان تم میں سے
اکثر ایمان سے خارج ہی ہیں۔

وَ اِنَّ اَكْثَرَكُمْ لَفَاسِقُونَ.
(المائدہ ۶۵)

اور محنت کے اندر رشوت وغیرہ سارے ہی تمہیں حرام کی انگلیں اور پھر راسی
سیاق میں چند سطر ہی آگے چل کر ارشاد اور دینا وہ مراحت و قوم کے ساتھ قلم ہے۔

وَكَبُرَى كِبْرِيٰنٍ اَوْسُوهُمْ يَسُوْرُونَ
فِي الْاٰثِمِ وَالْعُدَاوٰنِ وَ اَصْحٰبِ
السُّخْرِجِ لَيْسُنَّ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ.
پر گرتے ہیں۔ واقعی بہت برسے ہیں ان کے یہ

(المائدہ ۱۹۵)

کرمیت

اس عہد کے اندر سب ہی کچھ آگیا۔ اور مابعد اس راز سے ایک اور پردہ
اٹھتا ہے۔

لَوْلَا يَشْفَاهُمْ رَبُّ الْبَاطِلِيْنَ وَالْاَخْيَارِ
عَنْ قَوْلِهِمْ اِلٰيْهِمْ اَوْ كَيْفِهِمْ السُّخْرِجِ
لَيْسُنَّ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ. (المائدہ ۱۹۵)

اور یہاں کا برا ہے اصغر کو روکتے کیسے یہ تو خود ہی اس بلا میں مبتلا اور اسی کشمی میں
سوار تھے چند سطر ہی اور آگے بڑھ کر یہود و نصاریٰ دونوں کو ظاکر عام اہل کتاب کے حق
میں ارشاد ہوتا ہے۔

وَ كَيْفَ يَلْقٰهُمْ سَائِمًا يَتَمَتَّلُونَ.
(المائدہ ۱۹۵)

اور پھر ان عام اہل کتاب کے تروطنیان کے لیے یہ آیت شاہد ہوا دتی ہے۔
وَ كَيْفَ يَلْقٰهُمْ رَبُّ الْبَاطِلِيْنَ وَ اَيُّهُمْ مَا اَنْزَلَ
اِلَيْهِمْ مِنْ رَحْمَةٍ طَلَبْنَا وَ اَكْفَرْنَا فَلَا
قٰمَسَ سَلٰنَ الْعُدُوْمِ الْمُظْفَرِيْنَ.
لوگوں پر تم کیا کیے

اس آخری فقرے نے ضنائف بھی ظاہر کر دیا کہ حضور غایت شفقت سے ان منکروں
سرسوں اور مائدوں کی خاطر بھی تمکین نہ رکھتے تھے۔

یہود و نصاریٰ اصلاً دونوں تو میں موصوفہ تھیں۔ بلکہ یہ وہی تھے جو زیادہ نمایاں
اور بہت عرصہ تک قائم رہے تھے۔ پھر بھی یہ لوگ مشرک قوموں خصوصاً یہود و نصاریٰ

لے محنت عام ہے ہر اس حرام بخوری کے لیے جو انسان کے لیے باعث ننگ و رسوائی ہو۔ ہو
کل حرام قبیح الذکر کیلرم منہ العار اکلیات الی البقا

اور دوسروں کے اثرات سے زیادہ متاثر ہو چکے تھے اور یونانی فلسفہ کی راہ سے آیا ہوا
شک ان کے عقیدوں میں ابھی طرح گھر گھر کچا تھا۔ چنانچہ خود حضور کو واسطہ بنا کر ان
قوموں کو یوں مخاطب کیا گیا ہے۔

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا
فِي دِينِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوا
أَهْوَاءَ قَوْمٍ قَدْ صَدَّكَ
أَنْتُمْ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ
أَنْتُمْ كُنْتُمْ كُفْرًا وَصَلَّوْا
عَنْ نِسْوَةٍ
(المائدہ: ۱۰۷)

یہ دن کی باتوں میں خواہ مخواہ ٹوکنا اور اللہ سے جو وعدہ و قائم کی ہیں ان سے خواہ
مخواہ بجا و زکنا نہیں کرانی کے راستہ پر چلنا ہے اور یہود اور نصاریوں دونوں نے
یہ غیابانہ و غم مشرکانہ جگہ صریح مشرک عقیدے سے محروم سمجھ کر دہننے والی قوموں ہی
سے لیے تھے۔ یہود نے زیادہ ترین انہوں سے اور نصاریوں نے زیادہ تر دوسروں
کا فرقہوں سے دوستی و ممالات اس وقت تک کر لیا ان کے ضمیر میں داخل ہو
چکی تھی۔ جیسا کہ ارشاد ہوا ہے۔

تَرَى كَثِيرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ
الَّذِينَ كَفَرُوا۔ (المائدہ: ۱۱۵)

یہود کو مسلمانوں سے اس قدر غش برہم گئی تھی کہ ان پر مشدکوں کو ترجیح
دینے لگے۔

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا
مِّنَ الْكِتَابِ يُؤْمِنُونَ بِالْعِبْرِيَّةِ
وَكَانُوا غُفُورًا وَيَقُولُونَ
لِذِي بَيْنِ يَدَيْهِمْ
هَذَا كَذِبٌ أَوْ هُوَ آيَاتُ
نَسِيئَةٍ۔ (النساء: ۸۵)

کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہیں کتاب
کا حصہ ملا ہے وہ عبت اور شیطان کو مان ہے
ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ آیت ہے کہ مسلمانوں
سے زیادہ صحیح راستہ پر تو یہی لوگ ہیں۔

یہود کو عداوت اسلام اور مسلمانوں سے اس درجہ برہم گئی تھی کہ قرآن مجید کو
اترا اعلان یہ کرنا پڑا کہ اسلام دشمنی کے لحاظ سے تو مشرکین عرب اور یہود ایک
سطح پر ہیں۔

وَلَقَدْ جَاءَ أَشْءَ النَّاسِ عِدَّةٌ
أَوْ ذُو آمِنَاتٍ يَهُودًا
وَالَّذِينَ آمَنُوا
(المائدہ: ۶)

آپ یا نہیں گے کہ مسلمانوں سے دشمنی کتنی ہیں
تمام لوگوں سے برہم کر یہود اور مشرکین ہی ہیں
بنفہ و عداوت میں یہ اس درجہ حد سے گزر گئے تھے کہ معاشرہ کے عام آداب
تہذیب کی بھی پروا نہیں رہ گئی تھی اور جب آپ کی مجلس میں حاضر ہوتے تو بدترین
کے کلمات بلکہ تکلف زبان پر لے آتے قرآن مجید سے اس خاص بھڑائی کے بھی فصل
دینی پر ہی طرح کر دی۔

وَيَقُولُونَ سُبْحٰنًا
وَعَصِيًّا وَاسْمِعْ
غَيْرِ مَسْمُوعٍ
وَإِنَّا لَنَاصِرِيهِمْ
وَمَا نَعْنٰنَا فِي
الْيَوْمِيْنَ
وَلَوْ أَنَّهُمْ قَالُوا
سُبْحٰنًا
وَإِنَّا لَنَاصِرِيهِمْ
وَإِنَّا لَنَاصِرِيهِمْ
لَكُنَّا حٰزِبِيهِمْ
(المائدہ: ۶)

اور لوگ سنا دھینا اور اس غیر مسکتے ہیں
اپنی زبانوں کو مرد و گرد اور میں طعن کی راہ
سے اور ان کے حق میں ہستہ ہوتا گئے سنا لانا
کتے اور (صرف) اسع اور نظرنا۔

اور آپس میں بعض ایسے "شریف طینت" بھی تھے جو آپس میں بھی اور شرکوں
سے بھی یہ سازش کرتے رہتے کہ کلہو صبح کے وقت تم بھی مسلمانوں کے ہم زبان ہو
کہ اسلام کا اقرار کر لیا کرو اور پھر اس کے بعد انکا کر دیا کرو اس سے مسلمان یہ
مجھے گلیں گے کہ کتنو کوئی تو خرابی اس دن میں یا یہی ہے کہ لوگ قبول کتے ہیں اور پھر
بعد فرعون اس کو ترک کر دیتے ہیں اور عجب نہیں کہ اس طرح بے دل اور بدگمان ہو کر
خود بھی پھر جائیں۔

وَقَالَتْ طَٰغِيَّةٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ
اٰمَنَّا بِالَّذِيْ اٰتٰنَا
عَلَى الْذِيْنِ اٰمَنُوْا
(المائدہ: ۶)

اور ان کتاب میں سے ایک گروہ نے کہا کہ
لے آؤ شروع دن میں اس کتاب پر جو مسلمانوں

toobaa-elibrary.blogspot.com

وَجَاءَ النَّبِيُّ وَالْغُرَّةَا اخْرَجَهُ لَعَلَّكُمْ
يَتَّخِذُونَ. (آل عمران ۸۵)

ان کے رنگ و رسم کے سلسلہ میں جو ان میں سراسر ایسی ہونے کی حیثیت سے ایک ایسی
کے مرتبہ نبوت پر تمہا ان میں کو مخاطب کر کے یوں ارشاد ہوا ہے۔

إِنَّ بُيُوتَكُمْ أَذْيُحًا جَوْ كَطُو
مَا أَذْيُحِيَّتُمْ أَذْيُحًا جَوْ كَطُو

عَشَّةَ رَبِّكُمْ قَدْ إِنَّ الْفَضْلُ
یَسْبِقُوا اللَّهُ يُسْبِقُونَهُ مَنِي كَيْشَاءَ

وَاللَّهُ وَابِعٌ عَلَيْنُمْ يُخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ
مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ

(آل عمران ۸۵)

معاصل اہل کتاب کی صف صاف متلا و گیا کہ یسے رسول جو سلسلہ انبیاء میں ایک
بڑے لیے وقت کے بعد بھی جارہے ہیں تو ان کی نسبت سے ایک عرض نہ بھی ہے کہ معاصر
اہل کتاب پر محبت قائم رہ جائے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ جَاءَكُمْ
رَسُولُنَا يَلَايِبُ عَلَيْكُمْ أَنْ تُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَتُؤْتُوا زَكَوَاتِهَا

وَتَحْمِلُوا أَوْسَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلِيُخْبِتُوا أَعْيُنَ النَّاسِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ
وَلِيُذَكِّرُوا الَّذِينَ نَسُوا حَتَّىٰ تَضَعُوا حَقْلَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَلْحَسَنًا

وَلِيُذَكِّرُوا الَّذِينَ نَسُوا حَتَّىٰ تَضَعُوا حَقْلَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَلْحَسَنًا

اور پھر یہ اس لیے بھی آئے ہیں کہ تم جو اپنی طرف سے اپنی آسمانی کتاب میں کتب نبوت
کرتے رہتے ہو جو ہر سب پر ظاہر کریں اور یہ کہ ان کی صداقت و حقیقت قطعی اور مسلم ہے
يَا أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ جَاءَكُمْ
رَسُولُنَا يَلَايِبُ عَلَيْكُمْ أَنْ تُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَتُؤْتُوا زَكَوَاتِهَا

رَسُولُنَا يَلَايِبُ عَلَيْكُمْ أَنْ تُقِيمُوا الصَّلَاةَ
وَتُؤْتُوا زَكَوَاتِهَا

وَتَحْمِلُوا أَوْسَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ
وَلِيُخْبِتُوا أَعْيُنَ النَّاسِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ

وَلِيُذَكِّرُوا الَّذِينَ نَسُوا حَتَّىٰ تَضَعُوا حَقْلَهُمْ
يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَلْحَسَنًا

(المائدہ ۳۰)

اور انھاروں سے تو قرآن مجید سے ایک بار رسول اللہ کو صابا کا ذرا بھی دسے دیا ہے
سے اس کے موضوع کے بعد ارشاد ہوا ہے۔

فَمَنْ حَاكَمَكَ فَيَشْأُ مِنْهُ فَنُحِمْ
بِحَاكَمَتِهِ فَإِنْ كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ فَنُحِمْ
بِحَاكَمَتِهِ فَإِنْ كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ فَنُحِمْ

بِحَاكَمَتِهِ فَإِنْ كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ فَنُحِمْ
بِحَاكَمَتِهِ فَإِنْ كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ فَنُحِمْ

(آل عمران ۶۹)

تاریخ میں آتا ہے کہ یہ وفد ان کے پادریوں کا تھا جو سلسلہ میں دین میں حاضر وقت
ہوا تھا۔ ان سے ایک معاہدہ صلح ہو گیا اور صابا کی ہمت مسیحیوں نے نہ کی۔

یہ حیثیت جو جوشی۔ اس وقت کے نصرانیوں خصوصاً ان کے دھما ان پشیمانوں کا رویہ اسلام
اور شارع اسلام سے متعلق بلا حدودان اور دینی خشوع و خضوع لیے ہوئے تھا چنانچہ ارشاد ہوا ہے۔

وَلَتَجِدَنَّهُمْ إِفْرًا يُؤْتُونَ
الْحَقَّ مِنْكُمْ مَدْرُورًا
وَلَتَجِدَنَّهُمْ إِفْرًا يُؤْتُونَ
الْحَقَّ مِنْكُمْ مَدْرُورًا

پچھوں کتاب میں سے جو کہ تم چھاتے رہتے ہو
اس کا بہت سا حضم سے کول کر بیان کر دیتے
ہو اور بہت سے اس کو دیکھا کرتے رہے ہو
بیکس تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک روشن
آگئی اور کیا واضح کتاب۔

یہ معاملہ میں آپ سے اس معاملہ میں محبت کہہ بہد
اس کے آپ کو علم صحیح پہنچ جائے تو آپ کیسے
اچھا آٹھرا پختہ نہیں کر سکتے ہیں اور تمہارے میں
کو بھی اور اپنی حوصلوں کو بھی اور تمہاری حوصلوں کو بھی
اور اپنے آپ کو بھی اور تمہارے میں بھی پھر تمہاری
سے دیکھا اور دیکھوں پر اللہ کی اعانت فرمیں۔

تاریخ میں آتا ہے کہ یہ وفد ان کے پادریوں کا تھا جو سلسلہ میں دین میں حاضر وقت
ہوا تھا۔ ان سے ایک معاہدہ صلح ہو گیا اور صابا کی ہمت مسیحیوں نے نہ کی۔

یہ حیثیت جو جوشی۔ اس وقت کے نصرانیوں خصوصاً ان کے دھما ان پشیمانوں کا رویہ اسلام
اور شارع اسلام سے متعلق بلا حدودان اور دینی خشوع و خضوع لیے ہوئے تھا چنانچہ ارشاد ہوا ہے۔

وَلَتَجِدَنَّهُمْ إِفْرًا يُؤْتُونَ
الْحَقَّ مِنْكُمْ مَدْرُورًا
وَلَتَجِدَنَّهُمْ إِفْرًا يُؤْتُونَ
الْحَقَّ مِنْكُمْ مَدْرُورًا

(آل عمران ۶۹)

تاریخ میں آتا ہے کہ یہ وفد ان کے پادریوں کا تھا جو سلسلہ میں دین میں حاضر وقت
ہوا تھا۔ ان سے ایک معاہدہ صلح ہو گیا اور صابا کی ہمت مسیحیوں نے نہ کی۔

یہ حیثیت جو جوشی۔ اس وقت کے نصرانیوں خصوصاً ان کے دھما ان پشیمانوں کا رویہ اسلام
اور شارع اسلام سے متعلق بلا حدودان اور دینی خشوع و خضوع لیے ہوئے تھا چنانچہ ارشاد ہوا ہے۔

وَلَتَجِدَنَّهُمْ إِفْرًا يُؤْتُونَ
الْحَقَّ مِنْكُمْ مَدْرُورًا
وَلَتَجِدَنَّهُمْ إِفْرًا يُؤْتُونَ
الْحَقَّ مِنْكُمْ مَدْرُورًا

toobaa-elibrary.blogspot.com

كُنِيَ أَعْيُنُهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ
وَمَا عَزَّ فَوْقَهُ مِنَ الْعَقْبِ يَقُولُونَ
دَبَّسْنَا آيَاتِنَا فَكُنَّا مَع
الشَّاهِدِينَ -

(المائدہ ۵۱)

اظهار ہے کہ جسے ظفرانی اردو کو اسلام میں داخل ہو گئے تھے۔ معاصر اہل کتاب کے
اہل ردائل کے بیان سے یہ نتیجہ نکالنا صحیح نہ ہوگا، کہ جتنے تھے سب کے سب یا لے
ہی تھے قرآن مجید ہی کی شہادت ہے کہ بعض اہل میں سے اہل حق تھے اور اعدال
پر قائم۔

وَمَنْهُمْ أُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ ۖ -

ان میں سے ایک جماعت راہِ راست پر چلنے والی

ہی ہے۔

(المائدہ ۶۹)

اور ایک اور جگہ ذکر یوں فرمایا گیا:

لَتَسُوْنَا نَسْوًا مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ
أُمَّةٌ قَاتِلَةٌ يُتَسَدُّونَ آيَاتِ اللَّهِ
آتَاءَ النَّبِيِّ وَهُمْ يُسْجِدُونَ -

یہ سب یکساں نہیں یا نہیں اہل کتاب میں ایک

جماعت وہ بھی ہے جو قائم ہے یہ اللہ کی آیتیں

ادواتِ شہد میں پڑھتے ہیں اور نماز بھی پڑھتے

ہیں۔

(آل عمران ۴۵)

اور نیز یہ لوگ تو آخر کار دینِ اسلام میں شامل ہی ہو گئے تھے۔ لیکن جو لوگ بدستور
اپنے دین پر بدست پر تھے۔ ان کی بھی دو قسمیں دیانت داری کے لحاظ سے تھیں۔

وَمِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ مَنُ إِذْ تَبْلُغُهُ
بِقِسْطٍ لِّتُؤَدِّ بِذِكْرِ اللَّهِ وَهُمْ إِذْ تَأْتِيهِ
بِرَبِّهِمْ لَا يُؤَدُّهُ إِلَّا تَأْتِيهِمْ
عَلَيْهِمْ كَمَا يُبَايِعُونَكَ بَأْهْلِهِمْ فَأَلَوْا لَنَجِسَنَّ
عَلَيْكَ فِي الْأَرْضِ مَنُ مَسْبُوتٍ وَ يَقُولُونَ

اور اہل کتاب میں سے بعض ایسے بھی ہیں کہ اگر تم

ان کے پاس نہیں روں مال بھی امانت دیکھ دو تو وہ

(جی) تھے اور اگر دینِ امانت میں سے ایسے

بھی ہیں کہ اگر تم ان کے پاس ایک دینار بھی امانت

دیکھ دو تو وہ بھی تم کو ادا کریں گا اور تم ان کے سر

عَلَى الْاَعْلُو الْكَذِبِ وَهُمْ يُكَذِّبُونَ -

ہرگز یہ اہل کتاب کے باپ میں کوئی ذمہ داری نہیں

یہ لوگ اللہ پر جھوٹا ہمتہ ہے اور اسے جانتے بھی ہیں

یہ تعالے کو کہ راست حال ان یہود اور گمراہ اہل کتاب کا جن سے آنحضرت صلوات

براہِ راست سابقہ بڑا تھا۔ عمل سے ظاہر ہو گیا کہ ان میں کتنی کھلا صحت قبول حق کی

باقی رہ گئی تھی اور ان کے انبؤہ عظیم میں کتنے کم ایسے رہ گئے تھے جن سے کسی قدر توجہ

اصلاح کی قائم کی جاسکتی تھی۔

(آل عمران ۷۵)

toobaa-elibrary.blogspot.com

کتاب نماز (مترجم و مکمل عکسی) از مولانا عبدالرحمن میرواتی

نماز مترجم کے علاوہ مسائل نماز، سنن و عائشہ، خطبات جمہ و عبد بن و
خطبہ کجاح، سورۃ ملک، سورۃ یس کے علاوہ آخری دس سورتیں۔ چھ
باتیں۔ خوبصورت پلاسٹک کوڑھ قیمت ۵۰/۳ روپے

(ج) منافقین

قرآن کی کئی سورتوں میں کثرت سے ذکر مشرکین کا آتا ہے۔ جو پھر اسلام کے پیام اور پیامبری کے کلمے ہونے منکر تھے اور کون میں قرآن کے براہ راست مخاطب تھے۔ مدنی سورتوں میں اس کے برعکس ذکر یہود و نصاریٰ کے ساتھ ساتھ اور ان سے زیادہ کثرت سے ایسے طبقہ کے لوگوں کا آتا ہے جو رسول و رسالت کا کھلا ہوا منکر تھا بلکہ بظاہر مقتد و مطیع تھا۔ لیکن نہانی اقرار قطعی انکار غالب تھا۔ اپنے آپ کو مثال گروہ مؤمنین میں کرنا چاہتا تھا۔ لیکن عقائد مشرکین یہود کے رکھتا تھا اور پروردہ سازشیں اسلام اور شارع اسلام کے خلاف کرتا رہتا تھا۔ قرآن کی اصطلاح میں یہ لوگ منافقین کہلاتے ہیں اور قرآن ہی سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ کے منافقین کے چار طبقوں میں سے ایک مستقل طبقہ ان لوگوں کا تھا

قرآن مجید نے اکثر تو انہیں براہ راست منافقین ہی کہہ کر یاد کیا ہے اور معلوم ایسا ہوتا ہے کہ اس گروہ میں عورتیں بھی خاصی تعداد میں شامل تھیں اس لیے کہ قرآن مجید نے منافقات کو حفظ لاکران کی تصریح بھی کی ہے کہ چار مقامات بروقی ہی ہے، اور کہیں کہیں بچہ لائے ام کے۔ اس طبقہ کے لیے صغیر فعل سے خبر دی ہے۔ مثلاً الذین نافقوا اور کہیں اس طبقہ کے لیے الذین فی قلوبہم مرضن لایا گیا ہے یعنی وہ لوگ جن کے دلوں کے امداد روگ ہے۔ اسی طرح کل ٹکا اس طبقہ کا ذکر قرآن مجید کے مدنی حصہ میں خاصی کثرت سے ملے گا۔

ان کے ذکر کا آغاز کرتا ہے کہ قرآن مجید کے آغاز سے ہوجاتا ہے۔ سورۃ البقرہ کا دوسرا ہی رکوع ہے، کہ پہلے رکوع میں مومنوں اور منکرلوں دونوں کے تذکرے کے بعد دعایہ بیان سامنے آجاتا ہے۔

وَصَٰلَتِ النَّاسِ مِنَ يَوْمِئِذٍ اٰمَنَّا
بِاللهِ وَبِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَ مَا هُمْ
بِمُؤْمِنِيْنَ۔ (البقرہ ۶۴)

کہہ کر ایسے بھی ہیں جو زبان سے کہتے ہیں کہ ہم ایمان رکھتے ہیں اللہ اور دنِ آخر کا لکھو و خدا ہی صاحب ایمان نہیں۔

ان کے عین قلب میں ایمان کا ذرا بھی گزرنہ تھا ان کا کلام بارگاہ تمام تردید و دانتہ دھوکہ بازی اور فریب و ہی کا تھا۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
وَمَا يَخْدُ عُنُوْا اِلَّا اَنْفُسَهُمْ وَ مَا
يَشْعُرُوْنَ۔ (البقرہ ۲)

یہ دھوکا دے رہے ہیں (اپنے خیال میں) اللہ کا لکھ ایمان والوں کو۔ مالا لکھ کوئی بھی ان سے دھوکا نہیں کھاتا ہے۔ سوا ان کے اپنے نفس کے اور ایمان کا بھی اور لکھ نہیں رکھتے۔

ان کے قلب کے اندر حسد و نفاق کا مرض تھا۔ اسلام کی ترقی و رکھو دیکھو انہیں اور میں پیدا ہوتی تھی اور اس مرض کی آگ اور بھڑکی رہتی تھی۔ انہیں تکذیب رسول کے علاوہ اس نفاق کی خصوصی سزا کی خبر دے دی گئی۔

فِي قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ
اللهُ مَرَضًا وَاَلَيْسَ عَذَابًا
لِّكٰٔنِمْ يٰۤاٰمِنُوْنَ۔ (البقرہ)

ان کے دلوں کے اندر بیماری ہے تو اللہ نے ان کے مرض کو اور ترقی دے دی انہیں عذاب درد کا ہنکا ہے۔ اپنے اس جھوٹ پر۔

ان کی اس منافقانہ زندگی کا قدرتی نتیجہ یہ تھا کہ اللہ کی زمین پر لگاڑ پھیلے اور جب انہیں ان کے اس نتیجہ پر نمائش کی جاتی تھی۔ تو اسلئے ان کی تردید و تکذیب کہتے اور اپنے کو پاک صاف ظاہر کرتے۔

وَ اِذْ اٰتَيْنَا لَهُمْ لَآءِقِنْسُ نٰوٰفِي
اَلْاَرْضِ نَا لَوْ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْلِمُوْنَ

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ زمین پر لگاڑت پھیلے تو کہتے ہیں واہ ہم اور بناؤ پیدا کرنے والے

أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ الْمُظْلِمُونَ وَلَٰكِن
 لَا يَشْعُرُونَ - (البقرہ ۲۸)

پھر کہ ان کے اس درد نے پن کا ذکر ہے کہ جب مسلمانوں سے ملے ہیں تو ان کی اذانیں ہاں ملنے لگتی ہیں اور جب شیطان صفت معاندین اسلام کے ساتھ مل بیٹھے ہیں تو ان کی کسی کتنے لگتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم تو مسلمانوں کو بنا رہے تھے۔ قرآن ان کے جواب میں کہتا ہے کہ یہ میرا ہے کسی کو کیا بنائیں گے۔ اگلے خود ہی ان رہنے ہیں اور اپنے عصیان و طغیان کے رد عمل میں اور چپتے ہی جا رہے ہیں اور ان کو خوب عام مومنین کی طرح قبول اسلام کی دعوت دی جاتی ہے تو اگر کوئی ادا تار کر لے تو اس کو کیا ہم بھی ان لوگوں کی طرح پھر سادہ لوح ہیں۔ اس کے بعد قرآن نے ان کی تہمتیں گرا دیں اور کچھ باتوں کی مدد و پیشکشیں بھی کی ہیں اور ان کے انجام بخیر ہونے کے بجائے ان کے انجام بشر ہونے کی خبر دی ہے۔

ان کی ایک عادت یہ بھی کہے جاتے تھے کہ کفر و انکار کے بس جاتے تھے اور جب گرفت ہوتی تو جھٹ جھگڑتے۔ حالانکہ اس کے بعد تو وہ ظاہری اسلام سے بھی لگ جاتے۔

يَعْلَمُونَ بِاللهِ مَا كَانُوا وَ لَقَدْ
 كَانُوا كَصَلْبَةِ الْكُفْرِ وَ كَفَرُوا
 بَعَثْنَا سُلَيْمٰنَ وَ هٰذَا يَسْتَأْمِنُ
 يَسْتَأْمِنُوا - (التوبہ ۱۰)

یہ قیام کیا جاتے ہیں کہ ہم نے فلاں بات نہیں کہی تھی۔ حالانکہ انہوں نے یقیناً کفر کی بات بے غماز اور کفر کی بات کہی تھی اور اپنے اسلام کے بعد کفر ہو گئے اور انہوں نے ایسی بات کا اداہ کیا تھا جو ان کے ہاتھ نہ لگی۔

اس آخری محولے
 لوگوں کے پیش نظر تھا جو حامل نہ ہو سکا اور چونکہ آیت ایک مفروضہ کے سیاق میں ہے اس لیے عیب نہیں کہ ان آیتیں کے سانچوں کا مقصد چمکا اسلام کے امر بے چاروں اور انصار و رعیتیں پیدا کرنا ہو۔ جیسا کہ روایات سے بھی تصدیق ہوتی ہے۔

یہ مسلمانوں کے سامنے آکر جھوٹی تمہیں کھا کر انہیں اپنے سے راضی کر لینا اور

اپنے سے پرچالینا چاہتے تھے اور چونکہ مسلمانوں سے لے جے اور بظاہر انہیں کے گرد و پیش شامل رہا کرتے۔ اس لیے اس کو کشش میں کا سیانی ان کے لیے پھر دشوار بھی نہ تھی۔ حالانکہ اگر صداقت و دو بابت نور جھوٹی تو کوشش اللہ اور اس کے رسول کی رضا جوئی کی کرتے رہتے۔ ایشاد ہوا ہے۔

يُخَلِّدُونَ بِاللهِ لَكُمْ لِيُزْنُوْكُمْ
 وَ اللهُ وَرَسُوْلُهُ اَحْسَنُ اَنْ يُزْنُوْكُمْ
 (التوبہ ۸۵)

یہ لوگ تم مسلمانوں کے سامنے تمہیں کھاتے ہیں کہ تم کو پر جائیں۔ حالانکہ اللہ اور اس کا رسول ہی اس کے زیادہ سخی رہا ہیں۔

جھوٹی قسموں میں یہ لوگ منجھے ہوئے تھے۔ لیکن زبان و جی بھی برابر ان کی نقاب کشی کرتی رہتی۔

يَعْلَمُونَ بِاللهِ اِنَّهُمْ لَكٰفِرُوْنَ
 وَ مَا هُمْ بِمُنْكَرِيْنَ وَ لَوْ كُنْتُمْ حٰقِقِيْنَ
 بِمَا تَقُولُوْنَ - (التوبہ ۷۵)

یہ لوگ اللہ کی قسمیں کھا کھا کر کہتے ہیں کہ وہ تمہیں میں سے ہیں۔ حالانکہ وہ تمہیں سے نہیں ہیں۔ یہ کہہ لوگ بزدلے ہیں۔

صدق دل سے رسول پر ایمان لانا کیا ممکن رہا۔ یہ لوگ رسول کی بدگئی کرتے رہتے اور طرح طرح آپ کی اذیت قلب کے باعث جنتے۔

وَ مَا نَمُوتُ اَلَّذِيْنَ يُؤَدُّونَ اَللّٰهِيْنَ
 وَ يَقُولُوْنَ هُوَ اَدُوْنَا.

یہ جھوٹ بولنے، تمسخر کرنے اور بات بنا لینے میں شائق اور شیک ہونے کے باوجود قرآن جو ان کی یہ وہ روی کرنا تھا اس سے ڈرتے رہتے اور اس کا کچھ بھی علاج ان کے بس میں نہ تھا۔ آسمانی ریکارڈ میں شہادت موجود ہے کہ

يَخَذُوا اَللّٰمَاتِ يَفْعُوْنَ اَنْ شَعَرُوْا
 عَلَيْهِمْ سُوْرَةٌ فَسَفَرْتُمْ عَنْهَا
 فَلَظُرُّوْهُمْ قَبْلَ اَنْ يَسْتَهْزِئُوْا بِاللّٰهِ

یہ لوگ اس سے اندیشہ کرتے رہتے ہیں کہ سناں ہو سکتی ایسی سورت نازل ہو جائے جو ان کو ان منافقین کے ہائی انصیر پر مطلع کر دے آپ کرنا

مُخْرَجٌ مَّا تَحَدُّرُونَ.

دیکھ کر بھارت استر کر کے رہے۔ شک انہوں

پتھر کو ظلم کر کے رہے گا جس سے تو اذیت کرتے تھے

(الزمر: ۵۲)

جب گرفت ہوئی تو بڑا سہل اپنے بچاؤ کا ان کے پاس یہ تھا کہ کہیں وہ اسی یہ عقائد

خیالات ہمارے تھوڑے ہی ہیں یہ ہیں تو ہم عرض خوش طبعی کے طور پر کہہ دیتے ہیں۔

وَلَكِن سَأَلْتَهُمْ لِيَقُولُوا إِنَّمَا

اور آپ ان سے کہا ہے تو کہیں گے کہ یہ تو ہم سخن

كُنَّا نَعْمُوهُنَّ وَكُلَّحِبِّ (یوسف)

مشغلہ اور خوش طبعی کے ہیں۔

قرآن نے اس عجیب و غریب ہند گناہ کا جو بول دیا۔ وہ بھی سننے کے قابل ہے۔

قُلْ يَا آلِهَةَ رَبِّانِيهِ وَرَسُوْلِهِ

تو آپ ان سے کہیے کہ بھارت ہمارا استنوار اللہ اور

كُنْتُمْ كَشْفَرُهُمْ لَوْ لَا تَعْتَدُوا قُلُوبًا

اس کے رسول کے ساتھ تھا؛ اب کرنی قدر عزت

كُفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ اِنْ لَمْ تَكُفُّوا

کہ تم تو اپنے کفر میں کسٹھ کے بعد کر گئے

عَلَىٰ قُلُوبِكُمْ يُنْفِكُمْ لَعْنَةُ مَلِكٍ يَفْقَهُ يَأْتِيَهُمْ

تمہیں سے ایک گروہ کہم جو زمینوں انک گروہ

كَانَ اَمْخِرَ وَيُنِي. (الزمر: ۵۳)

کہم سزاؤں ہی کے۔ اس لیے کہ وہ لوگ حرم تھے

ان کی منافقانہ کا دورانیوں کا ذکر اگر جنگ و غزوات کے سلسلہ میں لیا ہے (جیسا

کہ سورۃ التوبہ میں خصوصاً آیا ہے) اس سے آنتا تو ہر حال ظاہر ہوتا ہے کہ فرج میں

بدلی پھیلا، فرج کے اندر اختلافات و فتنہ پیدا کر دینا، عین وقت پر ہتھیار رکھ

دینا، دشمن سے ساز باز کر لینا، اسے اپنے ہاں کے زائل پر مطلع کر دینا اور اسی

قبیل کے وہ جہرا م جو فرجی قانون اور میدان جنگ کے ساتھ مخصوص ہیں ان کے

مترشح تو ہر دور ہی ہوتے ہوں گے۔ لیکن قرآن میدلسے ان پر فرج پر جو لگائی ہے

وہ اس سے زیادہ وسعت و مہمور رکھتی ہے اور قباور یہ ہو سکتے کہ ان کا پھیلا یا ہوا

بگاڑ ساری ہی اجتماعی زندگی تک بیٹھ چکا تھا۔

الْمُنَافِقِيْنَ وَالْمُنَافِقَاتِ بُغَضُهُمْ

یہ منافق مرد اور منافق عورتیں سب ایک سے ہیں

مِنْ بَغْضِ يَوْمَئِذٍ يَأْتِي الشُّكْرَ وَ

تعلیم دیتے ہیں ہری آدمی ان کی اور زندگی میں بھی

يَهْتَدُونَ عَنِ الْمَعْرُوفِ وَيَقْبَلُونَ

ہاں سے اور اپنے ہاتھوں کو بند کھتے ہیں۔

یہ یسویں آید۔ ہم سے صاف اشارہ ان کی ترویج کی طرف نکلتا ہے اور اس کے اوپر ذکر ان کی عام باطنی و بدکرداری کا بے تیرہ جو نکلتا تھا۔ وہ بھی قرآن نے ظاہر کر دیا ہے۔

لَسُوَاللّٰهُ لَقَبِهِمْ اِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ

یہ لوگ جھوٹے تو اللہ نے بھی نہیں بھلا دیا۔

هُمُ الْمُنَافِقُونَ. (الزمر: ۵۴)

اس صورت حال کا ایک عمدتی تیرہ بھی نکلا کہ اس طبقہ کا ذکر بار بار کافروں اور

مشرکوں پر عطف ہو کر آیا ہے اور ان کے انجام کا شرک ان کو بھی بتایا گیا ہے۔ مثلاً۔

وَعَدَّ اللهُ الْمُنَافِقِيْنَ اَشْقٰى الْمُنٰفِقِيْنَ

اللہ نے عہد کر رکھا ہے منافق مردوں و منافق

عورتوں اور کافروں سے و ذبح کی آگ کا جس میں

ہیں عذبہم و لعنہم اللہ و لعنہ

اللہ ان کو اپنی رحمت سے دور رکھے گا اور ان کا

عذاب دائمی ہے۔ (الزمر: ۵۵)

اسی طرح یہیہ کہ ایک جگہ جہاں ایک بدست کی ہے وہاں بھی منافقوں کا عطف

کافروں ہے۔

وَلَا تُطِيعُ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنَافِقِيْنَ

مسیبے پسید کافروں اور منافقوں کا مانگیو، اور ان

وَذَرَّ اَدَاہُمْ. (الاحزاب: ۹۵)

کی طرف سے جو نرسٹ پیسے اس پر نفاقت دیکھے

وَذَرَّ اَدَاہُمْ کا تعلق قینا کافروں سے ہے۔ آسانی منافقوں سے بھی ہے گویا

یہ صاف ہو گیا کہ جتنی نرسٹ آپ کو منافقوں اپنی نام کے مسلمانوں کی طرف سے پہنچی

رہتی تھی وہ اس سے بچ کر دینی جو کھلے ہوئے سنگوں کی طرف سے پہنچی رہتی تھی۔

ایک جگہ ذکر ہے کہ اللہ کے ساتھ ہو گیا رکھنے کی سزا ان کو اور ان کو دونوں کو لٹے گی

وہاں بھی منافقوں کو مشرکوں کے ساتھ عطف کے بیان کیا ہے۔

وَعَدَّ اللهُ الْمُنَافِقِيْنَ وَالْمُنَافِقَاتِ

تاکہ اللہ عذاب دے منافق مردوں اور منافق

وَالشُّرَكِيَّيْنَ وَالشُّرَكِيَّاتِ اَنْ يَّكُوْنُوْا

عورتوں اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو جو

يَا اللَّهُ عَلَّمَ الشُّوْرَةَ (الفتح ۶)
شکر کے ساتھ بسے بسے گان رکھتے ہیں۔

اور قریشی اسے افظ ایک جگہ اور دوسرے جگہ کہتے ہیں۔

يُعَذِّبُ اللَّهُ النَّارِ فِي النَّارِ وَاللَّيْفُ الْعَذَابِ
اور منافق عورتوں اور شرک مردوں اور شرک

(الاحزاب ۶۵)
عورتوں کو

ان منافقین کا اصلی جرم تو ان کا یہی نفاق تھا۔ یعنی دل میں کچھ زبان پر کچھ۔ دل سے خاص انکار اور زبان پر محض اقرار۔ قرآن مجید نے ان کی فرد جرم میں نمبر اول پر اس کو رکھا ہے۔

يَسُوْءُوْنَ بِاللَّذِيْنَ هُمْ عَامِلِيْنَ فِيْ
یعنی زبانوں سے وہ باتیں کہتے ہیں جو ان کے دلوں میں بالکل نہیں ہیں۔ (الفتح ۲۶)

یعنی اس بنیادی اور عقائدی جرم کے علاوہ ان کے عملی اور اجتماعی جرم بھی کچھ کم قابل مواخذہ و تکریر نہ تھے۔ ہمیشہ میں رہ کر خنیف و پاک و امن مسلمان باشندگان شہر کی بدخواہی اور دشمنی میں گہرے بہتان پر توجہ کی اس اصطلاح میں سرور جنگ جاری رکھنا۔ یعنی شہر میں دہشت انگیز افواہوں پھیلانے کے رہنا۔ ان لوگوں کا مستقبل شماریں کیا تھا قرآن مجید نے اس سیاق میں ان کو کفر کے ان کے لیے سزا نہیں بھی اتھانی اور جہت انگیز تکریر کر دی ہیں۔

لَیْسَ لَکُمْ يَتَّخِذُ الْمُتَّانِفِيْنَ وَ
الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَ
فِي الْمَكْرِ كَلِمَةٌ يَتَّخِذُ لَكُمْ
يُجَاوِزُ مَا فِيْهَا اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا
اَنْتُمْ اَعْتَدْتُمْ وَاَوْقَعْتُمْ
تَشْرِيْهِمْ (الاحزاب ۸)

ان کی اظہار یا پیدای اور روحانی زندگی کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ آخرت میں ان کا انجام

سب سے بہتر قرار یا کہ ایک تو قبول اسلام سے انکار اور مسلک کفر و شرک پر جمود اور اس پر اضافہ فرما دیا۔ اور کہ اگر ہم تو مسلم و مسیح ہیں ارشاد ہوا ہے۔

اِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ فِي الدَّرَجَاتِ
الْاَسْفَلِ وَنَارِ الْقَارِ وَاَنْتُمْ
تَصِيْرُوْنَ (النساء ۱۴)

اور ان کے جرائم کے پاداش میں ان کا انجام آخری و اود لاکر دنیا میں بھی ان کے ساتھ معاملہ سختی کا رکھا گیا ہے اور انہیں کافروں ہی کی صف میں رکھ کر پیغمبر کو حکم ان کے خلاف بھی عطا فرمایا گیا ہے۔

كَانَتْهَا الَّذِيْ جَاهَدَ الْكُفْرًا
الْمُنَافِقِيْنَ وَاَعْلَقَ عَلَيْهِمْ
يَوْمَ يَمْوَتُوْنَ وَالَّذِيْنَ
بُرِّئُوْنَ (الزمر ۲۷)

یہ آیت ابھی سورہ تہیم کی تلاوت ہوئی اور بعد یہی آیت سورۃ التوبہ کے حرم میں بھی وارد ہو چکی ہے۔ البتہ یہ خیال رہے کہ یہاں لفظ جہاد اپنے نفی معنی میں یعنی حسرت کو کش کے مراد ہے ہو کر آیا ہے جہاد نفسی کے معنی میں نہیں جو جہت بدی کی اصطلاح ہے اور قرآن مجید میں اس کے لیے لفظ قتال ہے اور لفظ جہاد میں حضور صلعم کے لیے پوری گنجائش باقی رہی کہ آپ اپنے اجتہاد کی رو سے جیسا مناسب سمجھیں جہادی معاملہ کافروں اور منافقوں کے ساتھ ان کے اور ان کے حسب حال کہیں۔

کس میں کھلا ہو کفر و شرک تھا اس مرض نفاق کا استیاد تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ ہی میں آیا اگر نہ پڑا کفر نفاق نہیں اس کے اور ان میں وہ چالاک اور سخن ساز طبقہ بھی تھا۔ جو حضور کی نظر سے حضور کے کمال فراست و ادائیگی کے باوجود اپنے کو مخفی رکھنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ قرآن مجید نے حملہ حسرت کر دی ہے۔

وَيَوْمَ اَخْلَى السَّيْفُ يَنْزِعُ مَوْءُوْدًا
الْحَقَاقِي لَا تَمْلِكُهُمْ وَاَنْتُمْ
تَعْلَمُوْنَ (احزاب ۸)

اور مدینہ والوں میں سے نفاق کی حد گمان پر پہنچنے ہوئے ہے۔ آپ ان کو نہیں مانتے جہم ان کو

toobaa-elibrary.blogspot.com

(الترجیح ۱۳) جانتے ہیں۔

اور اس کے مٹا لینے کے انجام دینوی یا خروسی سے بھی خبر سے دی گئی۔

سَيُخَذُ مِنْهُمْ مَرْبُوتَيْنِ لَمْ يَرْبُوتِي
 اِلَى عَذَابٍ عَظِيمٍ۔ (الترجیح ۱۴) گے خلاف عظیم کی طرف۔

یہاں تین شہر مزین کے علاوہ دیہات و حوال میں تین ہی آباد تھے۔

وَمَنْ حَوَّلَكُمْ مِنَ الْاَهْرَابِ
 مَنَاقِبُونَ۔ (ایضاً) اور یہ بھی تمہارے گرد و پیش رہ ساقی ہیں ان میں
 بھی کچھ منافق ہیں۔

اور یہ ساتیوں کے مزاج میں یوں بھی سختی زیادہ ہوتی ہے شاید اسی کا نتیجہ تھا کہ یہ
 رہ ساقی کفر و نفاق دونوں میں بہت بڑھے ہوئے تھے۔

اَلَّذِي اَبَى اَنْ يَّكْفُرَ لَوْ اَنَّ اُمَّتًا قَاتَا
 غَرِيبًا وَبِحِي دَمْتِ مَسْلُومِيں ہر سنگ دل خرسے منافقین برابر طنز و تمسخر کرتے رہتے
 تھے، ان مفسوں کی طرف سے جواب خود حق تعالیٰ نے دیا، ارشاد ہوتا ہے۔

فَيَسْخَرُوْنِي وَيُهَيِّجُوْنَ سَخِرَ اللهُ
 مِنْهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيمٌ۔ (الترجیح ۱۵) یہ ان (مفسوں) سے مسخر ہو کر تھیں
 انہوں نے مسخر ہو کر ان کو برا بھلا کہا، اے اللہ! ان کے خلاف سزا عظیم دے گا اور ان
 کے لیے عذاب دردناک رکھا ہوا ہے۔

ان میں سے بعض برہنیت ایسے بھی تھے جن پر یہ نفاق کی لعنت بطور ان کی سزا لایا گیا
 عمل کے مسلط کر دی گئی ہے۔ قرآن مجید نے ان کی نصیحت پر ان روشنی ڈالی ہے۔

وَمِنْهُمْ مَنۢ مَّعَاذَ اللّٰهِ لَیۡنٌ
 اَنۡ اَنۡتَا وَنُفۡسُهُ لَمۡسَدٌ فَتَنٌ وَّ
 لَکۡفُرۡتَکَ وَنِ اَلۡمَآءِ اِلَیۡنِمْ فَلَکَا
 اَکَاہُمۡ وَنُ فَعۡنُۢبِ یَجۡلُوۡنَا بِہِ
 دَنُوۡنُوۡا اَہُمۡ مُعۡرَضُوۡنَ
 قَاۡمَعۡیۡہُمۡ نِنَا قَاۡیَ فَنُوۡرِہُمۡ اِلٰی
 اور وہ تو ہی بات سے پھر ملنے والے ساتھ

یَوْمَ یَلۡقَوۡنَہَا یَسۡاۡخَلُوۡنَا
 نَسَاۡعَۃً وَّ ذَاۡیۡمًا کٰۡنَا
 یَکۡذِبُوۡنَ۔

تھے اس کی سزا میں ان کے دلوں میں نفاق پیدا کر
 دیا جو اللہ کے یہاں جانے کے دن ان کے ان میں لگے
 گا۔ اس لیے کہ انہوں نے اللہ سے وعدہ خلافی کی۔

(الترجیح ۱۰)

انہیں بڑا نا پسند آیا اور زاری رہتا۔ سمجھتے تھے کہ ان کے دل چاہتے ہیں کہ
 جائیں گے۔ قرآن مجید نے بار بار ان کے اس زہر مہل کو توڑا ہے اور انہیں یاد دلایا ہے
 کہ ان کا سابقہ قول خالصتاً دامنہ عاسر و زخایا ہے۔

اَلَمْ یَقۡلُۢمۡنَا اَنَّ اللّٰہَ یَعۡلَمُ سِّرۡہُمۡ
 وَتَجَوۡہُہُمۡ وَاَنَّ اللّٰہَ عَلٰۡمُ الْغُیۡوِبِ۔ (الترجیح ۱۰) کیا انہیں اس کی خبر نہیں ہے کہ اللہ کو ان کے
 دل کا راز اور سرگوشی ان کی سب معلوم ہے اور اللہ
 غیب کی ساری باتوں کو جانتا ہے۔

ان کی بیا کاری و منافقت کا یہ کمال تھا کہ انہوں نے اپنی ایک سبکدوشی کر لی تھی۔ یہ
 ظاہر تمام تر عبادت و ذکر الہی کے لیے۔ لیکن دل میں مشدہ تھا اس میں جن جو کہ مسلمانوں
 کے خلاف سازشیں کی جا رہی تھیں اور اسلام و اہل اسلام کی بیا کاری کے منصوبے تیار
 کیے جا رہے تھے۔ قرآن مجید نے اس کی بھی بے گول دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صاف
 حکم دیا کہ آپ ہرگز اس کی طرف متوجہ نہ کریں۔

وَالَّذِیۡنَ اتَّخَذُوۡا مَسٰجِدَ ا
 حۡرَابًا وَتَمۡکُرًا وَتَفۡرِیۡعًا سَبۡیۡنَ
 الْمُنٰوِبِیۡنَ وَ اِذَا صَاۡتِ السَّنَ
 حَارَبَ اللّٰہَ وَرَسُوۡلَہٗ وَیۡنۡ قَبۡلَ
 وَکَیۡنَ لِقَیۡتَہٗ اِنۡ اَرۡدَ نَا لَا اَلۡحِشۡی
 وَاَللّٰہُ یَشۡہَدُ اَنۡہُمۡ لَکٰذِبُوۡنَ
 لَا تَقۡنَمُ وِیۡہِۡۤ اٰتِیۡا۔ (الترجیح ۱۳)

اور وہ لوگ بھی ہیں جنہوں نے مسجدوں سے غرض سے
 بنا کر لی کی ہے کہ (اس کے ذریعہ) مزین ہیں
 اور کفر پھیلا دیں اور مسلمانوں میں جھوٹ ڈال دیں۔
 اور اس شخص کو اس میں پناہ دیں جو اس کے قبیلہ ہی
 اللہ اور اس کے رسول سے لاپرواہ ہے اور یہ تمہیں
 حکم کریں گے کہ ہم کو ہر جھوٹا اور کوئی نیت ہی
 نہیں رکھتے، اللہ گواہ ہے کہ یہ باطل جھوٹے ہیں۔
 آپ اس سب سے بھی کھڑے ہیں جنہوں۔

اور یہ قرآن کے لیے ایک معمولی سی بات تھی کہ ایک باوجود ایک جہاں گریوں کے موسم میں پڑا تو رنگ گے مسلمانوں کو مشورہ دینے کے اس سخت موسم میں کہاں نہلو گے گواہی دہی ان کے خیال میں کوئی سیر و تفریح کی چیز جو کھانکے کے قسم کی تھی۔ قرآن نے ان کا قول نقل کر کے جواب بھی کتنا سخت دیا ہے۔

فَالْوَالَا لَا تَتَذَكَّرُوا فِي الْحَرِّ
كُنْتُمْ كَآلَ كَرْمٍ لَّكُم مِّنْهُ لَمَّا كَرِهْتُمُوهُ
فَالْوَالَا لَا تَتَذَكَّرُوا فِي الْحَرِّ
كُنْتُمْ كَآلَ كَرْمٍ لَّكُم مِّنْهُ لَمَّا كَرِهْتُمُوهُ
يَفْقَهُوْنَ فَلْيَضْحَكُوا قَلِيلًا
وَلْيَتَلَوُّوا كَثِيرًا حَتَّىٰ آتَا بِمَا كُنْتُمْ
يَكْتُمُونَ (النزہۃ: ۱۱۵)

یہ تعبیر کی معاشراں اور دعائے مغفرت میں درج ہوا اور ذرا دیکھو تو جانتے ہیں کہ ہر مسلمان کو معلوم ہے اور قرآن مجید غور و خرد کی اہمیت اور اہمیت پر اصرار کیا ہے لیکن منافقین کے قلب چونکہ شہہ ایمان بھی نہیں رکھتے۔ اس لیے قرآن مجید نے براہ راست حضور کو مخاطب کر کے تصریح کر دی کہ ایوں کے حق میں آپ تک کی دعائے مغفرت کام نہ دے خواہ آپ کتنی ہی کہتے ہیں۔

اسْتَعْفِفْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ
اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً
قَلْبِنَا يَعْصِيَنَّ اَللّٰهُ لَهُمْ
(النزہۃ: ۱۱۵)

روایتوں میں آتا ہے کہ آپ نے اپنی نہایت رحمدلی کی بنا پر اس آیت کے باوجود ایک مرتبہ منافقین کی نماز جنازہ پڑھائی اور لفظ "ستر" کے عدد سے قائمہ اٹھا کر یہ کہا کہ میں استغفار ستر سے زیادہ بار کر دوں گا۔ حالانکہ آپ جیسے فصیح انسان سے بڑھ کر کوئی اس سیکڑے واقعہ ہو سکتا تھا کہ غمناورہ زبان میں ستر سے مراد کثرت استغفار ہے نہ کہ کوئی معین عدد اس پر یہ حکم تطبیق طور پر نازل ہو گیا کہ ایوں کی نہ کبھی نماز پڑھئے اور نہ ان

کی تصریح ہی ہوئے۔

لَا تَقْرَأُ عَلٰی اٰتَمَةٍ وَتَقْرَأُ مَاتَ
اٰتَمَةٌ اَوْ لَا تَقْرَأُ عَلٰی قَابِ رٍ (النزہۃ: ۱۱۵)
اور ان میں کوئی مرحلے نہ اس پر کبھی نماز نہ پڑھے
اور نہ اس کی تصریح ہوئے۔
بڑی بڑھ چڑان لوگوں کو آیت احکام سے سستی اور چلاو و قال کے احکام سن کر تو ان کی
جان ہی سو کو جاتی۔ قرآن مجید نے اس منظر کی لڑائی کس کئی کی ہے۔

فَاِذَا اَنْزَلْتُمْ سُورَاتٍ مِّنْ حُنُودٍ
وَدُّوْكَرِيْضًا الْفَتٰنُ لَرَأَيْتَ الْاٰتَمِيْنَ
فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يُنظَرُوْنَ اِلَيْكَ
تُنظَرُ الْمُنْفِقِيْنَ عَلَيْهِمْ مِنَ الْمَسُوْرٰتِ
قَاذِلٰى لَهُمْ۔ (مومر: ۳۷)

بڑے ہنہیزہ اس وقت ہوتے ہیں۔ جب ان کے اسرافش ہو جاتے تھے اور وہ کثرت
خود یا رسول اللہ کی زبان سے انہیں اس قسم کی آیتیں سنوارتا تھا۔
وَ اَللّٰهُ يٰعْلَمُ اَسْرَارَهُمْ (ایضاً)
اللہ خوب جانتا ہے ان کی خفیہ باتوں کو۔
اور انسانی تکلیف اور ہوجا ہی ان پر اس وقت طاری ہوتی۔ جب رسول الہی کی
زبان سے انہیں اس قسم کے تیزی پر دالنے وصول ہوتے۔

اَمْ حَسِبْتَ الْاٰتَمِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ
مَّرَضٌ اِنْ لَّمْ يَخْرُجِ الْاَلْفُ اَضْحَاغِيْمُ
وَلَوْ نَشَاءُ لَا رٰىنَا كُنْهَمْ فَلَئِنْ فِتْنٰهُمْ
لَسِمْعٰهُمْ وَ لَتَعْرِفَنَّهُمْ فِيْ لَحْنٍ
الْقَوْلِ۔

(مومر: ۳۷)
لہذا ہادی تیزی زندگی میں کسی سے دلہے ہوتے نہ تھے۔ بلکہ ان کی معاشرت ملو
ہوا ہے۔ خاصہ بند و دستار تھی اور ان کے ظاہر میں ایک طرح کی کشش یا دلکشی بھی تھی

toobaa-elibrary.blogspot.com

قرآن مجید کی شہادت ہے۔

وَلَا إِزَازَ آتَيْنَهُمْ تَنْجِيحًا لِمَنْ جَاءَهُمْ
وَأَنْ يَقُولُوا لَوْ أَنَّا سَمِعْنَا لِقَاءَ رَبِّنَا

(الانعام ۱۱۵)

آپ کو دیکھیں قرآن کے تقدس است آپ کو خوش
سلام ہوں اور اگر یہ باتیں کہنے لگیں تو آپ ان کی
سنتے تھیں۔

ان کی ظاہری خوشحالی اور خوش اقبال بھی خاصی دھوکے میں ڈالنے والی تھی رسول اللہ
کو خاص طور پر اس خطرے سے آگاہی دے دی گئی اور تحقیقت حال سے پرہیز
وہ کیا۔

وَلَا تَحْزِنَ لِكَأَمْوَالِهِمْ قَدْ جَاءَهُمْ
إِنصَابٌ مِنْ رَبِّهِمْ اللَّهُ أَنْ يَعْلَمَ يَوْمَئِذٍ
فِي الذُّلِّ وَالْأَعْيُنِ مَنْ أَغْنَاهُمْ وَهُمْ
كَافِرُونَ۔ (الزمر ۱۰)

ان کے مال اور ان کی ادا فاقہ کو حیرت میں نہ ڈالیں
ان کو کہیں یہ تسلو ہے کہ ان چیزوں کے واسطے
سے انہیں دینا میں بھی جھٹلائے غائب رکھے اور
ان کا دم بھی ایسی حالت میں نکلے کہ بے خبروں۔

ایک پوری سورۃ انہیں کے نام پر المنافقین پارہ ۲۸ میں موجود ہے۔ جس کی ایک
آیت چند منٹ قبل پیش ہو چکی ہے لیکن یہ حقیقت اس سورۃ میں پورا ملک اس طہرت کی
ورمگ کا اکیلا ہے۔ یہ لوگ رسول اللہ کے سامنے اگر اپنی اسلامیست جھگڑاتے اور اپنے
اور اپنے ایمان و اطاعت کا دھندہ دہرا بیٹھے۔ جو تمام شر باطل برتا۔ ارشاد ہوا ہے۔

إِذَا جَاءَ آيَةُ الْآلَاءِ يَقُولُونَ مَا لَنَا
نَحْنَهُمْ إِنَّكَ لَرَسُولُ اللَّهِ وَإِنَّا لَمُتَّ
بِعِلْمِكَ إِنَّكَ لَرَسُولُ اللَّهِ وَإِنَّا لَمُتَّ
إِنَّ الْمُنَافِقِينَ أَكْذِبُونَ۔

(المنافقین ۱۵)

جب آپ کے پاس یہ منافقین آتے ہیں تو کہتے
ہیں کہ ہم گمراہی دیتے ہیں کہ آپ بیک اللہ کے رسول
میں اللہ جانتا ہے کہ بیک آپ اس کے رسول
ہیں لیکن اللہ اس کی بھی گمراہی دیتا ہے کہ یہ لوگ
پکے جھوٹے ہیں کا عمل عمران کی ساری کافی
ان کی جھوٹی تسبیحیں ہیں۔

إِن تَقْرَأُوا آيَاتِنَا لَتَقُولُنَّ نَحْنَهُمْ
فَصَلِّ لِحَقِّهِمْ لَتَقُولُنَّ لَعَلَّ إِيَّاهُمْ

مَا تَسَاءَلُونَ أَنتُمْ لَيْسَ لَكُمْ بِهِ حُكْمٌ
وَأَنْ تَقُولُوا لَوْ أَنَّا سَمِعْنَا لِقَاءَ رَبِّنَا

اِنَّ تَقْرَأُوا آيَاتِنَا لَتَقُولُنَّ نَحْنَهُمْ
فَصَلِّ لِحَقِّهِمْ لَتَقُولُنَّ لَعَلَّ إِيَّاهُمْ
عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ فَكَلِمَةٌ مِّنْ أَفْوَاهٍ
يَعْتَدُونَ۔ (الاحزاب ۳۵)

(۳۵ پارہ ۳)

قرآن کے اعمال جو ہو کر رہیں۔
اسی سے لیتی ہوئی آیت اسی سورہ مجادلہ میں بھی آپکی ہے وہ بھی ملاحظہ ہو۔
ان لوگوں نے اپنی تسبیح کو سپر بنا رکھا ہے پھر
اللہ کی راہ سے روکتے رہتے ہیں قرآن کیلئے غلاب
ہے نہارت والا۔

اس آیت سے سے مسلمانوں کو حیرت کا تہا فہ اس کی ہر دو ہستی کی حیثیت سے کا
کے اس کا انجام یوں پیش کیا ہے۔

الَّذِينَ كَفَرُوا لَيَسْئَلُنَّكَ
عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ فَكَلِمَةٌ مِّنْ أَفْوَاهٍ
يَعْتَدُونَ لَعَلَّ إِيَّاهُمْ
عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ فَكَلِمَةٌ مِّنْ أَفْوَاهٍ
يَعْتَدُونَ۔ (الاحزاب ۳۵)

(۳۵ پارہ ۳)

کیا آپ نے ایسے لوگوں پر نظر نہیں کیا رہتی انہیں
مناقیب میں جو انہیں تو م سے دہشت کے ہونے میں
ہیں پارتہ کا منصب ہے (یعنی جو ہر دور سے ہلے
رگ دو میں میں ہیں دانہیں میں جھوٹی بات نہیں
کہا کرتے ہیں اور سے جانتے ہی ہوتے ہیں۔
اللہ نے ان کے لیے غلاب شہید بنا کر رکھا ہے۔
بیکہ ہستی میں سے بھی جو اعمال) وہ کہتے ہیں
ان کی ظاہری خوشحالی اور خوش اقبال سے دھوکا کھانے پر ایک بار پھر تہیہ کر دی ہے
ان کے مال اور ان کی اولاد انہیں اللہ سے قطعہ پھا
سکیں گے یہ لوگ دوزخ والے ہیں یہ لوگ اس میں
ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

اب پھر اسی صورت منافقین کی طرف آہا ہے جس کے بیان کا سلسلہ ملے ہا تھا۔
انہوں نے ایمان کا اظہار کیا مگر ممانکر کا اپنے دل میں جگہ دے لی اس کا وبال یہ پڑا
کہ ان کے دلوں پر قبول حق کی طرف سے مہر سی لگ گئی اور پھر جو بھگ گیا مادہ ہی ان
سے چھین گیا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

لَا يَلْفَ بِأَنَّهُمْ أَمْسُوا ثُمَّ كَفَرُوا
فَطَبَعَ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ قُلُوبَهُمْ لَا يَفْقَهُونَ
(الاحقافون ۱۸)

ان کے دل پر چٹیاں اور یہ طبیعت کے بندھے ہیں۔ اس لیے کہیں سے کوئی آواز بند ہوئی اور یہ اسے اپنے ہی اوپر جکھے۔

پہلے پاکو اپنے ہی اوپر خیال کر سکتے ہیں۔

اہل بیت و شریعت کا گذران کے قلب میں کہیں زخم و پندار میں مبتلا یہ رسول کی خدمت میں اپنے استغفار کے لیے حاضر ہونے کے بجائے اور اوپر سے اگڑے اگڑے چکے ہیں
وَإِن آتَيْنَا لَهُمْ تَسْلِيمًا لَّا يَسْتَفْقَهُونَ
رَسُولَ اللَّهِ لَوِ آدْرَأَوْهُمْ كَمَا يُبْغُونَ
أَبْأَن كُورِكِيهِن كَمَا كُورِكِيهِن كَمَا كُورِكِيهِن
(الاحقافون ۱۸)

یہ بھی صراحتہ بتا دیا گیا جیسا کہ سورۃ توبہ کی ایک آیت کے ذیل میں پہلے بھی گذر چکا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زبردست مستنقر کی دعائے مغفرت بھی ایسے شامت زدوں کے حق میں قبول نہ فرمائی۔

سَوَّآءٌ عَلَيْهِمْ أَسْتَغْفِرْتَ لَهُمْ
أَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ لَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ
لَهُمْ (البقرہ ۱۷۷)

عملی حالت ان کی یہ تھی کہ خود صاحب شہادت مسلمانوں کو ترغیب دیتے رہتے تھے کہ رسول کے ساتھیوں کو بچ کر خرچ نہ کرو۔ مالی امداد کی طرف سے مایوس ہو کر یہ بھی نہ خود ہی چنٹت جاتے۔ گے کہ رسول ایزن حق کی تبلیغ کے لیے بندوں کی امداد کے تمام تر محتاج تھے۔ قرآن مجید نے ان کے اس حقیق کی پروردہ ہیوں کی ہے۔

هُمُ الَّذِينَ يَقُولُونَ لَا نَفْقَهُونَا
یہ وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ جو لوگ رسول خدا کے

عَلَىٰ مَنْ جَاءَهُ رَسُولٌ مِنَ اللَّهِ حَتَّىٰ
يَنْفَعَهُمْ وَأَوْ يَسْتَفْعِلُوا
وَأَلَّا يَرْضَوْا لَكِنَّا فَتَقِيبِي
يَقْفَهُونَ (البقرہ ۱۷۷)

گروہ میں ہیں ان پر کہہ کر خرچ نہ کرو۔ یہاں تک کہ یہ آپ ہی منتشر ہو جائیں گے۔ حالانکہ اللہ ہی کہیں سے خزانے آسمانوں اور زمینوں کے لیے بنا سکتا ہے۔ اسے سمجھتے نہیں۔

اور پھر منافقین کے تو یہ وہ دماغ تھے کہ میدان جنگ سے دلچسپی کے بعد سلاخ کو تنس تنس کر ڈالیں گے۔ ان کی اس بد نفسی کا پروردہ بھی قرآن نے یوں چاک کیلے ہے
يَقُولُونَ لَئِن رَّعِينَا لَنَ
الْمَدِينَةَ لَنُخْرِجَنَّكَ الْأَحْزَابَ مِنْهَا
الْأَذَىٰ وَبِشْكَ الْعِرْقَةِ وَلَوْلَا
وَالْحَكِيمِ الْمُنَافِقِينَ لَآ يَفْقَهُونَ
(البقرہ ۱۷۷)

سب سے بڑھ کر جامع و اکمل اور ساتھ ہی عبرت انگیز موقع اس طبع کا سورۃ المدیہ میں نظر آتا ہے کہ گورنر طویل ہے۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں آپ کے اس حاضر طبع کی ذہنیت کو بوری طریں جھکنے کے لیے اس کا مطالعہ ضروری ہے سیاق و سمر حاضر کا ہے۔ اب آگے سنتے۔

يَوْمَ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالْمُنَافِقَاتُ
لَئِن كُنَّا نَدْرِكُونَ لَئِن كُنَّا نَدْرِكُونَ
مِن قَوْمٍ لَّئِن كُنَّا نَدْرِكُونَ
كَالَّذِينَ سَأَلُوا لَوْ لَمْ يَكُنْ
يَسْأَلُونَ لَكِنَّا بَلْ كُنَّا نَدْرِكُونَ
وَلَكِنَّا بَلْ كُنَّا نَدْرِكُونَ
يَسْأَلُونَ لَكِنَّا بَلْ كُنَّا نَدْرِكُونَ
يَسْأَلُونَ لَكِنَّا بَلْ كُنَّا نَدْرِكُونَ

جس روز منافق مرد اور منافق عورتیں مسلمانوں سے کہیں گے (جس وقت نہ جنت کہہ رہے ہوں گے) اور ان کے اندر دو دو ہو جائے، ہمارا انتظار کہ لوگ ہمیں چلی جائے خود سے کھڑے روٹنی حال کر لیں، تمہیں جواب ہے گا کہ لوٹ جاؤ اپنے پیچھے کی طرف پھر روٹنی تلاش کرو۔ اس کے بعد ان کے اور ان کے درمیان ایک پڑھنا اور کہہ دیا جائے کہ اس کے بعد وہی کہیں ہیں ایک ہی کلمہ دہانہ ہوگا اس کے بعد وہی طرف رحمت ہوگی اور یہ وہی طرف

وَتَرَكْتُمْ أَزْوَاجًا هُنَّ أُمَّهَاتُكُمْ أُولَئِكَ يَمُرُّونَ عَلَيْكُمْ وَإِنْ تَبَيَّنَ لَكُمْ أَنَّهُنَّ فُجُورٌ فَلَا يَمُرُّ عَلَيْكُمْ وَلَا تُصَلُّنَّ عَلَيْنَّ وَلَا تَحْسَبْنَ لَهُنَّ حِسَابًا وَرَبُّكُمْ لَئِيْفٌ عَظِيمٌ
 وَكَذَلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكُمْ الْقِصَّةَ الَّتِي كُنَّا نَقُصُّ عَلَيْكَ لَقَدْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَكُنَّا لَهُم شَاقِينَ فَنَزَّلْنَا الذَّلْهَالَ عَلَى قُلُوبِهِمْ وَآتَيْنَاهُمْ أَهْلًا لَمْ يَعْلَمُوا فَجَاؤَهُمُ الْغُرُورُ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ
 وَكَذَلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكُمْ الْقِصَّةَ الَّتِي كُنَّا نَقُصُّ عَلَيْكَ لَقَدْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَكُنَّا لَهُم شَاقِينَ فَنَزَّلْنَا الذَّلْهَالَ عَلَى قُلُوبِهِمْ وَآتَيْنَاهُمْ أَهْلًا لَمْ يَعْلَمُوا فَجَاؤَهُمُ الْغُرُورُ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ
 وَكَذَلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكُمْ الْقِصَّةَ الَّتِي كُنَّا نَقُصُّ عَلَيْكَ لَقَدْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَكُنَّا لَهُم شَاقِينَ فَنَزَّلْنَا الذَّلْهَالَ عَلَى قُلُوبِهِمْ وَآتَيْنَاهُمْ أَهْلًا لَمْ يَعْلَمُوا فَجَاؤَهُمُ الْغُرُورُ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ

انکشاف حقائق کے وقت کی یہ صبح اور سن و مَن تھا شی کیسے کے دنیا میں بھی ان کی صبح حالت کا پھر باپیش کیا تو یہ تھا۔ آپ کے معاصرین کا وہ دوسرا طبقہ جس سے یہ پیرا اسلام کو ساتھ ملانے منکرین و مشرکین اور مرتدین، مشوئیں، ہودا اور نصرانیوں کے اپنی زندگی میں پڑا تھا۔

(۵) مؤمنین

پھر تھا طبقہ آپ کے ان معاصرین مخالفین کا ہے۔ جنہوں نے آپ کے دعویٰ نبوت کی تصدیق کی، اور آپ کی زبان سے بے اختیار یا من، کلام الہی پر ایمان لائے صلیح میں انہیں صحابہ رسول یا اصحاب رسول کہتے ہیں، اپنے اعمال و اطوار، اخلاق و دعائے میں، اپنے مشاغل و عہدے کے دھڑے پر چلے اور یہ حیثیت مجموعی ایسے فعل مطابق اصل ثابت ہوئے کہ خود رسول کے لیے محبت و معیار بن گئے۔ اکبر الہ آبادی نے یہی تائید کی حقیقت اپنی شاعرانہ زبان میں یوں ادا کی ہے۔

خود نہ تھے جو راہ پر اودوں کے باد کی بن گئے

کیا نظر تھی جس نے مردوں کو میس کر دیا!

لیکن اقل تو سب ایک درجہ و مرتبہ کے تھے اور نہ ہو سکتے تھے۔ فرق مراتب تو لازماً بشریت سے پھر جن کو جو مرتبہ حاصل ہوئے وہ رفتار رفتہ صحبت الہی کی برکت سے حاصل ہوئے۔ اول دن سے کوئی بھی ان میں کامل نہ تھا اور پھر بڑی بات یہ کہ عصمت کامل جس کا نام ہے۔ وہ تو صرف انبیاء کرام کا حصہ خصوصی ہے۔ خدا کی عیاد سے جب گرفتیں حشرات انبیاء تک پہنچتی رہیں اور غیبی اور حسی تک کے فعل و بیان ان کے لیے قرآن مجید میں آتے رہے تو یہ غیر معصومین کی صلاح و پاک باز جماعت کب روک ٹوک کے دائرہ سے باہر ہو سکتی تھی۔ قرآن ان مخلصین پر گرفتیں جا رہا کرتا گیا ہے کہ میں اشارہ اور کہیں صراحت۔

کی خوشخبری سنا دی گئی۔

وَأَجْرُونَ اعْتَرَفُوا بِذُنُوبِهِمْ
خَلَطُوا عَمَلًا صَالِحًا وَآخَرَ سَيِّئًا
عَسَى اللَّهُ أَنْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أِنَّ اللَّهَ
يَقْبَلُ التَّوْبَةَ

لیکن یہ کیا کر رہی عرض کیا جا سکتا ہے۔ اس قسم کی خالص خالی بے شری کمزوریوں سے قطع نظر کر لینے کے بعد عظیم معصوم مخلص رفیقوں کی یہ جماعت تمام تہا پہاڑوں راست کڑوں اور قدسیوں ہیں، ان کی ایک جماعت تھی۔ ان کی ایمان و وحی کفر و شنی فسق بیزاری اور پاکیزہ قلبی کا اعلان قرآن مجید انہیں کو مطلب کر کے یوں کرتا ہے۔

وَلَكِنَّ اللَّهَ حَبِيبٌ إِلَى الْمُتَّوِّبِينَ
وَدَّ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ وَأَنَّ اللَّهَ
وَالنَّاسُ وَالنَّاسُ وَالنَّاسُ وَالنَّاسُ
الزُّبُرِ وَاللَّيْسَ بِذُنُوبِهِمْ وَاللَّيْسَ

کسی جماعت کی پختہ ایمانی روکفری نہیں۔ فسق و معصیت سے بھی دوری اور پاک کی کی شہادت اس سے بڑھ کر اور اس سے واضح تر فضلوں میں اور کیا ہو سکتی ہے؟ لیکن شہر ہے ایک سببانی صداقت نامہ اس جماعت کے انہماک عبادات اور طلبِ رضائے الہی کا اور بھی موجود ہے۔ ملاحظہ ہو۔

وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى
الْكُفْرِ وَرَحَمَةً لِّرَبِّهِمْ تَرَاهُمْ
رُكْعًا وَسَجْدًا يَعْبُدُونَ فَضَّلْنَا
اللَّهُ وَرَحْمَةً لِّرَبِّهِمْ تَرَاهُمْ
وَجُودِهِمْ مِنَ الْكُفْرِ وَالسُّبُوْدِ

(فتح ۲۵) سجدہ سے نکلیں ہیں۔

ایک جگہ اور جہاں ذکرِ جنتیوں کا ہے۔ وہاں الفاظِ عام ہیں اور ہر دور کے اہل
ایران ان کے ماتحت میں داخل ہو سکتے ہیں۔ لیکن اشارہ خصوصی اسی جماعت صحابہ
کی جانب ہے۔

إِنَّمُمْ تَرَاهُمْ أَتَيْنَا ذَاكَ مُؤْمِنِينَ
تَرَاهُمْ تَرَاهُمْ تَرَاهُمْ تَرَاهُمْ
يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا اللَّهَ وَفِي أَمْوَالِهِمْ
حَقٌّ لِلنَّاسِ وَالنَّاسُ وَالنَّاسُ وَالنَّاسُ
ان کی عبادتی شب سیداریوں اور استغفاری حرمینوں کی شہادت ایک دوسلہ
میں بھی ملاحظہ ہو۔

إِنَّ رَبَّكَ بِمَا تَعْمَلُونَ
أَدْرَأْسُ ثَلَاثِينَ الْقَبِيلِ وَنَفْسُهُ
ثُلُثُهُ وَطَائِفَةٌ مِّنَ الَّذِينَ
مَعَكَ (النزول ۲۵)

رفاقت معیت اور صحابیت کے معنی بھی یہی تھے کہ جہاں عبادت ریاضتوں اور مشقتوں
میں بھی اپنے آپ کو "صاحب" کے نقش قدم پر چلا جائے۔
اور ایک نشہ بھی انہیں پاک پانوں کی رفائز زندگی کا قرآن مجید کے پیش کیا ہے
گو الفاظِ یہاں عام وسیع ہیں، جس میں ان کے مولات و اخلاق عبادات، معاملات
سب کے خطوط اوصاف نظر آسکتے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

وَجِبَادُ الرَّعْمَانِ الَّذِينَ يَكْسِبُونَ
عَلَى الْأَرْضِ هُونَ وَأَذَا خَالِكِيهِمْ
الْبَجَائِلُ وَكَأَلُوا سَلْمًا وَالَّذِينَ
يَسْبِقُونَ لِرَبِّهِمْ سَجْدًا أَوْ قِيَامًا
وَالَّذِينَ يَتَّقُونَ رَبَّاتَا الضُّعُفَ عَمَّا

رعمن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر سگت کے
ساتھ چلتے ہیں اور جہاں سے جاہل لوگ بات
کرتے ہیں تو حق شکر بات کر دیتے ہیں اور
جہاں لوگ پہنچے رو رو کر آگے سجدہ اور قیام
میں لگے رہتے ہیں اور جہاں مانگتے ہیں کہ لے

toobaa-elibrary.blogspot.com

عَدَابَ جَهَنَّمَ - إِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا إِنَّهَا سَاءَتْ مُسْتَقَرًّا وَمُقَامًا وَالَّذِينَ إِذَا أَنْفَقُوا لَمْ يُبْرِئُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا وَكَانَ بَيْنَهُمْ ذُلٌّ لِّمَا نَمَاتُوا وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا لًّا إِلَهًا لًّا يَشْكُرُونَ الْفُلُوفُ أَلْفًا حَرْفًا اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزُولُ مِنَّا وَ مَن يَتَّعَلَّ ذَلِكَ يَلُتْ أَكَامًا.

(الزکوٰۃ ۷۴)

صحابہ کے معجز حالات میں کئی ایسے ایسے اور میں بھی حدیث و سیر سے ماخوذ جو کہ شائع ہو چکی ہیں اور عربی میں تو خیر موجود ہی ہیں۔ کئی ایسی ہی تصنیفات کو سامنے رکھ کر دیکھنے کو قرآن مجید کے کس اعجاز کے ساتھ ان کی تصویر کشی کر دی ہے! — قرآنی بیان ایسی مختصر نہیں ہوا سہی کہ جس کی چند اور سطریں بھی قابل مطالعہ ہیں۔

وَالَّذِينَ لَا يَشْعُرُونَ الزُّلْمَ وَلَا أَنفُسَهُمْ وَأَنزَلْنَا إِلَهُهُمُ الْمُرْسَلِينَ وَالَّذِينَ إِذَا أَنْفَقُوا لَمْ يُبْرِئُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا وَكَانَ بَيْنَهُمْ ذُلٌّ لِّمَا نَمَاتُوا وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا لًّا إِلَهًا لًّا يَشْكُرُونَ الْفُلُوفُ أَلْفًا حَرْفًا اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزُولُ مِنَّا وَ مَن يَتَّعَلَّ ذَلِكَ يَلُتْ أَكَامًا.

اور یہ لوگ نہ ہانڈیوں میں شامل نہیں ہوتے اور اگر سوچو وہ مشرکوں کے پاس سے گذرتے ہیں تو سلاطنتِ رومی کے ساتھ گذر جاتے ہیں اور جب ان کی فیصلت کو کہاں ہے ان کے پروردگار کے احکام کے زوال سے تو یہ ان پر ہر سے افسوس برکتیں گرتے اور یہ لوگ دعا مانگتے رہتے ہیں کہ لے جائے پروردگار کو ہمارے بیویوں اور بھائیوں اور کھیلوں سے انھوں کی خدمتِ عطا فرما اور ہم کو پروردگار کا پیٹرنائے سے ایسوں کو ہانڈانے علامہوں کے۔ یہ سب ایک ثابت قدم رہنے کے دوران کو اس میں دعا

تَحِيَّةً وَسَلَامًا - خَالِدِينَ فِيهَا حَسَنًا اور سلام لے گا اس میں ہمیشہ رہیں گے وہ کہاں رہا مُسْتَقَرًّا وَمُقَامًا. (الزکوٰۃ ۷۴)

قدوسیوں کی جماعت کا اطلاق اگر اس جماعت پر بھی نہ ہوگا تو اور کس پر ہوگا اللہ کے ہاں اس جماعت کے شرف و عظمت کا اندازہ اس سے فرمائے کہ جس طرح حضور اذکر کی آمد ظہور کی پیش خبری ان اگلی آسانی کی کتابوں میں درج تھیں اسی طرح اس جماعت کا نقشہ بھی تو ریت اور انجیل جیسے کلامی حقیقتوں میں درج رہ چکا ہے۔

سورۃ الفتح کی ایک آیت ابھی کہی تھی وہ یہ تھی آپ کے سامنے پیش ہو چکی ہے۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَأَمَرُوا آلَهُمْ وَالَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَأَمَرُوا آلَهُمْ وَالَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَأَمَرُوا آلَهُمْ

ان کے اور اصنافِ نبوت میں درج ہیں۔

اجہاز قرآنی کا رشتہ ملاحظہ ہو، کہ سب شہادتِ حقیقت و تضرعات کے بعد بھی تو ریت موجود ہیں یہ الفاظ ایک جگہ کئے چلے آ رہے ہیں۔

”فانار ہی کے پہاڑ سے وہ جلوہ گرہا۔ دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آیا“

اور یہ ایک معلوم و معروف حقیقت ہے کہ فانار کو مظلوم ہی کی ایک پہاڑی کا نام ہے اور پھر یہ بھی ایک تاریخی حقیقت ہے کہ فرج کے بعد جتنے صحابیوں یا ”قدوسیوں“ کا ساتھ ہوا تھا ان کی تعداد بھی دس ہی ہزار تھی۔

توریت میں اس کے بعد ہے۔

”اس کے داہنے ہاتھ میں ایک آتشیں شریعت ان کے لیے تھی“

قرآن مجید کے الفاظ اشد آہ عمل انکسار آپ سن چکے ہیں۔ اس کی مطابقت آتشیں شریعت سے دینے میں دشواری کسی کو نہیں پیش آسکتی۔ آگے تو ریت میں ہے۔

”ہاں وہ اپنی قوم سے بڑی محبت رکھتا ہے“

قرآن مجید کے الفاظ دھما آ، بیندھا ا بھی آپ کے کان میں گونج رہے ہوں گے اور ان کی کسی شرح کی ضرورت نہیں ہے اور آخر میں تائید میں اس سلسلے میں ہے۔

اس کے سارے مقدس تیرے ہاتھ میں ہیں اور تیرے قدموں کے نزدیک بیٹھے ہیں اور تیری باتوں کو مایں گے۔

اسے پڑھ کر قرآن مجید کے بھی یہ الفاظ اپنے ذہن میں تازہ کر لیے رکھا مسجد ایتنوں من فضل اللہ ورضوانا قریت کا بیان آپ نے سن لیا یاب انجیلی مرع صحابہ بھی سامت فرمائیں۔ اس لیے کہ قرآن مجید نے قریت کے معابہ انجیل کا نام بھی لیا ہے اور کہا ہے۔

وَمَا كُنْهُمْ فِي الْإِنجِيلِ كَزُرْجٍ أَخْرَجْتَهُمْ سَلْطَا وَكَأَزْرَهُ قَاشَتْهُمُ لَطْفًا مَشَوْهُ عَلَى سَوْقِهِ يُعْجِبُ الزُّرْجَاعُ۔ (الزراة: ٦٥)

موجودہ حرف انجیلوں سے جھلا اس عبارت کی کسی درجہ میں بھی تصدیق و توشیح کی امید ہو سکتی تھی، لیکن نہیں۔ مثال عباتی سب بھی انجیلوں میں باقی رہ گئی ہیں انجیل متی بائبل کی آیات ٣١، ٣٢ جب چاہے پڑھ کر دیکھ لیجیے اور اس وقت تو سن ہی لیجیے۔

آسمان کی بادشاہت اس رائی کے دانے کے مانند ہے جسے کسی آدمی نے لے کر اپنے کھیت میں بویا وہ سب بیجوں سے چھوٹا ہوتا ہے مگر جب بڑھ جائے تو سب تر کاروں سے بڑا ہوتا ہے اور ایسا درخت ہو جاتا ہے کہ جو اس کے پرندے اس کی ٹالیوں پر گھر کر رہتے ہیں۔

اور آپ چاہیں تو ایسی ہی عبارتیں انجیل مرقس باب ٣، آیات ٢٠، ٢١ میں نیز

انجیل تو تمام سابق آیات ١٨، ١٩، ٢٠ میں نکال کر پڑھ کر دیکھیں۔

ان مخلص شاگردوں اور جاننا بڑھتیوں نے رسول کا ساتھ ہجرت و ترک وطن میں دیا۔ چار وقتوں میں دیا اور رسول کے ذہن کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کر دیا اپنی جان تک کی بازی گما دی۔ صحیفہ ربانی اپنے کمال ذمہ نوازی اور بندہ پوری سے اپنے ان بندوں کی روداد و اصلاح اپنے اوراق میں بار بار درج کرنا گیا ہے پھر تا آخر تک جگر ہے۔

لَئِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ آلَ اللَّهِ وَارْتَبَقْتُمْ بِهِمْ لَتَجْعَلُنَّ أَمْوَالَهُمْ لَنَا بِحَسْبِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ تَجْعَلُ لِمَنْ يَشَاءُ خِزْيَانًا عَظِيمًا وَأُولَئِكَ لَهُمْ أَجْرٌ كَبِيرٌ۔ (قرہ: ٧٤)

مخلص اللہ کے لئے اس میں زبردستی کے بعد اگر اس طبقہ کے ہر فرد کے نام کے ساتھ رضی اللہ عنہم کہنے اور کہنے کا دستور ہم مسلمانوں میں پڑ گیا تو اس میں ہجرت کی کوئی بات ہی نہیں۔ ایک دوسرا بڑا در مغفرت و مغفورت ان باعمل پیران رسول کے حق میں اور ملاحظہ ہو۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَهَاتُوا وَآؤْتَهُمْ لَقَدْ فِي تَسْبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آؤُوا وَتَصَدَّقُوا أُولَئِكَ لَهُمْ أَجْرٌ كَبِيرٌ۔ (سب: ١٠٦)

انجیل میں انجیلوں کے تقسیم کو قبول نہیں کیا۔ بلکہ دونوں گروہوں کی طرح کامل اس ایک آیت کے اندر کر دی۔ ایک گروہ وہ تھا جو اپنے مقتضیات ایمان کی تکمیل کی خاطر ہر طرح کے خطرے برداشت کر کے اور کڑی گوی مصیبتیں تحمل کے اپنے وطن و مافوق کے خطرے سے ہجرت کر کے اور بچے خانہاں ہو کر دارالہجرۃ مدینہ منورہ کو آیا تھا اور دوسرا طبقہ مدینہ ہی کے باشندوں کا تھا

toobaa-elibrary.blogspot.com

انہوں کے بھی اپنے مقتضیات ایمان کی تکمیل کی خاطر ان عصیت زدوں کی پزیرائی کی تھی۔ ان سب گروہوں کو نئے سرے سے گھرا کر ملا بنایا اور ان کی خدمت اور معاونی میں کوئی دقیقہ اشما نہیں رکھا۔ ایمان کا حق ادا کرنے والے، قرآن پڑھنا صاف شہادت دینا ہے کہ یہ دونوں ہی گروہ رہے ہیں جہاں دوسری جگہ ان دونوں گروہوں کو ان کے اصطلاحی ناموں "مہاجرین" و "انصار" سے یاد کیا ہے اور مدینہ صحابہ کا قرآنی نمونہ نہیں کر دیا ہے۔

لَقَدْ تَابَ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ
وَالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ الَّذِينَ
اتَّبَعُوهُ فِي سَاعَةِ الْمُنْتَهَى
وَمَنْ يَتَّبِعْهُمَا كَمَا دَرَّخُوا
فِي نَبِيِّهِمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ
إِنَّهُ يَهْدِيهِمْ لِرُفُوفٍ رَحِيمَةٍ

(قرہ ۱۲)

ساعت العسوة کے نظائر موم ہے۔ مہاجرین و انصار دونوں نے حضور کا ساتھ تنگی کے وقت میں دیا۔ لیکن اہل تفسیر و اہل تاریخ نے اشارہ خصوصی یہاں غزوہ تبوک کی جانب سمجھا ہے جس کی تیاریوں کے وقت سامنا غیر معمولی دشواریوں کا کرنا پڑا تھا۔ مبارک ہیں وہ ساتھی جن کا ذکر صحیفہ زبانی میں ذکر رسول کے ساتھ ایک جگہ اور ان کی مدد و تحنن کی طرح مکمل کرائی ہے۔

وَالنَّبَايِقُونَ لَأَتَّكِلُونِ
وَالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ
اتَّبَعُوهُم بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ
وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ
تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا

کے نیچے عیاں جاری ہوں گی انہیں وہ ہمیشہ

ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ (قرہ ۱۳)

بیش تر ہی کے بہت بڑی کامیابی ہے۔ رضی اللہ عنہم کا قہر صاف تو مکمل کرانہ قدموں کے حق میں وارد ہو گیا اور خیر یہ صحابہ مہاجرین و انصار تو مدوح الہی تھے ہی آیت نے یہ بھی صاف کر دیا کہ بعد والے ہر ان کی پیروی کریں گے۔ وہ بھی حق تعالیٰ کی طرف سے سزاوار مدح و ستائش ٹھہرائے گئے اور باحسان کی قید نے ایک اور نکتہ کی طرف بھی اشارہ کر دیا۔ یعنی تابعین کا اتباع مستحب و شاکر کیا جائے گا جو احسان یا حسن عمل میں ہو۔ محض معاصرت یا ہم معاصرت نہیں ہے۔

صحابہ سب کے سب شہری ہی تھے نہ ان کا ایک حصہ دیہاتوں پر بھی شامل تھا یہ لوگ جیسے اپنے کمال بنے نفسی سے اپنا مال لیے خدمت دین کے لیے حاضر ہوتے تھے کہ اسی فریضے سے انہیں قرب خداوندی اور انعامات رسول حاصل ہو اور یکے قول ان کے عقیدت کے نذرانوں کو حاصل ہوا اور یکے نہ حاصل ہوتا ارشاد ہوا۔

قَبِيلَ الْأَنْصَارِ مَن يَتَّبِعُونَ
بِإِثْمَارِهِمْ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ
يَتَّبِعُونَ قَوْمًا قَدْ عَصَى اللَّهُ
وَمَلَكَوهُ الرُّسُلُ إِلَّا
قَوْمًا مَلَكَتْ لَهُمُ اللَّهُ
فِي رُحْمَتِهِمْ إِنَّ اللَّهَ
عَلِيمٌ ذَكِيمٌ

رحمت والہیہ۔

(قرہ ۱۴)

انہیں اعراب یا دیہاتوں کے کفر و نفاق کا ذکر بھی قرآن مجید میں متعدد سے آیا ہے۔ لیکن انہیں اہل باہر میں کیسے کیسے تخلصیں دیتے ہیں انہیں بھی پیدا ہونے سے یہی

ملہ مستحق نے غیر زید بن مسعود کو تابعین کے زمرہ میں شامل کرنے سے اسی لیے احتراز کیا ہے کہ یہاں اتباع احسان میں نہ تھا۔

اہت سے ظاہر ہو رہا ہے۔

مسجد نبوی میں آکر ہر صابہ نماز پڑھا کرتے تھے ان کی پاکیزہ طبیعتی پاکیزہ سیرتی کی شہادت پر قرآن مجید نے اپنی مہر میں لگا دی ہے گو مستفود اس سیاق میں اصلاً صرف مسجد کی تقدیر کا اظہار تھا۔

لَسْتَجِدُ أُمَّسَّ عَلَى النَّبِيِّ
وَمَنْ أَدْرَأَ لِيَوْمِ أَحَقَّ أَنْ تَعْتَوْمَ
فِيهِ رِيحًا لِيُحْيُونَ أَنْ يَتَّخِطُّوا
وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُتَّخِطِّينَ
(آل عمران: ۱۳۲)

جس مسجد کی بنیادوں میں سے تقویٰ پر رکھی گئی ہے وہ اس لائق ہے کہ آپ اس میں ملے ہوں اس میں ایسے آدمی آتے ہیں جو پندرہ کتے ہیں اس کو کہتے ہیں صاف رہیں اور اللہ پسند کرتے ہیں جو پاک صاف رہتے ہوں گے۔

ہجرت یعنی دین کی خاطر اپنے وطن والوں کو چھوڑ دینا بڑا نیک و پاک و آسان بڑا مجاہدہ تھا کہ اسی ایک عمل نے صحابہ مجاہدین کو بلندی مرتبہ میں کہاں سے کہاں پہنچا دیا تھا۔
وَالَّذِينَ هَاجَرُوا فِي اللَّهِ مِنْ بَعْدِ
مَا ظَلَمُوا لَلشُّبُهَاتِ فِي الَّذِينَ هَاجَرُوا
وَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمْ أَنْ يَتَّخِذُوا
بِعَمَلِهِمْ
(المحل: ۶)

اور جن لوگوں نے اللہ کے واسطے اپنا وطن چھوڑا بعد اس کے کہ ان پر ظلم ہوا۔ ہم نہیں دیکھیں ایسا
شکناہیں اور آخرت کا اجر تو اس سے کہیں بڑھ کر ہے کہ کاش کہ وہ یہ جانتے۔

انہیں مجاہدین مظلوم اور مجاہدین صحابہ کی داد دیا جاوے گی کہ ان کے ہاتھ اگر حکومت آگئی۔ تو یہ ملک کو فتنے سے نہیں بچاؤں تو تم سے نہیں عدل سے بھر دیں گے اور کہہ شراب و زنا کا نہیں۔ سو وہ تو مگر نہیں۔ خیر و صلاح تقویٰ و طاعت کا پلادیں گے۔

الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فِي الْأَرْضِ
أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَاتَّقُوا اللَّهَ
بِالْمَعْرُوفِ وَهُمْ عَلَى الْمُنْكَرِ
(الحج: ۷۷)

یہ لوگ ایسے ہیں کہ اگر ہم انہیں زمینیں حکومت میں دیں تو نہ مانگا کیا بندگی کریں اور نکالت دیں۔ حکم نیک کر داریں اور لوگ تمام بکداری کی کریں۔

قرآن مجید کی اس بھی پیش خبری کی تصدیق و درخلافت راشدہ نے جس طرح کی ان کی روحا تو تاریخ کی زبان سے جب چاہے سن لیجیے اور آخری تو تاریخ کا وہ مثال دور ہے۔ جسے گاندھی جی ہمارے اپنے زمانے تک بطور مثال حکومت کے پیش کرتے رہے ہیں۔ جنگ احزاب کا دن مدینہ کے وطن سالار و محمدی میں ایک سخت ترین دن ہوا ہے۔ قریش خودی کی کیا کرتے کہ ان روز اپنے ساتھ ملک کے سارے بے قوت قبیلوں کو مدینہ پر چڑھا لائے تھے تاکہ ہر طرف سے گھیر کے اور حاد اہل کے اس موجود و مسلم تو آبادی کا خاتمہ ہی کریں اور نظا ہر ی سالان اور ماوی آنا ر سب اسی کے نظر بھی آ رہے تھے۔ لیکن مخلصین کی یہ جماعت اس ہر ناک صورت حال اور مخالف ماحول سے زندہ بچی متاثر نہ ہوئی نہ بدول ہوئی نہ ہر سالان بلکہ سکون قلب و انشراح خاطر کے ساتھ ثابت قدمی و جہا نہازی کا ثبوت دیتی رہی کلہم پاک کی شہادت ملاحظہ ہو۔

وَلَقَارَ الْمُؤْمِنُونَ الْأَخْرَابَ
قَالُوا هَذِهِ أَسَا وَعَدَّكَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ
وَصَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَمَا كَانُوا
إِلَّا أَيْمَانًا تَوْكِينًا
(الاحزاب: ۲۳)

اور جب مؤمنین (مجاہدین) نے احزاب کو دیکھا تو کہنے لگے یہ تو کفار ہیں اور اللہ اور اس کے رسول خیر سے کچھ تھے اور اللہ اور اس کے رسول خیر ہی فرمایا تھا اور اس سے ان کے ایمان

احزاب یہی کی طرح ایک دوسرے اہم و نازک موقعہ صلح حدیبیہ کے سلسلے میں بھی دین داروں کی اس جماعت کی مدح و تکریم کے ساتھ آئی ہے۔ حالت اندیشہ ناک ہو چکی تھی اور نظر آ رہا تھا کہ جنگ رحیب کے لیے مسلمان تیار ہو کر باہل ہی نہیں آئے تھے) اب پھڑکی اور جب پھڑکی میں اس وقت ایک اور رخبت کے پیش پیشہ کر ان جان نثاروں نے حضور کے ہاتھ پر بیعت آخرو حکم لٹنے مرنے کی کئی قسمی اصل عبارت ملاحظہ ہو، خطاب رسول کریم سے ہے۔

لَقَدْ رَجَعْنَا اللَّهُ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ
إِذْ يَبَايِعُوكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ

تینا اللہ ان مؤمنین سے خوش ہو گیا جبکہ وہ لوگ آپ سے رخصت کے نیچے بیعت کر رہے

مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ آيَاتٍ
مِّنْهُمُ وَإِنَّا لَهُمْ قَتْلُهَا عَزِيزٌ
وَمَا تَقَالِي تَقْذِيرَ تِلْكَ يُحَاذِرُ مَا تُوعَدُ

(الفتح ۳۰)

آیت میں ان کو تویداء حمل یا ضرہ اخروی کے ساتھ ایک بشارت عاجل فتح قریب کی بھی لگی اور اس سے متصل اور بھی بشارتیں ہیں۔ مستقبل قریب ہی سے متعلق؛ وَعَدُوكُمْ اللَّهُ بِمُغَاتِمِ الْعِبْرَةَ تَأْخُذُوهَا فَتَعْمَلُنَّ لَكُمْ هَذَا وَكَفَّ أَيْدِي النَّاسِ عَنْكُمْ وَتَشْكُرُونَ آيَةً فَلَسَوْفَ يَنْبَغِي وَيَهْدِيكُمْ صِرَاطًا مُسْتَقِيمًا وَأَخْرَجِي لَكُمْ تَحْقُوقًا عَالَمِيًا قَدْ أَحَاطَ اللَّهُ بِهَا وَمَا كَانَ اللَّهُ عَلَى كَيْدٍ مُّشْرِقًا

(الفتح ۳۱)

یہ حضرت صحابہ اطلاق و روحانیت کی جن بنیادیوں تک پہنچ چکے تھے، اس کا تذکرہ قرآن مجید نے کمال اعجاز خود اپنے صفحات میں محفوظ کر دیا ہے۔ جبکہ اگر آپ اس تک رسائی بھی نہیں کریں۔ حدیث و سیرت، اور طبقات کے موجدات میں فضائل صحابہ کی جو طویل و ضخیم روڈ نڈ نظر آئی ہے وہ سب اسی تین قرآنی کی تشریح و تفسیر ہے یعنی کافیوں سے جو مال بلا لئے پھرتے اور ہول ہو جائے اس کا مصروف ہمارا جبرین و انصار و دونوں کے مرتب و منتزعت پر اپنے بیان کی سطور و عین السطور دونوں سے روشنی ڈالنا گیا ہے۔

لَقَدْ تَقَرَّوْا إِلَيْهَا جِزْرِي السُّورِي
أَلْحَرُوجَاتِ وَيَا رِجْمَ كَأَمْثَرِ لِهَوِي

تھے اور ان کے دلوں میں جو کچھ تھا وہ اللہ کو بھی معلوم تھا اور اس لئے ان کو قریب ہی میں ایک فتح دے دی اور بہت سی غنیمتیں بھی بنیں وہ لے رہے ہیں۔

آیت میں ان کو تویداء حمل یا ضرہ اخروی کے ساتھ ایک بشارت عاجل فتح قریب کی بھی لگی اور اس سے متصل اور بھی بشارتیں ہیں۔ مستقبل قریب ہی سے متعلق؛ وَعَدُوكُمْ اللَّهُ بِمُغَاتِمِ الْعِبْرَةَ تَأْخُذُوهَا فَتَعْمَلُنَّ لَكُمْ هَذَا وَكَفَّ أَيْدِي النَّاسِ عَنْكُمْ وَتَشْكُرُونَ آيَةً فَلَسَوْفَ يَنْبَغِي وَيَهْدِيكُمْ صِرَاطًا مُسْتَقِيمًا وَأَخْرَجِي لَكُمْ تَحْقُوقًا عَالَمِيًا قَدْ أَحَاطَ اللَّهُ بِهَا وَمَا كَانَ اللَّهُ عَلَى كَيْدٍ مُّشْرِقًا

یہ حضرت صحابہ اطلاق و روحانیت کی جن بنیادیوں تک پہنچ چکے تھے، اس کا تذکرہ قرآن مجید نے کمال اعجاز خود اپنے صفحات میں محفوظ کر دیا ہے۔ جبکہ اگر آپ اس تک رسائی بھی نہیں کریں۔ حدیث و سیرت، اور طبقات کے موجدات میں فضائل صحابہ کی جو طویل و ضخیم روڈ نڈ نظر آئی ہے وہ سب اسی تین قرآنی کی تشریح و تفسیر ہے یعنی کافیوں سے جو مال بلا لئے پھرتے اور ہول ہو جائے اس کا مصروف ہمارا جبرین و انصار و دونوں کے مرتب و منتزعت پر اپنے بیان کی سطور و عین السطور دونوں سے روشنی ڈالنا گیا ہے۔

يَبْسُطُونَ مَقَالًا يَسْتَأْتِيهِ اللَّهُ وَرِشْوَانَا
وَيَنْهَضُونَ لِلَّهِ وَرَسُولِهِ أَوْ لِبَيْتِهِ
هَمَّ الضُّعْفِ قُوتُونَ (الفتح ۳۱)
یہ نقشہ تو مہاجرین کا ہوا انصار کے جو ہر اللہ کی نظر میں تھے۔ ان کے لیے اسی آیت سے متصل دوسری آیت تلاوت فرمائیے۔

وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدِّينَ وَالْآيَاتِ الْاٰلِیٰمَاتِ
مِنَ النَّبِیِّ لِيُحِیُّوْا مِنْ بَعْدِہُمْ
لَا یُجَادُوْنَ فِیْ شِدَّةِ دُوْرِهِمْ حَاجَةً وَّیَسَّ
اَوْ تُوْا اَوْ یُوْتُوْنَ عَلٰی اَنْفُسِهِمْ وَاَنْ
کَانَ بِہُمْ حَقَّ حَاقَةً وَّمَنْ یُّؤْتِ شِیْءَ
نَفْسِہٖ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ
(ایضاً)

ادارے والے ان لوگوں کا بھی حق ہے جو دارالاسلام میں انصار یا مہاجرین ان سے قبل ہی قرار پائے گئے اور جنت کسب کیا۔ اس سے جو ان کے پاس ہجرت کر کے آئے اور مہاجرین کو جو کچھ ملتا ہے اس سے یہ اپنے دلوں میں کوئی رشک نہیں چھپتے اور (انہیں) اپنے سے مقدم رکھنے میں لگتے (خود) ان پر نفاذ ہوا اور جو شخص اپنی طبیعت کے بغل سے محفوظ ہو گیا تو کیا ہی میں غلام

طبیعی بغل نفس پر نفع پالینے کے بعد بندوں کے معاملات میں پھر کون سا دور پھرا پڑے باقی بھی رہ جائے، فرق مرتب سے کوئی طبقہ خالی نہیں ہو سکتا۔ انصار مہاجرین کے طبقات صحابہ بظاہر ہے کہ افراد کے لحاظ سے ایک سطح پر نہتے نہ ہو سکتے تھے کوئی کامل تھا کوئی کامل تر۔ لیکن ہر حال مرتبہ اور درجہ مقبولیت پر نفاذ سب ہی تھے قرآن مجید نے کتنا صحیح فیصلہ اور وہ بھی خود کردہ صحابہ ہی کو مخاطب کر کے اس باب میں سنایا گیا۔

لَا یَسْتَوِی سِوَا مَنْ اَنْفَقَ
مِنَ النَّبِیِّ اَوْ قَاتَلَ اَوْ لِنَبِیِّہٖ اَوْ قَاتَلَ
فَرِحَہٗ مِّنَ الْاٰیَاتِ اَنْفَقُوا
مِنْ بَعْدِہٖ وَاَقَاتَلُوْا وَاَعَدَّ اللَّهُ لِمَنْ

تم میں سے جو لوگ فتح تک اسے قبل مال خود خرچ کر چکے اور قتال کر چکے وہ برابر نہیں وہ مرتبہ میں ان لوگوں سے بڑھ کر کسی جنہوں نے خرچ اور قتال بعد میں کیا اور اللہ نے جملہ ان کا وعدہ (ان)

toobaa-elibrary.blogspot.com

انبیاء سابقین کے رفیقوں، مریدوں، شاگردوں کے حالات تفصیل کے ساتھ تو معلوم نہیں لیکن حضرت نوح، حضرت لوط، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰؑ کے صحابیوں کے ہوتے بھی حالات قرآن مجید یا تورات، انجیل میں درج شدہ ہیں، ان کا مقابلہ ذرا قرآن ہی کی روشنی میں ہمارے رسول اکرمؐ کے جان نثار صحابیوں سے کر کے دیکھئے تو ایک قدرت خدا نظر آتی ہے اور بے اختیار کہنا پڑے کہ آنحضرتؐ کی شخصیت میں طرح اپنے ذاتی فضائل و کمالات کے ساتھ نوح، ابرہی میں مثالی ہوتی ہے اسی طرح اپنے صحابیوں کے اخلاص، ایثار اور فدائیت کے لحاظ سے تاریخ عالم میں ایک باہل اقلیازی حیثیت رکھتی ہے۔

معجزات و دلائل

معجزہ پیمانہ قدرت حق کے لیے خارق عادت ثنائیہ ہر معجزہ کی زندگی کا ایک لازمی جزو ہے اور اکثر انبیاء مثلاً حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت ہود، حضرت صالح، حضرت یونس، حضرت شعیب، حضرت لوط، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام کے معجزے تو قرآن مجید میں بہ صراحت مذکور ہیں، ایسی صورت میں یہ کیونکر باور کیا جائے کہ جو انبیاء و رسل کا سرور و سردار ہے اس سے کوئی معجزہ سرسے سے صادر ہی نہ ہوا ہو؟ — لفظ معجزہ ایک علمی اور کلامی اصطلاح ہے بعد کی ہے قرآن مجید نے ایک بڑا جامع لفظ آیت، یعنی نشان استعمال کیا ہے اس کے تحت میں خارجی خوارق اور منوی دلائل دونوں آجاتے ہیں۔

محمد مصطفیٰؐ کا سب سے بڑا اور سب سے نمایاں معجزہ وہ کتاب ہے جسے آپؐ کو آئے اور جو دوسرے معجزات و خوارق کی طرح وقتی اور تنگامی نہیں۔ بلکہ مستقل اور دائمی ہے۔ اس کتاب نے خود اپنے آپ کو بار بار اس دعویٰ اور تصدی کے ساتھ پیش کیا کہ میں کلام بشر نہیں۔ کلام اللہ ہوں۔ جس کی مثال اور نظیر ممکن نہیں اور اگر رسول کے منکرین یہ سمجھتے ہیں کہ یہ کلام رسولؐ کا گڑھا ہوا ہے تو وہ اس کی ساری سورتوں کا ذہنی کل دس سورتوں کا اور اسے سمجھی جاسے وہی کل ایک ہی سورت کا جواب خدا تبارک و تعالیٰ اور اس کے لیے انہیں مصلحت قیامت تک کی ہے ہر صلیغ وقتی نہیں وہ اور ان کے سارے جملاتی جب بھی چاہیں اپنا پورا زور لگا کر دیکھ لیں کامیاب نہ ہو سکیں گے

جہاں قریش معجزہ کے معنی صرف ماری خرق عادت یا خارجیہ العجمیہ کے سمجھتی رہی ہیں۔ اہل جاہلیت عرب نے بھی رشہ و ہدایت کے سردار سے یہی مطالبہ پیش کیا جو اب میں ارشاد ہوا۔

وَأَلَمْ يَكْفِيهِمْ أَنَّا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ يُدَلِّلُكُمْ عَلَيْهِمْ
کیا ان لوگوں کے لیے یہ نشانی کافی نہیں کہ ہم نے آپ پر یہ کتاب اتاری جو انہیں ہر گز بے گمانی

(العنکبوت: ۲۵)

جاتی ہے؟

گر کیا تیار دیا کہ اگر کلمہ پڑھی کہ طلب و تلاش سے تو اس کتاب سے پڑھ کر اجماع نہ کئے والی چیز دنیا و مافیہا میں اور کون ہو سکتی ہے۔

اہل ظلم میں یہ بحث شروع سے چلی آ رہی ہے کہ قرآن مجید کا اجماع کس لحاظ سے اور کس اعتبار سے ہے؟ کسی نے کہا کہ فصاحت و بلاغت کے معیار سے۔ کسی نے کہا کہ نظم کلام کے لحاظ سے۔ ایک گروہ کا قول ہے کہ پیشین گوئیاں اور فیہی خبروں کے پہلو سے۔ ایک اور گروہ کا قول ہے کہ اپنے احکام کی جامعیت اور اپنی تعلیمات کی بلندی کے اعتبار سے۔ اسی طرح اور پہلو بھی اختیار کئے گئے ہیں لیکن خود قرآن کے الفاظ عام ہیں اور ان کا محوم ان تمام پہلوؤں پر جاری ہے گویا قرآن ایک معجزہ رسول کریم کا ان سارے ہی مشروموں کے اعتبار سے ہے اور اس لیے صلیبی کے لہجہ میں اعلان کر دیا ہے کہ سارے چین و بشر مل کر بھی زور نہ لگا دیکھیں۔ دوسرا قرآن ان کی طاقت سے باہر ہے۔

فَلْيَأْتِكُمْ وَاجْتَمِعَتْ الْأَنْبِيَاءُ وَالرَّسُولُ
عَلَىٰ أَنْ يَكْفُرَ بِبَيْتِنَا هَذَا الَّذِي كُنَّا نُنزِّلُ
يَسْمُوعُ وَكَانَ يُعْتَقِدُ مَعَهُمْ قَبْلَ ذَلِكَ
آپ کو دیکھیں ہلے پیڑیہ اگر سارے جہاں شاد
انسانوں کو بھی پائیں کہ اس عہد قرآن نے آئینہ
نہا سکیں، خواہ ایک دوسرے کے دو گاہی کریں
شہوہیں۔

(نجم: ۱۸)

اس آیت میں تو ذکر دوسرے قرآن کا تھا لیکن اس سارے قرآن کے مثل کوئی دوسری کتاب لیکن دوسری جگہ تہدی کا معیار لگنا کہ جس سورتوں تک لے آیا گیا ہے

یعنی اگر پورا قرآن میں لے سکتے ہو۔ تو اس کا کوئی معمولی حصہ دس ہی سورتوں کی مقدار کا بنا دیکھو۔

أَمْ يَحْسُبُونَ أَنَّنَا نَأْتِي الْبَشَرَ
بِغَيْرِ حِسَابٍ
سُورَةٌ مِّنْ قَبْلِهِ فَمُتَّبِعَةٌ
مِّنْ قَبْلِهِ فَمُتَّبِعَةٌ
اسْتَفْهَمْتُمْ مِّنْ قَوْلِ اللَّهِ
أَنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ
کیا یہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ ان پیغمبر نے یہ (قرآن)
خود لکھا ہے، تو آپ کو دیکھیں کہ تم اس کی سی
دہن ہی سو رہیں گے کہ لے آؤ گا کہ اپنے دعویٰ
میں ہے جو تو اللہ کے سوا کس کو بھی پتا ہوا ہے
صداقین۔

(۲۵-۲۶)

کے لیے ہوا۔

ہوتے ہوتے صلیبی تہمت ہو گیا کہ مقدار لگنا کہ ایک ایک سورت کی کر دی گئی اور معلوم ہے کہ قرآن مجید کی ایک سورت گزرتی آیتوں کی بھی ہو سکتی ہے اور ارشاد ہوا کہ اگر کسے جو تو اپنے سارے حملہ میں لگا کر لکھ لکھ ہی سورت بنا لائے۔

وَأَنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ
رَبِّ قَوْمِ أَتَيْنَا
عَلَىٰ صِدْقٍ نَّأْتِكُمْ بِسُورَةٍ
مِّنْ قَبْلِهِ فَمُتَّبِعَةٌ
مِّنْ قَبْلِهِ فَمُتَّبِعَةٌ
مِّنْ قَوْلِ اللَّهِ أَنْ
كُنْتُمْ صَادِقِينَ
اور اگر تم کو اس (کتاب) کے بارے میں شک ہو جو
ہم نے اپنے بندہ (خاص) پر لکھا ہے تو اس کی
سی ایک ہی سورت بنا لائے اور اللہ کے سوا اپنے
سارے گواہوں کو بلاؤ۔ اگر اپنے دعویٰ میں ہے جو

(۲۵-۲۶)

اور تقریباً یہی مضمون ایک دوسری جگہ بھی وارد ہوا ہے۔

أَمْ يَحْسُبُونَ أَنَّنَا نَأْتِي الْبَشَرَ
بِغَيْرِ حِسَابٍ
سُورَةٌ مِّنْ قَبْلِهِ فَمُتَّبِعَةٌ
مِّنْ قَبْلِهِ فَمُتَّبِعَةٌ
مِّنْ قَوْلِ اللَّهِ أَنْ
كُنْتُمْ صَادِقِينَ
کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ ان پیغمبر نے یہ (قرآن)
خود لکھا ہے، تو آپ کو دیکھیں کہ تم اس کی سی
اس کی لے آؤ گا کہ اپنے دعویٰ میں ہے جو

(۲۵-۲۶)

ہوتے ہوتے قیاد ایک چھوٹی سورت کی بھی نہ رہی اور تہدی کی نسبت شاید ایک آیت یا ایک آدھ فقرہ تک کے لیے بھی گنجی۔

أَمْ يَتَّبِعُونَ لَوْلَى تَقْتَدُوا لَهُمْ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
فَلْيَأْتُوا بِحُجُوبٍ تَسْلِمُوهَا إِنَّ كَانُوا
صَادِقِينَ

(المائدہ ۲۵)

یہ محمدی نہ صرف حضور کی زندگی میں سامنا سالانہ تقاریر ہی بلکہ اس وقت سے لے کر آج تک ہر ایک ہرزمانہ کے مقابل میں قائم علیٰ آری ہے تیرہ صدیاں تو اسی جینے پر گذری چکیں اعدا و عدا بچو دہریوں بھی تھوڑا پار رہی۔ آج تک قرآن کے ہٹے شے مخالفین معاندین و دوسرے قرآن کا معنی اس کا کوئی حصہ بھی نہ پیش کر سکے! منکرین کی عزت کو مہیڑ کرنے کے لیے قرآن نے یہاں تک کہہ دیا ہے۔

قُرْآنٌ نُنزِّلُكَ لَهُ وَلَمْ يَكُنْ لَكَ آيَاتُهُ
السَّاعَاتِ وَنُزِّلْنَاهَا بِاللَّيْلِ وَاللَّيْلِ وَاللَّيْلِ وَاللَّيْلِ
فَلْيَأْتُوا بِحُجُوبٍ تَسْلِمُوهَا

(المائدہ ۳۲)

آسا مستقل۔ پاملا۔ زور دار مجیزہ کسی اور بتویر کو گوں عنایت ہوا تو گ۔ آسا زور داری کسی اور دھاری کی زبان سے کب لہا کر لیا گیا ہوگا جس کا بھی چاہے آج بھی استمان کی کوئی پراس مجزہ کو جانے۔ پر کہے۔ کسی دوسری آسمانی کتاب کے لیے یہ دعویٰ کب کسی دوسرے صاحب کتاب کی زبان سے نکلا؟

ہاں ایک جگہ خود قرآن ہی نے جو ہر شی کی حرمت کا صراحتاً ہے اپنے ساتھ تہریت کو بھی شامل کر لیا ہے ادویوں کا ہے کہ کوئی کتاب آسمانی لاکھ میں کرو۔ جو ہر ایت نامہ کی تہریت سے ان دونوں سے بڑھ کر ہو۔

قُلْ نَذَرْتُ لَكُمْ عَذَابًا وَإِنِّي لَمِنَ الْمُتَوَكِّلِينَ
هُوَ أَهْدَىٰ سَبِيلًا وَإِنِّي لَمِنَ الْمُتَوَكِّلِينَ
صَادِقِينَ قُلْ نَذَرْتُ لَكُمْ عَذَابًا وَإِنِّي لَمِنَ الْمُتَوَكِّلِينَ

فَأَعْتَدْنَا لَكُمْ آيَاتٍ مِّنْ قَبْلِهَا
هَذِهِ

(النسہ ۵۵)

اعجاز قرآنی کے یہ دعویٰ قرآنی کی زبان سے کلی دعویٰ رنگ میں تھے۔ لیکن کہیں کہیں ایسا بھی ہے کہ قرآن مجید نے ان متعدد وجود اعجاز میں سے کسی ایک ہی پہلو کو نیا کیا ہے۔ مثلاً کھیل بلسان عربی میں یا قانصا، یا عید زنی ہو ج۔ کہہ کر اس کی بے نظیر فصاحت و بلاغت کی طرف اشارہ کر دیا ہے اور کہیں نور و کتاب میں یا ہدیٰ المستغنیوں یا یدہیٰ ہی ہی اقوال لاکھ لاکھ کے رش و ہدایت کے پہلو پر زور دیا ہے اور اس کی معنویت کو اجماع اللہ اور میں بل ہدو شاعر یا ان ہذا الامور میں لاکھ لاکھ کی تاثیر اور وقت تخییر کا اعتراف منکرین کی زبان سے کرایا ہے۔ غرض یہ کہ یہ کتاب کا مجیزہ صاحب کتاب کی زندگی کا سب سے بڑا معجزہ ہے بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ ساری تاریخ انبیاء میں اس سے بڑھ کر کسی دوسرے معجزے کی مثال نہیں ملتی اور حق یہ ہے کہ اتنے صریح و واضح اور مستقل و مستمر معجزے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ضرورت ہی کسی دوسرے وقتی اور ہنگامی معجزہ کی تھی۔ لیکن واقعہ یہ نہیں واقعہ ہے کہ حضور کی زندگی میں ایک وہ نہیں متعدد معجزے ایسے آدھتے ہیں۔ جن کا ذکر قرآن مجید نے اپنے صفحات میں محفوظ کر لیا ہے اور قرآن ان کی گواہی دیتی دنیا تک دیتا رہے گا۔

اور ان میں سے ایک تین معجزہ یہ ہے کہ آپ جب اللہ کی راہ میں قتال کے لیے نکلے اور اپنے سے کہیں قوی تر دشمن کے مقابل صاف آرا ہوئے تو آپ کی اعاد فرشتوں کے نکلنے سے کئی اور یہاں بلکہ ایک سے زائد ہارپش کیا اس شکر فیہی کے لیے کہیں تو انفا نام استعمال ہوئے ہیں مثلاً غزوة تبوک کے سلسلہ میں یہاں ارشاد صرف اس قدر ہے۔

أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ مَكِّيًّا وَبَدَأَهُ قُرْآنًا مَّعْرُوبًا
وَعَلَى الْغُوثِينَ وَأَنْزَلَ جُنُودًا لَّمْ تَرَوْهَا
بِأَذْنِ اللَّهِ وَبِإِذْنِ اللَّهِ وَبِإِذْنِ اللَّهِ وَبِإِذْنِ اللَّهِ

toobaa-elibrary.blogspot.com

امیت ہے۔ جو شخص ایرانی ہندوستان مصر عراق یونان روم کے عروج و حکمت و دانش کے بہرہ ور کے بعد آیا وہ رومی و اصطلاحی معنی میں علوم عصری کا نائل اہل ہونگا لگ رہا معمولی طور پر بھی پڑھا لکھتا تھا اور وہ اپنی لائی ہوئی کتاب اور اپنے قرآن مجلی سے دنیا کے بڑے بڑے مکیوں اور دانشوروں کو بھی درس ہدایت دے گیا کوئی انہوں اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا؟ قرآن مجید کے آپ کے اس معجزہ و امیت کا بیان بجز بحار کیلئے اور بصرہ صحت بھی ایک جگہ آپ کے تعارف کے سلسلہ میں ہے۔

أَلَمْ يَجِدْ يَتِيمًا فَخَرَّ سَرِيمًا
رَبُّهُ يَعْلَمُ وَأَعْلَمُ (سورہ شوریٰ ۲۲۷)

اور پھر کبھی وہ روم کے محل کر حکم دیتے ہوئے بھی اسی وصف کو دہرایا ہے۔
فَأَمَّا نِزْوَانًا لَّهُمْ فَمَا تَزُوَّاهُمْ أَذْرًا وَمَا يَمَسُّهِنَّ أَفْئِدَتُهُنَّ بِمَا يَسْعَيْنَ (سورہ شوریٰ ۲۲۷)

الْأَنْبِيَاءِ (۱۶۷)

تیسری جگہ ہے اہل عرب کے لیے محل تقنان و انعام میں ہے۔

هَذَا الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيَّةِينَ
رَسُولًا يَتْلُوهُمُ الْفُصُحَ (۱۵۷)

حقیت یہ وصف امیت جس طرح رسول کی زلت کے لیے ایک اعجاز طے سی

طرح اعجاز قرآن کی مزید تقویت کے لیے بھی ہے۔ اس کلام جس کے مثل و نظیر سے بڑے بڑے حکیم و ادیب مل کر بھی عاجز رہیں، اس کی تصنیف پر کسی امی محض کا نادر مہولہ جھلا کر مثل کے لیے بھی قابل قبول ہو سکتا ہے؟ چنانچہ چوتھی جگہ قرآن جہاں آپ کے وصف امیت کا اثبات کرتا ہے وہیں اس کی مزید بھرتی کے ساتھ اس کی اس حکمت و مصلحت کا بھی اضافہ کرتا ہے۔

وَمَا كُنْتَ تَدْرِي مَا الْكِتَابُ
وَلَا تَحْطَبُ فِي يَمِينِكَ إِذْ آتَاكَ الْوَحْيُ (۱۵۷)

الْمُنطَلِقُونَ - (المکھوتہ ۵)

یعنی اس وقت ان اہل رستوں کو کہنے کی گنجائش کچھ نکل جی سکتی تھی کہ آدمی پڑھے لکھے ہیں۔ کہیں سے لے کر اگر ایسی خلیفہ کر ڈالی۔

یہ سب انکار صریح قرآن کی کتابی اور ظاہری تعلیم سے ہوا۔ ایک جگہ آپ کی قبل نبوت کی معنوی تعلیم کی بھی نفی کی ہے۔

وَمَا كُنْتَ تَدْرِي مَا الْكِتَابُ
وَلَا الْإِيمَانُ - (الشوریٰ ۵)

اور ایمان کیا ہے

اسی امیت ہی کے اعجاز کو نمایاں کر کے یہ ایک جگہ تاریخ قدیم کے واقعات کو بیان کر کے ارشاد ہوا ہے۔

وَمَا كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّا كُنَّا
قَوْمًا مِّن قَبْلِكَ مِن قَبْلُ هَذَا - (سورہ ہود ۴)

سلسلہ معجزات میں حدیث و سیر کی کتابوں میں دو واقعات کا ذکر شدہ ہے آج سے ایک ان میں ہے معجزہ شوقِ اقر ہے۔ قرآن مجید کی جس آیت میں یہ ذکر ہے۔

اس کی تعبیر و تفسیر مختلف طریقوں سے کی جا سکتی ہے اور یہ لازمی نہیں کہ اس کے معنی طور پر ہی سمجھیے جائیں۔ پھر بھی اگر اس کو حیاتِ نبوی کا ایک مسلم واقعہ سمجھا جائے تو قرآن مجید اس کا تائید کے لیے موجود ہے۔

إِن تَرَىٰ السَّاعَةَ وَاتَّقَىٰ الْفِتْرَةَ
وَأَنَّكَ إِذَا تَبَايَعْتَهُمْ لَوِ اتَّخَذْتَهُمْ خِيَرَةً (۱۵۷)

اور یہ دکانوں و گاہوں کی سماجی نشان دہیوں اس سے احوال ہی کہتے ہیں اور کہیں کہہ کر تو جاوے ہے جو رسالت ہوتا آیا ہے۔

(۱۵۷)

لے اور اگر کسی کو بات و بیخ ساق و منافق کی آیت کے کان میں محض اتفاق سے کبھی دکانی ہو شلا سلمیٰ یا سب بیکر کی تباہی سے آپ کے سفر شام کے دوران میں تو ایمان نہ آنے کے سنا ہی نہیں۔

ہی زبان وہی ترجمان سے ادا ہوئے تھے۔ اس لیے اگر انہیں معجزات نبوی سے تیسرے
کیا جائے جب بھی کچھ بے جا نہ ہوگا۔ ان کی اور میراث انگریز پیشین گوئیوں میں سب سے
بڑھ کر خلیفہ روم کی پیشین گوئی بھی وقت کی سب سے بڑی سلطنتیں نہیں شہنشاہیساں
مشرق میں ایران اور مغرب میں روم کی تھیں۔

ایران سلطنت میں اپنے حریف روم کو زبردست اور کامل شکست دے چکا تھا
اور مادی ظاہری اسباب کے لحاظ سے اس کی مطلق توقع نہ تھی کہ رومی مستقل قریب
میں کبھی بھی عرصہ اپنی شکست فاش کالے سکیں لیکن قرآن مجید نے اسی وقت بہرہ رک
خبر دے دی اور مخالفین کے جم غفیر کو سداہم کر دی چند ہی سال کے اندر سرتو فتح مند
ہو جائیں گے۔

عَلَيْهِمُ الرُّومُ فِي آدْنِ الْأَرْضِينَ
وَهُمْ يَنْتَظِرُونَكَ يَوْمَ تَسْقُطُ السُّيُوفُ
فِي رِجَالِهِمْ وَمِنَ الْأَمْوَالِ وَمَنْ حَسِبَ
وَجِدَ تَنْفَعُهُمْ مَسْجِدَ يَفْرُحُ السُّوْفِيُّونَ
يَنْتَظِرُونَ اللَّهَ يَنْتَظِرُونَ يَتَسَاءَلُونَ
الْعَزِيزَ الرَّحِيمَ وَعَدَّ اللَّهُ لَا يَخْلِفُ
اللَّهُ وَعْدَهُ -

(الروم ۱۱)

دس سال بھی نہیں گذرنے پائے تھے تہ تیغ کا بائیں ہے کابھی کل نواں سال
تھا یہی شاندار کہ روم کو نہ صرف فتح کامل ایران پر حاصل ہو گئی اور دنیا میں تازہ کیسے
کہ قرآن مجید نے فقط و فقط مسیحیوں - چند سال کے اندر کا استعمال کیا تھا اور مذہب
عربی میں یعنی کا اطلاق تو ہی سال تک ہوتا ہی ہے۔ مشہور انگریز مورخ گین نے مشرق
بہرہ گواہی دی کہ پیشین گوئی کے وقت اس پیشین گوئی سے بڑھ کر کوئی چیز بعد یاز تیس تیس
معجزات اہل کاذب کا دیکھا۔ معجزات نبوی کی ایک نوعیت یہ بھی تھی کہ کبھی کسی واقعہ

مخفی سے حضور کو غیب سے اطلاع ہو جاتی تھی اور آپ کے قریب والے تک آپ
کی اس غیب دانگی سے حیران رہ جاتے تھے ایک بار ایک یہودی صاحب سے آپ
نے کوئی بات راز میں فرمائی انہوں نے راز داری کے اس اہتمام کے ساتھ وہ بات
دوسری یہودی تک پہنچا دی نہ راز شکنی کا مازا آپ پر غیب سے ظاہر ہو گیا۔ آپ نے سلطان
پہلی یہودی صاحب سے سوال کیا کہ میری بیوی نے حیران ہو کر پوچھا کہ آپ کو خبر کیسے لگ
گئی۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے خبر میرے خدا کے دانا و بیان سے پہنچا دی۔

فَلَمَّا نَسَبْنَا عَنَابَهُ قَالَ لَأَسْتَبِينَ
أَسْتَبِينَ هَذَا أَقَالَ نَسَبًا فِي التَّوْبَةِ
الْخَبِيرُ - (الزمر ۱۶)

جب آپ نے ان پہلی یہودی کو بتایا تو انہوں نے
آپ نے فرمایا کہ مجھے خبر ہی خدا کے علم و خبر نے دی
اور شخص راستہ تقصیر سے کام لیا جانے تو اس طرح کے اور بھی واقعات کے اشارے
قرآن مجید میں مل جائیں گے۔

خانگی اور ازدواجی زندگی

دوسرے مذہبوں کی تعلیم جو کچھ بھی ہو۔ اسلام نے بیوروں کو مایہوں اور دنیا میں لوں کی شکل میں نہیں۔ بلکہ بیوی بیچے اکٹھے ماں، اولاد و خاندان واسلے۔ مگر گریہوں کے قالب میں نہیں کیا ہے اور اللہ کے خاص بندوں، عباد الرحمن کا ایک وصف یہ بھی بتایا گیا ہے کہ وہ اللہ سے دعا کرتے رہتے ہیں کہ اللہ ان کے ازواج اور اولاد کو ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنا دے۔

وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ زَوٰجَهُنَّ مِمَّا رَزَقْنَاهُنَّ يُؤْتِيْنَهُنَّ مِمَّا رَزَقْنَاهُنَّ خَفِيًّا
اور ایسے ہیں کہ دعا کرتے رہتے ہیں کہ
وَجَعَلْنَا لِكُلِّ شَيْءٍ مِّمَّا رَزَقْنَاهُنَّ اٰيَاتًا
ہمارے پروردگار ہم کو ہماری بیویوں اور ہاں
اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما

(الزکوٰۃ: ۶۵)
بیوروں نے اولاد کی تمنا میں کی ہیں دعا میں کی ہیں پشاپنچ حضرت زکریا کی زبان سے۔
رَبِّ لَا تَجْعَلْ لِيْ ذَرِيَّةً بَعْرًا وَّ لَا تَجْعَلْ لِيْ وٰرِثًا وَّ اجْعَلْ لِيْ ذَرِيَّةً طَيِّبَةً
ہمیں سب سے بڑا وارث تو قوی ہے۔

اور دوسری جگہ یہ دعا تفصیل سے نقل فرمائی گئی ہے۔ پیرائز سال کی باوجود اولاد حاصل کیلئے آپ دعا و مناجات کرتے ہیں۔

وَلَقَدْ خَشِفْتُ الْعِصْوٰلَ اِلَيْهِمْ وَ تَرٰ اِيَّاهُمْ يَخْتَفُونَ
اپنے بھیسے اپنی برادری والوں سے اندیشہ ہے
اور میری بیوی تمہارے سو تو مجھے خاص اپنے پاس

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا رَزَقْنَاكَ
اور آئی یہ عقوبت تو اجماعہ سترت
میرے رب پسندیدہ بنا دے۔

قرآن مجید نے بیوروں میں سے ذکر ایک کا نہیں ہوتوں کا کیا ہے اور ان سے میں اکثر کے ساتھ تذکرہ ان کے اہل اعیال کا بھی آگیا ہے۔ جو نامہ حج و اقامت کے موقع پر بیوروں کی اس عام سنت کے بعد رسول صلعم کا خیال دڑھونا بالکل غلب تھا۔ لیکن ضرورت ظن و قیاس کی نہیں۔ رسول کے اہل بیت کا تذکرہ صراحت کے ساتھ موجود ہے اور آپ کی خاندان داری اور ازدواجی زندگی اس حد تک تو قرآن مجید سے صاف نکل ہی رہی ہے۔ رسول اللہ کی اہل زندگی کے سلسلہ میں ازواج اور نساء دو لفظ آئے ہیں اور دونوں بعینہ جمع اس سے یہ تو ظاہر ہی ہو گیا کہ آپ کی بیویاں متعدد تھیں۔ ایک جگہ ہے۔

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا رَزَقْنَاكَ
اور وہ کیوں حرام کئے گئے ہیں۔ ہر اللہ نے
اَزْوَاجًا لِيَّحْيٰى لَكَ نَفْسًا كَي تَحْيٰى
آپ کے لئے جائز کیا ہے۔ (الزکوٰۃ: ۱۵)

ازواج بعینہ جمع اور کئی جگہ بھی قرآن میں حضور کی بیویوں کیلئے آیا ہے اور یہی حال لفظ نساء پر بعینہ جمع کا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا رَزَقْنَاكَ
لے نہی کی جڑ پر تو معمولی عورتوں کی طرح نہیں ہر
يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا رَزَقْنَاكَ
(الاحزاب: ۳۴)

اور اس کو حج میں بار بار ذکر نہیں بیویوں کا بعینہ جمع آیا ہے تو نفس تعدد قرآن نے واضح طور پر ظاہر کر دیا ہے۔ اب یہ کہ ان کی تعداد تھی اس پر چونکہ کوئی فقہی اختلافی روحانی مسئلہ نہیں تھا۔ اس لیے قرآن مجید نے اسے غیر ضروری جزیہ کا ذکر نہ کیا تعداد کی تصریح حدیث و سیر کی کتابوں میں ملتی ہے۔

ان ازواج مطہرات کا مرتبہ بھی عام مومنات سے بلند تر تھا اور ساتھ ہی ان

کی ذمہ داریاں بھی کہیں بڑھی ہوئی تھیں۔ جو آیت آپ نے ابھی سنی تھی اسے ایک بار پھر سماعت فرمائیں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَعْلَمُونَ
اگر تقویٰ اختیار نہ کرے پھر

اور چونکہ یہ مادہ تقویٰ سے نہیں پیش بلکہ اس پر قائم و مستقیم نہیں جیسا کہ قرآن مجید کی سطور و سطور دونوں سے معلوم ہوتا ہے۔ اسی لیے لازمی طور پر ان کی قدر منزلت بھی بہت اونچی تھی۔

ایک جگہ ان کے فضل و منزلت اور ان کی ذمہ داریوں دونوں کو کس طرح سوکریا بیان فرمایا گیا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ
بِمَا جَعَلَ قَلْبُكُمْ فَتَاهًا فِيمَا أَنْزَلْنَا إِلَيْكُمْ
اور اسی کے متعلق۔ (الاحزاب، ۳۵)

اور تم میں سے جو کوئی اللہ اور اس کے پیغمبر کی فرمائندہ روای کرے گا۔ اور ایک عمل کرتی ہے گا۔ ہم اسے اس کا اجر دہریں گے۔

(الاحزاب، ۳۵)

ان کے لیے شریعت کے عام قانونوں کی پابندی ضروری تھی اور ان کے لیے کچھ احکام خصوصی بھی تھے۔ ایک طویل آیت میں ان میں سے اکثر کو ایک جاکر دیا گیا ہے۔

فَلَا تَعْصِمَنَّهُم بِالْقَوْلِ وَالْجُنُودِ
الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ وَ قُلُوبُهُمْ غُلُوفٌ
مَعْرُوفَاتٌ قَوْمٌ لَا يَفْقَهُونَ شَيْئًا مِمَّا تَدْعُوا إِلَى اللَّهِ وَمِمَّا يُنذِرُونَ

تو تم میں سے نراکت نہ اختیار کرو کہ اس سے ایسے شخص کو کہ جس کے دل میں کوڑھ ہے وہ تمہارا قلم ہم نے لکھیں گی اور بات کری گی کہ وہ اپنے

تَسْبِيحَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ وَأَقْسَمُوا
بِالسَّلَوةِ وَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
اَللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ
أَهْلَ النَّبِيِّاتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا

وَأَذْكُرَنَّ لَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
أَعْمَالَكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ
بِذَاتِ السُّجُودِ

وَأَذْكُرَنَّ لَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
أَعْمَالَكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ
بِذَاتِ السُّجُودِ

(الاحزاب، ۳۵)

گھروں کے اندر قرار سے اُکرو اور نہ مانجا بیعت تہذیب کی طرح اپنا بناؤ سنگھار دکھاتی نہ چھو اور بناؤ سون کی پابندی رکھو اور زکوٰۃ دینی رکھو اور اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو اور اللہ کو جس تصور سے بے نیچے کے گھروں کو تم سے آؤ گی اور اللہ کے اور نہیں غیب پاک صاف رکھے اور مناجات الہی اور اس میں ہر چار بہت ہے۔ بے شک اللہ مازداں ہے اور پورا خبردار ہے۔

اہل البیت کے لغوی معنی میں گو وسعت و تعمیم ہو سکتی ہیں جس میں سیاق میں یہ لفظ آیا ہے اس سے کھلی ہوئی مراد ازوج مطہرات ہی ہیں یہ سیات اور بجا آیت اس کے ما قبل تلاوت ہو چکی ہے دونوں کے طے سے اتنے امور پر ہی طرح روشنی میں آجاتے ہیں۔

اقل یہ کہ۔ تانوں شریعت جو ساری امت کے لیے تھا وہی ان پاک بیویوں کے لیے بھی تھا۔ یہ نہ تھا کہ شرف زہد بیت رسول کی بنا پر یہ شریعت کی کسی دفعہ تھی جو باہر سے یا کہ تمہیں احکام سے کسی وجہ میں بھی معاف ہو جائیں یہ استثنا اور معافی جب خود حضرت انبیاء کی ذات تک کے لیے تھی قرآن کے ازوج و اولاد کے لیے کہ جنکو ممکن تھی

دوسرے یہ کہ پاک بازی اور طہارت نفس کا معیار ان پاک بیویوں کے لیے کہ اولاد بڑھا کر رکھا گیا۔

تیسری بات یہ کہ گھروں کے اندر رہنے اور باطن زہدیت باہر چل پھر کر نلے سے

toobaa-elibrary.blogspot.com

خوشحالی کا حوصلہ اور امانگ رکھنے والی برحورمت کو پتہ مار کر ہی رہنا ہوتا تھا۔

انواع کے تعدد کی شہادت میں ایک آیت کو درجہ سہ ماہین یا ایکس کے علم میں آچکی ہے سوہ تحریم کی وہی آیت ایک بار پھر جن معاشرت کے پہلو سے ملاحظہ کرو
 يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ
 اللّٰهُ لَكَ تَبْتَغِي مَوَٰجِدًا ۚ أَرْذَاٰ جِلَّةً
 اشدنی آپ کے سنے حلال کیسے ہے
 (اتوم ۱۵)

اس دہرئی کا کچھ ٹھکانا ہے ایسی ہی صاحبوں کی دہرئی رسول اللہ کا اس دہرہ نظر
 رہتی کہ جسی اس پر اللہ کی طرف سے بندش عائد کرنے کی ضرورت نہ پڑ جائے یہ وہ معافین
 دیکھیں جنہوں کے رسول اللہ کی لطف و نرمی و لاؤ دیر شخصیت کو ایک سخت گیر،
 دشت اور خشک مزاج انسان کی حیثیت سے نہیں کرنا چاہا ہے ایسی کسی فریق زندگی
 کی خاطر کسی مادی لذت سے متنع نہ کرنے کا پسند اور بلوڑام کر لینا، بھائے خود
 معصیت کسی دہرہ میں بھی نہیں۔ پھر بھی صاحب شریعت کے وجہ سے فرود تھا
 اس لیے تنبیہ فرمادی گئی کہ ہر کسی نعمت و برائی کی شکل طور پر دوست بردار ہونا
 علماء اس کے حرام کیلئے ہی کے حکم میں داخل ہے۔

اس آیت کے معانی کے تین آیتیں اسی سلسلہ بیان سے متعلق ہیں اور تینوں
 بڑی معنی نیز پہلی آیت ہے۔

وَاذْرَاٰ جِلَّةً مِّنْهُ لِيُحَرِّمَ
 اَزْوَاجَهُمْ حٰدِيْنَا فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ
 وَاَقْلَمَ لَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ عَزَابَ مَا جَعَلَ
 وَ اَشْرَحَ مِنْهُ بَعْضٌ فَلَمَّا
 يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا
 قَالَ سَبَّٰحًا فِي الْعَلَمِ الْخَبِيْرُ
 (اور وہ وقت بھی یاد کرنے کے لائق ہے،
 جب نبی نے اپنی کسی بیوی سے کوئی بات چیکے
 فرمائی۔ اور وہ بات ان بیوی سے کسی اور بیوی
 کو تبادی اور اللہ نے ہی کو اس کی خبر کر دی۔ تو
 نبی نے اس کا جو کچھ نہا دیا۔ اور جو کچھ کمال گئے
 پھر جب نبی نے ان کی بیوی کو وہ بات بتلا دی تو وہ
 بلوڑام کر آپ کو کس نے اس کی خبر کر دی۔ آپ نے

جس قصہ کی جانب اشارہ اس آیت میں ہے۔ اس کا حاصل حدیث و سیر کی
 کتابوں میں ملتا ہے کہ رسول اللہ معلوم نے اپنے کسی زوج مبارک سے کوئی بات
 مصلحتاً نازد اور فرمائی تھی۔ ان صاحب نے وہ بات دوسری صاحب تک پہنچادی اور اس
 کی اطلاع آپ کو بھی اسی سے ہوگئی۔ اس پر آپ نے ان پہلی بیوی صاحبہ سے لڑکھائی
 کی شکایت کی۔ لیکن اس وقت بھی پوری بات نہ دہرائی کاس سے ان کو شرمندگی اور
 زیادہ ہوتی۔ بس صرف اتنا فرمایا کہ تم نے ہماری آپس کی بات دوسری تک بلا اجازت
 کیوں پہنچادی۔

قرآن مجید کوئی بات بلا مقصد نہیں بیان کرتا۔ اس تمام تر خانگی قصہ کے لئے آئے
 سے سبق ایک نہیں کہی گئی سکتے ہیں۔

چنانچہ پہلی تو یہی سگی کہ آپ کی معیشتی اور خانگی زندگی جنت کی نہیں اسی خانگی
 دنیا کی زندگی تھی۔ جو نوع بشری کے ہر ہر فرد کے لیے نمونہ کام دے سکتی تھی جو گریبان
 اس میں وہی پیش آتی تھیں۔ جو ہر انسان کو اپنی زندگی میں پیش آسکتی ہیں اور علاوہ
 ملکی انتظامات اور اجتماعی معاملات میں امت کی رہنمائی و پیشروانی کے لئے آپ کو خانگی معیشت
 کے مصلوں سے گزرتا تھا کہ بغیر اسکے سوہ حزن کے کامل و جامع ہونے کی کوئی صورت نہ تھی بلکہ
 بیوی صاحبان کی فطرت بھی اعلیٰ سے اعلیٰ تربیت و تزکیہ نفس کے باوجود بشری ہی تھی۔
 دوسرا سبق یہ ملا کہ جن معاشرت و معیشت کو آپ پر عزم تھا۔ عین ناگوری کے وقت
 بھی رفیق ملافلت کا سر شراحت سے یہی تھا۔ چنانچہ اللہ نے دہرئی کوئی کے تھاخوں سے اشتغال
 کے وقت بھی ذہن کو غفلت نہ ہوئی۔

تیسرا سبق یہ ملاحظہ ہو کہ زبان سے یہ نہ اڑا دیا کہ خبر کچھ کیوں نہ ہو جاتی سب سے اپنی نراست
 کو پیش کرنا یا اپنے شرف و اشراف کو فرمایا تو ایک مبالغہ کلام کی طرح نہ فرمایا کہ اسی حالے علم و تجربہ
 کے لئے خبر پہنچادی۔ شرمناک سبباً نہ طرز جوابت بری صاحبان تو بدحواس کی طرف تھی یا بدحواس کی
 متصل آیت میں غفلان دونوں بیوی صاحبوں سے پہنچنے سے کچھ تکلف کو بھی تربیت پائی تھی۔

وَأَن تَتُوبَ إِلَى اللَّهِ فَقَدْ صَدَقْتَ
 قُلُوبَكُمْ وَأَن تَطَّاهَرُوا عَلَىٰ بَرٍّ كَانَ اللَّهُ
 حَرِيمًا وَلَا تَجْرُوا عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ وَلَا تَمَسُّوا
 الْأَعْيُنَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَإِنَّهُ يَكُونُ
 جَانِبًا لِلظَّالِمِينَ

لے دونوں ہی پر اگر تم اللہ کے سامنے توبہ کرو تو
 تمسکے دل تو اس طرف مائل ہو رہی رہے ہیں اور
 اگر تم کسی کے عقبے میں جا کر اور نشان کر رہیں تو
 نبی کا رفیق تو اٹھے اور جہنم لڑیں اور ایک مسلمان
 ہیں اور ان کے علاوہ فرشتے مددگار ہیں۔

آیت کے سلسلہ میں یہ تفسیری نکتہ ذہن نشین رکھے کہ بیوی صاحبوں میں سے ہر ایک
 کا یہ خیال کہ آپ کا دل دوسروں کے بجائے خود انہیں کی طرف ہے ایک امر طبعی تھا ہر
 کوئی طاقت نہیں۔ پھر سب اس کا مینہ اور نشانہ سب رسول و حبیب شوہر تھا۔ جب تو کوئی
 دوسری بھی تباہت اس میں باقی نہیں رہتی تھی اس کے ساتھ اس کا دوسرا پہلو دوسروں کے
 حقوق کا کالوف بھی تھا اس سے توبہ کرنا ان کے حق میں ضروری قرار پایا۔
 آیت سے حیات بہکد کے اس پہلو پر بھی روشنی پڑتی کہ جس کی تائید و نصرت پر اللہ
 خود موجود ہوا اس کے فرشتے اور ممالکین آمنت بھی اسکے کسی سازش نقصان ہی کی کیا پہنچا
 سکتی ہے۔

تقصا بھی ختم نہیں ہوا ہے تیسری مضمحل آیت بھی ملاحظہ ہو۔

مَنْ رَفَعَا إِنْ تَلَقَّوْا زَيْنًا
 يَوْمَئِذٍ لَا أَزْوَاجًا خَالِفًا تَرَكَتُمْ
 فَمَنْ لَمَّا جَاءَ مُؤْتِرًا يَدَيْكَ تَابِيئَاتٍ
 حَابِيَةً سَائِحَاتٍ تَبْتَابَاتٍ وَ
 آجِبَاتٍ

اور اگر تم میں طلاق دے دیں ان کا پروردگار
 تم سے جو حق میں بستر لی جانائیں دیکھے گا
 اسٹھ دایاں ایمان دایاں اور فرمانبرداری کرنے
 دایاں توبہ کرنے دایاں حاجت گزیر ایمان روزہ
 رکھنے دایاں شوہر پروردگار اور گزیر ایمان ہی

اس سے پہلی تعلیم قرآنی کہ ایسی اکل و کمال شخصیت رکھنے والے کو موجودہ بیویوں کی
 متابعت ہی کیا ہو سکتی ہے وہ جب چاہے ان کو طلاق دے دے اللہ اس کے لیے بہترین
 ازواج کا خود انتظام فرما دے گا ہر اسے صفات و سیرت کے لحاظ سے ہر طرح اس کی
 توجہ دیت کی اہل ہوں گی۔ اہلیت کے اجناسب آیت میں گنا بھی دینے ہیں۔

اور اس تحقیق کے ساتھ حسب یہ مقدمہ بھی ملائے کہ طلاق کی نوبت کسی ایک کے لیے
 بھی نہ آئی تو تیسرے کلمہ ہوا یہ نکلتا ہے کہ ساری ہی ازواج مطہرات اس معیار اہلیت پر پوری تہی
 اور اس پر قائم رہیں۔ گویا ازواج مطہرات کے مزہ مصمت و خلعت پر مہر شہادت خود فروری مجید نے
 ثبت کر دی۔

جہن بیوی صاحبہ کی طرف اشارہ کیا کہ یہ میں بعض ازواجہ کے سخت میں آیا ہے حد
 سیرت کی کتابوں میں ان کا نام حضرت بنت عمر انصاری آیا ہے اور جہن دوسری بیوی سے وہ
 راز کی بات کسی گئی تھی ان سے ملا حضرت عائشہ صدیقہ کی گئی ہیں۔

اس ساری تفصیل سے روشنی نہ صرف اس سادہ حقیقت پر پڑتی کہ آپ کی ازواج
 مبارک مستند تھیں۔ جیسا کہ اکثر ایسا سابقین کا ذکر ہوا ہے بلکہ اہلیت کی فطری نشیروں کو خیال
 اور اسکے باوجود انکا اعلیٰ معیار کر دیا اس کے ساتھ حضور کا جس معاشرت یہ سب بھی روشنی میں آگے

یہ بیوی صاحبان اس منزلت و مرتبت کے بعد قدرۃ اللہ کی مستحق اور دنیا پوٹھریں
 کہ ساری امت کی انہیں قربا نہیں چنانچہ ارشاد ہوا۔

وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتِكُمْ
 (الفرز اب ۱۰)

اور حسب یہ امت بھری کہ مائیں نمبر گئیں تو یہ تیسرے خود بخود لازم آ گیا کہ ان کے ساتھ امت
 کے کسی مرد کا نکاح بھی حضور صلعم کے بعد جائز نہ ہوگا۔ لیکن مسئلہ کی اہلیت کے پیش نظر۔
 علاوہ اس عمومی تیسرے کے اس کی ہدایت امت کو براہ راست مخاطب کر کے بھی فرمایا گئی
 وَكَانَ كَأَن لَّمْ يَأْتِكُمْ مَوْءِدُ اللَّهِ أَن تَأْخُذَ بَلَدِكُمْ لَكُمْ آسَافَةٌ عَظِيمَةٌ
 وَلَا أَنْ تَشْكُرُوا أَن تَنْفُذُوا رَسُولَ اللَّهِ
 وَلَا أَنْ تَكْفُرُوا بِهِ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ
 اور تمہارے سارے دست میں کریم رسول اللہ کو
 آیت نیا د اور نہ کہ ان کے بعد بھی آپ کی
 بیویوں سے نکاح کرو۔ اللہ کے نزدیک بڑی عیب
 بات ہے۔

(الفرز اب ۱۰)

اور رسول کی عین حیات بھی پر ایسے وقت اللہ امت پر ان محترم بیوی صاحبان

toobaa-elibrary.blogspot.com

آیت سے یہ مضمون بھی نکل آیا کہ خود باگاہ الہی میں ان محترم مسلمانوں کا احترام تمام تھا۔
 وسط آیت کے الفاظ پہلے اگر درواری میں پوری طرح خیال میں درپہچہاں
 تو اب دوبارہ ان کا استحضار کر لیا جائے

یہ انتظامات اس لیے کہ اس سے ان محترمانہ کی آنکھیں بندھی نہیں اور انہیں بزرگی
 نہ پیدا ہونے پائے اللہ ان کے درجہ اہتمام اپنے رسولؐ ہی کی نہیں ان کے محرم
 محترم کی بھی دلجوئی کا ہے اور اس صورت حال کا یہ لازمی نتیجہ تو ہونا ہی تھا کہ ہر صحابہ
 دینا استیقامت کا تھوڑا سا یہ سب راضی رہیں گی اس پر ایک انہیں جو کچھ سے دیں۔
 لیکن یہ نہ خیال کر لیا جائے کہ رسولؐ کے لیے اندوہی زندگی میں بس وسعتیں
 اور دعا تیں ہی تھیں۔ نہیں بلکہ جہاں ایک طرف سب گنجائشیں تھیں وہیں دوسری طرف
 خصوصاً پابندی بھی تھیں۔ چنانچہ آپ کے لیے جائز رہا کہ نزول آیت کے وقت
 جو ازواج مطہرات موجود تھیں انہیں بدل کر کسی اور شخص کے لیے لے آئی اور یہاں تک کہ
 لا یحل لک النساء من بعد و لا
 ان تبدل بہن من اذواج و لا
 أعزبک حنثہن الا ما ملکک
 یعدیک (۱۱۱۱۱۱۱۱۱۱۱۱)

انسان بہر حال آپ بھی تھے تمام بشری جذبات و میلانات کے ساتھ اس لیے
 کسی عین صورت کی طرف میلان طبع ہو جانا ازواج صحابہ کے درسات کے منافی
 نہیں اور فطرت بشری کے عین مطابق ہے۔ لیکن اس طبعی مقصدنا پُرل کر لینے سے آپ
 کو بالکل روک دیا گیا اور ازدواجی ساری امت کیلئے صحیحی وہ ایک نئی بات کے لیے باقی نہ رہی۔
 ان فرماؤں اور بیانیوں سے دنیا کا کافی بھی ماحول خالی نہیں خواہ اپنی عوامی
 حیثیت سے وہ کیسا ہی پاکیزہ و بلند مرتبہ۔ رسول اللہؐ کی ازدواجی زندگی میں بھی ایک ایسا
 سخت و نافور شکار موقع پیش آیا جس نے بعد امت ہاوں اولادت والوں کیلئے بھی
 سے بڑی بنامی کے بوجھ کر بھی اٹھایا نا آسان کر دیا۔ ہولیکہ کہ نہ سزا دینا انہوں نے حضورؐ

toobaalibrary.blogspot.com

کی محبوب ترین زوجہ مبارک حضرت عائشہ پر ان کے ایک تنہا سسر کو آڑ بٹا کر بغیر کسی
 عین یا سنی شہادت کے بھی محض زہم و دیوانگی کو کام میں لاکر ایک بگڑا گندہ الزام تراش
 دیا۔ اور ایک کا سادہ لوح مسلمان بھی اس طوفان بے تیزی میں اکی دیکھا دیکھی شریک ہو گئے
 الزام تھا اس نوعیت کا کہ حضورؐ اور تو غیر حضرت محمدؐ تھے دنیا کا کافی غیر مت مند شوہر بڑا
 شکر کرتا۔ قرآن نے اس واقعہ کا نام ہی الا نك یعنی ہستان یا طوفان رکھ دیا ہے اور
 اس کو شروع ہی قرآن سے کیا ہے۔

ان الذین جآؤنا یا لافک
 عصبیۃ بینکم لا تفسدوا فیہم کلم
 بل فوعدنا انکم لیکل اموی وینہم
 ما اکتسب من الاثم و الذنوب
 قول کعبہ وینہم لک عذاب
 عظیم (المائدہ ۲۴)

جن لوگوں نے ہ طوفان برپا کر رکھا ہے وہ تم میں کا
 ایک گروہ ہے تم اس میں سے کو اپنے حق میں بڑا مت
 کھریں بلکہ تم سے تم میں سے ہی ہر بے ایمان
 ہر شخص کے لئے وہی وبال ہے جتنا کہ اس نے
 کیا تھا اور اس میں جس نے سب بڑا حصہ لیا اس
 کے لئے عذاب بھی بڑا ہے۔

یہ لایں کسی مومن کی عزت و اکرام پر حملہ کرنا کیا کہ ہے چاہے ایک کافر مومنات صحابہ
 کی سرطرا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا صحیحی خاتون کو بنا کر لائے۔ ایسے بعض افتراء پر ازواج
 کے سروں پر عذاب اگر ٹوٹنا تھا۔ مومنین کی یہ سادہ وحی بھی قابل گرفت تھی کہ ایسے کھلے
 ہونے ہستان کو سکتے ہی تردید کریں نہ کر دی۔

لولا اذ سبقتہم و ظن انہم یؤمنون
 و الذنوبنا و انفسہم تحیرا و قالوا
 ہذا الک شیطان۔

جب تم لوگوں نے ہر جہاں ماننا تھا تو مومنین دوست
 نے لینے لوگوں سے گمان نیک کریں نہ رکھا اور
 کیوں نہ کہ وہ یا کہ صریح ہستان ہے۔
 ایسے ہستان کو جس کو اس کے متعلق شک و تہدید میں ہر جہاں اور سے خیالی میں شغل کے
 طور پر اس کا ایک دوسرے سے چچا کرتے ہنہای سب ایک صلح معاہدہ کیلئے سنت قابل موزن تھا
 و لولا فضل اللہ علیک لکنت
 و دنیا میں اور آرزو کرتے ہیں تو ہر مشغلہ میں نہ ہر سے کہنے

لَسْتُمْ فِي مَا أَذْنَبْتُمْ فِيهِ
عَدُوًّا بَلْ عَدُوٌّ لَكُمْ
يَأْتِيَنِيكُمْ وَتَقُولُونَ مَا
تَالَيْتُمْ لَكُمْ بِهِ جُنْمٌ
وَمَا تَتُوبُونَ عَلَيْهِ
فَإِنَّمَا وَهْوَ جُنْمٌ لِّلَّهِ عَظِيمٌ
(النور: ۲۵)

تھے اس پر تو اے اور میرا مذاب سخت کڑا ہوتا ہے
وہ وقت تھا جب تم اپنی زبانوں سے اسے نفل
در نقل کر رہے تھے اور اپنے منہ سے ایسی بات
نکل رہے تھے جس کی تم کو مطلق تحقیق نہ تھی اور
تم اس کو بھی بات کہہ رہے ہو حالانکہ اللہ کے نزدیک
بہت بھاری بات تھی۔

آگہوا و اہتمام کے ساتھ دوبارہ ایشاد ہوا ہے۔

وَلَوْلَا اِذْ سَمِعْتُمُوهُ قُلْتُمْ
يَا لَيْتَنَا كُنَّا اَنْ تَسْتَكْفِرُ
بِمَعْنَا كَيْفَ هَذِهِ الْاَهْثَاتُ
عَظِيمَةٌ (ایضاً)

اور جس وقت تم نے یہ چرچا سنا تھا تو اسی وقت
کیوں نہ بول اٹھ کر جیسا حال نہیں ہوایں پتا
دلان سے یہ نکالیں مگر اللہ ایشاد تو ایک عظیم بتا رہا ہے
ان آیات کو اور وقت سے متعلق ان کی تفصیلی و جزئی اسکا مفسر
کہہ کر تو اے اپنے رسول ہی کا نہیں رسول کے گھروں کا بھی
استراحت میں دیکھ کر غور فرمنا تھا
اور میں نے ان نادان معاندین کی بات کا بھی جواب لکھ لیا
کہ تم نے انہیں ایشاد کیا ہے اور تم نے انہیں ایشاد کیا ہے
کہ قرآن مجید کی کتاب جاری ہے کہ آخر یہ میری ذات کا بھی
نہی ہے کیا وہ میری ذات کا بھی نہیں ہے کیا واسطہ تھا تم میں
یہ واقعہ ہے

پہلے خبر جز مقام مجبور علی است

اسے کیا خبر جو مجبور کی زندگی ایک شخص اور ایک ذات کی تھی ہی کیا ہے
یہ زندگی تو سانس
عالم کیلئے نمود اور مثال تھی ہر ایک ہر قوم ہر زمانہ کے افراد و اشخاص کے لیے
سبق تھی اس کے اندر موجود ہیں اور بشری زندگی میں جتنے بھی کوئی
سرکھٹے طبعی اور انسانی طور پر پیش آسکے ہیں سب اس ذات
القدس کے لگا کر قصداً کھرایا گیا تھا کہ وہ آفاقی گیر نمود کا کام
رہے اور ایک ایک فرد پر اپنے مخالف کے لحاظ سے اس سے استفادہ کر کے تو سوال اس لیے
پہلے کیے گئے تھے کہ کتنی تفصیلات تو کئی خبر میں بیان فرمائیں
بلکہ اگر کہیں تو یہ کہ بیان ان سے نہ تفصیلات کا کیوں نہ ہوا ہے۔

لا وہی عرب میں بھی کھرایا گیا تو ان کی طرف سے ایک بڑا عیب
کھلی جاتی تھی اور معاندین نے آپ پر اس سلسلے میں آواز سے کئے شروع بھی کر دیئے تھے
قرآن مجید کے جواب میں نہ لکھا گیا تھا

یعنی بے اولاد رہ جائے والے تو آپ نہیں تاک کے دشمن ہی ہیں اور
عطا نے کثرت پر وہ تعلق نظر ایک اور بھی علم اس سے یہ حال نہ لکھ کر رسول اللہ
صاحب اولاد تھے اور آپ صاحب اولاد ہونا منکروں
مماندہ کے مشاہد میں آتا ہے لیکن ساتھ ہی قرآن نے بھی بتا دیا ہے۔
مَا كَانُوا لِيُؤْخَذُوا بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ
عمر تم رسولوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔
سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ
(الاحزاب: ۵)

اس سے حضور کی باخ اولاد فریاد کی تھی جو گئی اور اہل سیر کو بیان بھی
ہی ہے کہ حضور کے صاحبزادوں میں سے کوئی بھی عمر نہیں
خواہ اس سے آگے نہ بڑھا اور جب کوئی صاحبزادہ سے شتہ
توا دل میں بجز صاحبزادوں کے اور کو نہ جانا ہے چنانچہ قرآن مجید میں
صراحت کے ساتھ حضور کی بنات (صاحبزادوں) کا ذکر آیا ہے اور وہ است
یعنی خبر جز مشافہت کے ساتھ پیش ہو بھی گئی اور دوسری جگہ بنات کے بجائے سزا کا لفظ آیا ہے
وہ حال بھی آپ کی سماعت میں آچکا اور اہل سیر کے اس بیان سے تو سب ہی واقف ہیں
کہ حضور کی پانچ صاحبزادوں میں سے ایک کا سلسلہ نسل
ماشا اللہ خوب چھپا اور بڑا ایک ثابت ہوا۔

اختتامیہ

خطباتی معروضات ختم ہو گئے مقدمہ ریافت جہیز میں جو کچھ عرض کرنا تھا
اب اختتامیہ عرض کر رہا ہوں ان خطبات کی تیاری کا میں وقت کچھ
لا تھا، اپنی ناخوشگوار کی بنا پر مدت کافی ہی جلد اچھی
خاصی معلوم ہوئی تھی لیکن جب کام کو ختم کرنا اور قرآن مجید کا
مطالعہ اس خاص مقدمہ سے خبر شروع کیا تو نظر لگا کہ معلومات کا ایک
بڑا ڈھانچا ہوا اور سزا ہوا سنا ہے اور اس سندر کا سمیت
کریک مختصر و معروضہ وقت کے اندر کہنے میں نہ سکتا تھا
مجھے نااہل فزکی حد استطاعت سے باہر ہے سچا سچا رسالہ
چھ خبر قرآنی آیتوں میں سے اگر نصف نہیں تو ایک
ٹکٹ تو بہ حال ایسی ہیں کہ میں سے سیرت نبوی کے کسی
پہلو پر دشمنی نہ پڑتی ہے اس لیے چھپا کر دولت اور مزید
کیوں نہ لگا لیں لیکن وقت اب چھپانے کا بھی گذر چکا تھا۔

جملوں اور بڑی مہمات اور روایوں میں جو کہ صحیحین پر بطور احسن تفسیر کو دیا گیا اور حرالمات بھی متواتر ایسے مثنوی آئے گئے کہ تو کو اپنی حالات کچھ دور سری مانگر مصر وغیرتوں نے وقت کا خاصا بڑا صحابی طرف سے لیا اور دو ایک ضروری عنوان پر رسول پاک کی کئی تلیسات اور مدنی تلیسات پر ہونے والے تھے مگر کسے دور گئے کہیں کہیں شاید ایسا بھی ہوا ہے، کہ آیات قرآنی معروض بیان میں گمراہیوں میں دھنڈا رہے، ایک ہی آیت سے استخراج و استنباط کئی کئی مسئلوں کا ہر کسک تھا بہر حال سامعین یا مکتبین اب فرنگلاشتوں اور فاضلوں سے رنگد فرمائیں غلطیوں کے بس میں تو اس آسائی ہے کہ نظر ثانی کے وقت ہر کے قرآن ضروری اوراق کا اضافہ کرے اور جب اس مجموعے طبع و اشاعت کی نوبت آئے تو تکمیل کسی نہ کسی حد تک توجہی جائے۔

پہر علمی اور تحقیقی کام میں ایک بڑا نغمہ گوارا فرض اس میدان میں اپنے پیشروں کے شکر کیا جوتا ہے۔ لیکن اسے قسمت کی نارسائی کیسے باوجود کہ اپنے پیشروں کو اس کام میں بہت ہی کم مہیا کر کے اصل اور بڑا اختیار براہ راست کلام اللہ ہی ساجھے پھر بھی جن بشری تصانیف سے استفادہ کی نوبت آئی ان کا ذکر منت پیری کے ساتھ دیکھا بڑی ہی ناخوشی کے مترادف ہوگا ترتیب و اہل ان کے نام عرض ہیں۔

(۱) قرأت زمانہ کے لغات سے نبر اول پر جلد ایک ابن ہشام میں کائنات وفات غلام شیعہ ہے) کی سیرت رسول اللہ معروف بہ سیرت ابن ہشام ہے اس مصنف نے سیرت نبوی کے کچھ حصوں خصوصاً صحاح مغازی میں آیات قرآنی کے تفسیر کا التزام بڑی حد تک قائم رکھا۔ (۲) تفسیر کتالہاں میں اس اعتبار سے نبر دوم پر تفسیر حیا میں ماکی زین کا سال وفات ۱۱۳۳ھ ہے، کی مشہور کتاب التفسیر تخریف حقوق المصطفیٰ ہے۔ اس مصنف نے فضائل خصائل و خصائص نبوی میں بھی آیات قرآنی سے اچھا خاصا دستاورد کیا ہے۔

(۳) دو جلدی کتابوں میں بلحاظ ناویست (جس کا اور بھی متعدد درجات سے) نامور ترین کتاب شامی و دیلمانی کی تفسیر سیرۃ النبی ہے اس کے بعض حصوں میں خصوصاً تفسیر سیرۃ النبی سید سلیمان ندوی کے قلم سے آیات قرآنی سے دستاورد و استدلال کا اہتمام خصوصی رکھا گیا ہے۔ (۴) ترتیب زمانی کے لحاظ سے اس سے بھی مقدم کتاب مولانا عبدالمستکور

کے مثنوی مغلذ کی کتاب مختصر سیرت نبوی ہے جس کا پورا نام سیرۃ المصیب الشیخ من کتاب العزیز الدین ہے کتاب مختصر ہے یعنی ۶۶ × ۶۶ صفحات پر کل ۶۴۴ کلموں کی خلافت کی ہے پھر بھی بہت کام کی ہے مولانا کی اجمالی کتابوں میں سے ہے اور ۱۳۳۳ھ مطابق ۱۹۱۵ء کی چھپی ہوئی ہے اردو میں بلکہ میری محدود نظروں تو عربی میں بھی اس خصوصی موضوع پر تو یہی ایک کتاب ہے اور یہی وصف یکتائی مصنف کے فخر امتیازی لیے کافی ہے کاش یہی کتاب مصنف کی نظر ثانی کے بعد صحیحی اسد میں بھی نہیں کر کے کہیں ختم نہ ہو کر نکلے بلکہ ان نامیوں اور فرنگلاشتوں سے بھی پاک ہو، تو نو عمری اور نوشتی میں ہر اہل کلم کے لیے لازمی کتابیں ہیں۔

(۵) ان سب کے علاوہ بھی چند سال ہونے لگے ہیں ایک کتاب مختصر سیرت قرآنیہ کے عنوان سے ایک الہامی ایمر اسے مقیم دہلی کے نام سے لکھی ہے اس کے نام سے بڑی توقعات قائم ہوتی ہیں۔ لیکن پڑھ کر کسی اور میں مایوسی بھی ہوتی ہے یا ایک بہت ہی تنگ و محدود بلکہ غلط نقطہ نظر سے لکھی گئی ہے اور آیات قرآنی کو جس طرح توڑ مروڑ کر کچھ میں لگایا ہے اس سے ہر صاحب ایمان اور ہر طالب علم کا ذوق بلبک تار ہے۔

بہر حال ایک عالم و کامل سے نہیں ایک طالب علم اور ناقص سے ایک قلیل بدت کے اندر کچھ ممکن تھا ان کو دونوں کے روبرو پیش کر دیا گیا وہ مولانا لطیف و کرم اگر اچھے اپنے حسن قبول سے کہانی دہلی میں بھی نواز دے اور اجڑ میں سلسلہ مقالات کے بانی اور سامعی اور سامعین سب کو شکر یک کرے تو اس کی بندہ واری سے ذرا بھی ایسے نہیں واخود و مولانا الحمد لله رب العالمین۔

۱۰۰۰ فرسوں تک مولانا ۱۳۳۳ھ میں وفات پا گئے۔

تھے خصوصاً آہل اعلیٰ و اذکر عداوتی کو تو ایسے مرحوم و مقصد اور قتل کی بانی فاتح مرحوم کو۔

(جنوری ۱۹۵۶ء)

AF-269

طوبی ریسرچ لائبریری
اسلامی اردو، انگلش کتب،
تاریخی، سفر نامے، لغات،
اردو ادب، آپ بیتی، نقد و تجزیہ

toobaa-elibrary.blogspot.com